نماز
کے اسرار و رموز
حضرت مولانا پیر
ذوالفقار احمد
نقشبندی مدظلہ
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قد افلح المؤمنون
الذین ھم فی صلاتھم خاشعون
تحقیق کامیاب ہو گئے وہ مؤمن جو اپنی نمازوں میں
خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔
(القرآن الکریم)

فہرست

پیش لفظ

نماز دین کا ستون ہے، جنت کی کنجی ہے، نماز مومن کی معراج ہے اور بندے کے لئے پروردگار سے ہمکلامی کا ذریعہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا لا صلوٰۃ الا بحضور القلب (دل کی توجہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی) آج کے پرفتن مشینی دور میں انسان ہر طرف سے مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ پریشانیوں نے اسے خوب پریشان کر رکھا ہے۔ اسے سارا جہان مسائلستان نظر آتا ہے۔ حالت یہ ہوگئی ہے کہ کھڑا نماز کی حالت میں ہوتا ہے مگر گھریلو پریشانیوں کی گتھیاں سلجھا رہا ہوتا ہے کبھی کاروباری معاملات میں ڈوبا ہوتا ہے اور کبھی نفسانی شیطانی شہوانی تقاضوں کے دریا میں غوطے لگا رہا ہوتا ہے نماز کی رکعتیں بھول جانا۔ التحیات میں سورۃ فاتحہ پڑھنا اور قیام میں سورۃ بھول جانا عام سی بیماری بن گئی ہے۔ حدیث پاک میں قرب قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بتائی گئی ہے کہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی ہوگی مگر ان کے دل اللہ کی یاد سے خالی ہوں گے۔ ایک مسجد میں امام صاحب کو نماز کی رکعتوں میں مغالطہ لگا، سلام پھیر کر مقتدی حضرات سے پوچھا کہ میں نے پوری رکعتیں پڑھی

ہیں یا کم پڑھی ہیں۔ پوری مسجد میں ایک بھی نمازی ایسا نہ تھا جو یقین محکم اور صمیم قلب سے کہتا کہ ہم نے اتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ اسی طرح کی نمازوں کے متعلق حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ وہ نمازی کے منہ پر واپس ماردی جاتی ہیں۔ کتنے غم کی بات ہے کہ ایک شخص نے وقت بھی فارغ کیا۔ نماز بھی پڑھی مگر اٹھک بیٹھک کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ مسجد میں نماز تو سب پڑھتے ہیں مگر ہر شخص کو اس کے خشوع وخضوع کے مطابق اجر ملتا ہے۔ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ایک من سونا ہو، لوہا ہو یا مٹی ہو، وزن میں تو سب برابر مگر قیمت سب کی اپنی اپنی۔ اللہ والوں کی نماز پر اگر سونے کا بھاؤ لگتا ہے تو عام صالحین کی نماز پر لوہے کا بھاؤ لگتا ہے جبکہ غافلین کی نماز کو مٹی کے بھاؤ بھی قبول نہیں کرتے۔ بقول شاعر

بزمیں چوں سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کر دی تو بسجدۂ ریائی

(جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی، اور ریاء کے سجدہ کرنے والے! تو نے مجھے بھی خراب کر ڈالا)

علامہ اقبال نے خوب کہا ہے۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

سوچنے کی بات ہے کہ دنیا کی محبت میں گرفتار عاشق نامراد تو فانی چیزوں کی عشق میں اس حد تک گرفتار ہو جاتا ہے کہ ہر وقت انہیں کے خیالوں میں کھویا رہتا ہے اور ان کے حصول کی تمنا دل میں لئے نہ جانے کیا کیا منصوبے بناتا رہتا ہے۔ وہ اپنے مطلوب کو پانے کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے اور کبھی اپنی جان مال اور

عزت و ناموس تک برباد کر لیتا ہے۔ اور ہم کیسے اللہ تعالیٰ کے نام لیوا اور عاشق صادق ہیں کہ عین نماز میں جب کہ ہم ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اس وقت بھی ان کی یاد دل میں نہیں ہوتی، معلوم ہوا کہ ہم اپنے دعوی میں جھوٹے ہیں۔ اسی لئے ہماری نمازیں بے روح و بے لذت ہیں۔

بقول شاعر

؎ عشق اگر ترا نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

جن سلف صالحین نے نماز کی حضوری حاصل کرنے کیلئے محنت کی انہیں اسی دنیا میں اپنی مراد مل گئی۔ چنانچہ شیخ عبدالواحد کے سامنے تذکرہ ہوا کہ جنت میں نماز نہیں ہوگی تو رو پڑے۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت کیوں روئے۔ فرمایا اگر جنت میں نماز نہیں ہوگی تو پھر جنت کا مزہ کیسے آئے گا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے سامنے کسی نے جنت کے حور و قصور کا تذکرہ کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا کہ بھئی۔ اگر قیامت کے دن مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت ہوگئی تو میں یہ عرض کرونگا کہ اللہ۔ اپنے عرش کے نیچے مصلےٰ کی جگہ عنایت فرما دیجئے۔

حضرت مولانا یحیٰی کاندھلویؒ لمبا سجدہ کرتے تھے کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ جب میں سجدے میں ہوتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا اپنا سر محبوب کے قدموں پر رکھ دیا ہے۔ بس پھر سر اٹھانے کو دل ہی نہیں چاہتا۔

؎ مجھے کیا خبر تھی رکوع کی مجھے کیا خبر تھی سجود کی
تیرے نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے

''جان لیں کہ دنیا میں نماز کا مرتبہ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کے مرتبہ کی مانند ہے'' پس جو شخص دنیا میں بغیر وساوس کے نماز ادا کرے گا اسے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر حجاب کے ہوگا۔ اور اگر وساس کے ساتھ نماز پڑھے گا تو آخرت میں دیدار بھی پردوں کے اندر سے ہوگا۔''

کس قدر حسرت کی بات ہے کہ نماز پر محنت نہ کرنے کی وجہ سے نمازی کو دیدار خداوندی نصیب ہوگا مگر پردوں کے ساتھ۔ اے کاش......ہم اپنی نمازوں پر محنت کرتے اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنا سیکھتے تو روز محشر جمال بے نقاب کے دیدار کے مزے پاتے۔

خاص طور پر سالکین طریقت کے تمام تر ذکر وسلوک اور اوراد و وظائف کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ کسی طرح ذات الٰہی کی رضا اس کی لقا اور اس کا مشاہدہ نصیب ہو جائے۔ اگر یہ بھی نماز جیسی عظیم الشان عبادت جو کہ اللہ جل شانہ کے مشاہدے کا مقام ہے، سے غافل ہو جائیں تو یہ اپنی منزل آپ کھو دینے کے مترادف ہے۔ فقیر جب ایک طرف نماز کی اس اہمیت کو دیکھتا ہے اور دوسری طرف نماز کی ادائیگی کے معاملے میں دوستوں کے احوال کو دیکھتا ہے دل میں شدت سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ سالکین کو بالخصوص اور عامۃ الناس کو بالعموم اس بارے میں فکر مند کرنے کی ضرورت ہے۔ آج بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ ان کو نماز کی اہمیت و عظمت کا احساس ہی نہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو حضور قلب کی نعمت سے محروم ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو ارکان نماز کی صحت سے غافل ہیں اور بہت سے ہیں جو ارکان نماز

کی درستگی کی تو پوری کوشش کرتے ہیں لیکن طہارت کا معاملہ ڈھیلا ہوتا ہے۔ ان سب باتوں کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نماز شرف قبولیت سے محروم رہتی ہے۔ فقیر نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ ان تمام پہلوؤں سے طالبین کی رہنمائی کی جائے۔ تاکہ وہ کامل نماز ادا کرنے والے بن جائیں۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان
گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

[ہم نے تمہیں گنج مقصود کی نشاندہی کر دی ہے کہ ہم نہ پہنچے تو شاید تو ہی پہنچ جائے]

قارئین کے پیش نظر یہ بات رہنی چاہئے کہ یہ کتاب کوئی مسائل کی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق نماز کے باطنی امور سے ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وہ نماز کے فقہی مسائل، فقہ کی معروف کتب سے یا مقامی علماء سے سیکھ کر عمل کریں تاکہ ظاہر و باطن ہر دو لحاظ سے نماز کی تکمیل ہو سکے۔

نبی علیہ السلام نے نماز کی ظاہری حالت کو درست کرنے سے متعلق فرمایا

صلوا کما رایتمونی اصلی

(ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو)

نماز کی باطنی کیفیت درست کرنے سے متعلق فرمایا

ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

(تو اللہ کی عبادت ایسے کر جیسے اسے دیکھ رہا ہے اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو یہ سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے)

معلوم ہوا کہ ظاہر و باطن دونوں لحاظ سے نماز کی درستگی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ

سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقت والی نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمادے، وہ ہماری نمازوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا ذریعہ بنا دے اور دیدار جمال یار تک پہنچادے۔ آمین ثم آمین وَاللّٰہُ الْمُوَفِّق

دعا گو و دعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

نماز کی فرضیت

نماز کے معانی:

نماز اردو زبان کا لفظ ہے اور شریعت اسلامی میں اس کا مطلب ہے ایک خاص ترتیب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ نماز کو عربی زبان میں صلوٰۃ کہتے ہیں۔ اس کے حروف اصلی تین ہیں (ص، ل، الف) عربی لغت کے اعتبار سے نماز کے معنی ہیں دعا کرنا، تعظیم کرنا، آگ جلانا، آگ میں جانا، آگ پر گرم کر کے ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا وغیرہ۔

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ کسی لفظ کے لغوی معنی اور شرعی معنی میں مناسبت ضرور ہونی چاہئے۔ پس جس قدر صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں وہ شرعی اعتبار سے صلوۃ کے عمل میں موجود ہیں مثلاً

- نماز میں اپنے لئے، والدین کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہے۔
- تعظیم کی تین صورتیں، کھڑے ہونا، جھکنا، سجدہ کرنا یہ سب نماز میں موجود ہیں۔
- نماز کے ذریعے انسان کے دل میں عشق الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے۔
- نمازی کے گناہوں کا جل کر خاک ہو جانا احادیث سے ثابت ہے۔

- نمازی کے ٹیڑھے اور برے اخلاق کا درست ہونا اظہر من الشمس ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ (عنکبوت:۸۵)

(بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے)

نماز کی شان:

شریعت میں نماز کے عمل کو دوسرے عملوں کی نسبت یہ خاص امتیازی شان حاصل ہے کہ تمام احکام زمین پر فرض ہوئے۔ نماز معراج شریف کی رات میں عرش سے اوپر جا کر فرض ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو پاس بلا کر خاص الخاص حضوری میں آمنے سامنے مقام تدلی پر فرض کی۔ جس قدر اہتمام اس فرض کا ہوا بقیہ فرائض کا اہتمام اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ

(نماز دین کا ستون ہے)

نماز کی فرضیت:

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے در منثور میں نقل کیا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ معراج کی شب بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک جگہ حوران جنت کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حوروں نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ حوران جنت نے عرض کیا نَحْنُ خَیْرَاتٌ حِسَانٌ . نِسَاءُ قَوْمٍ اَبْرَارٍ یا رسول اللہ ﷺ! ہم نیک لوگوں کی بیبیاں حوران جنت ہیں۔ آج آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے آئی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ وہاں سے آگے چلے جب مسجد اقصیٰ

کے اندر پہنچے تو ساری مسجد کو نمازیوں سے بھرا ہوا پایا۔ایک دراز قامت خوبصورت بزرگ کو نماز میں مشغول دیکھ کر پوچھا کہ جبرئیلؑ! یہ کون ہیں؟ عرض کیا، یہ آپ ﷺ کے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ایک اور نورانی شکل وصورت والے بزرگ کو نماز پڑھتے دیکھا جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔پوچھا، جبرئیلؑ! یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ایک اور بزرگ کو دیکھا جن کی رنگت سانولی سلونی بڑی من موہنی تھی۔چہرے پر جلال کے آثار نمایاں تھے۔پوچھا کہ جبرئیلؑ! یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے عاشق صادق لاڈلے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔الغرض نبی اکرم ﷺ کے وہاں پہنچتے ہی حضرت جبرئیلؑ نے اذان کہی، آسمان کے دروازے کھلے، فرشتے قطار اندر قطار آسمان سے نازل ہوئے۔ جب ساری مسجد اندر باہر سے بھر گئی تو ملائکہ ہوا میں صف بستہ ہوئے حتیٰ کہ زمین و آسمان کا خلا پر ہو گیا۔اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اقامت کہی تو صف بندی ہو گئی۔امام کا مصلّٰی خالی تھا۔حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امام الاولین والآخرین سید الانس والملائکہ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کیا، اللہ کی قسم! مخلوق خدا میں آپ ﷺ سے افضل اور اعلیٰ کوئی نہیں، آپ ﷺ امامت فرمایئے۔چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔سلام پھیرنے کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، اے محبوب کل جہاں ﷺ! آپ ﷺ کے پیچھے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مرسلین اور ساتوں آسمان کے خاص خاص فرشتوں نے نماز ادا کی ہے۔

نماز سے فراغت پر آپ کو رف رف کی سواری پیش کی گئی۔آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ملائکہ کے قبلہ بیت المعمور کے پاس پہنچ کر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔فرشتوں نے اقتدا کی۔نماز کے بعد آپ ﷺ نے دو طرح کے لوگ دیکھے،

ایک گورے چٹے سفید رنگ کے جن کے لباس بھی سفید تھے، دوسرے وہ جن کے چہرے سیاہ اور کپڑے میلے تھے۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا جبرئیلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا، روشن چہروں والے آپ ﷺ کی امت کے نیکوکار ہیں اور سیاہ چہروں والے آپ ﷺ کی امت کے گنہگار ہیں۔ آپ ﷺ نے وہیں پر گنہگاروں کے لئے شفاعت فرمائی جو قبول ہوئی۔ یہاں سے چل کر سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ وہاں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا، آپ ﷺ آگے تشریف لے جایئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا (بقول شیخ سعدی)

چو در دوستی مخلصم یافتی
عنانم ز صحبت چرا تافتی

(اگر تم مجھ سے سچی محبت رکھتے ہو تو پھر ساتھ کیوں چھوڑتے ہو)

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

(اگر ایک بال برابر بھی اوپر چلوں تو تجلی الٰہی سے میرے پر جل کے راکھ ہو جائیں)

نبی علیہ السلام کو یہاں سے اوپر کی طرف عروج نصیب ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ صاف سیدھے میدان یعنی خطیر القدس پہنچے۔ وہاں آپ ﷺ پر تجلی خاصہ کا ورود ہوا۔ آپ ﷺ نے فوراً فرمایا

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوٰاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ

(تمام قولی عبادتیں اور فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں)

اللہ رب العزت کی طرف سے ارشاد ہوا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

(اے نبی آپ پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں)

نبی علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی عنایت و مہربانی کو دیکھا تو گنہگار امت یاد آئی۔ فرمایا

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

(سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)

اللہ رب العزت کو یہ ہمکلامی اتنی پسند آئی کہ اسے یادگار بنا دیا۔ ارشاد ہوا، اے محبوب ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کی امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ نبی علیہ السلام اس وقت محو تجلیات الٰہی تھے۔ آپ ﷺ پر پانچ سو نمازیں بھی فرض کر دی جاتیں تو آپ ﷺ قبول فرما لیتے۔ کیا نہیں دیکھا کہ دنیا کا فانی عشق فانی محبوب اور فانی وصال کی حالت ہوش اڑا دیتی ہے۔ عورت جیسی نازک چیز دیدار یوسف علیہ السلام میں ایسی غافل ہوئی کہ بجائے ترکاری کے اپنی انگلیاں کاٹ لیں، فرہاد نے شیریں کے دیدار کے بدلے کوہستان کھود مارے، ادھم فقیر نے شاہ بلخ کی لڑکی کے حسن و جمال کو دیکھ کر سمندر خالی کرنے پر کمر باندھ لی۔ الغرض مشکل ترین بوجھ کا سر پر اٹھا لینا دیدار محبوب کے وقت آسان ہوتا ہے۔ اللہ اکبر۔ حسن مولیٰ کے سامنے عشق لیلیٰ کی کیا حیثیت ہے؟

جب نبی کریم ﷺ دیدار الٰہی میں مگن تھے آپ ﷺ کے لئے پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم بہت آسان تھا۔ آپ ﷺ خوشی خوشی واپس تشریف لے آئے۔ راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توجہ دلائی کہ اے محبوب کل جہاں ﷺ! آپ ﷺ محو تجلی

تھے آپ ﷺ کی ساری امت تو محو تجلی نہ ہو گی ۔ میری امت کے لئے دو نمازیں پڑھنی مشکل تھیں آپ ﷺ بارگاہ احدیت میں پھر حاضری دیجئے اور آسانی کے لئے فرمائش کیجئے ۔ چنانچہ چند بار اوپر نیچے آنے جانے کا معاملہ پیش آیا ۔ صرف پانچ نمازیں فرض رہ گئیں ۔ لیکن پروردگار عالم نے فرمایا،

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَ مَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ

[میرے ہاں فیصلے تبدیل نہیں کئے جاتے اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں] (سورہ ق:۲۹)

آپ ﷺ کی امت پانچ نمازیں پڑھے گی مگر ان کو پچاس نمازوں کا ثواب ملے گا ۔ اصول سامنے آ گیا

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام:۱۶۰)

(جس نے ایک نیکی کی تو اس کے لئے اجر دس گنا ہے)

پس پانچ نمازوں کا حکم قائم اور محکم ہو گیا ۔ فالحمدلله رب العالمین ۔

نماز کے فضائل:

① حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے منبہات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص اوقات کی پابندی کے ساتھ نماز کی محافظت کرے اللہ تعالیٰ نو چیزوں سے اس کا اکرام فرماتے ہیں ۔

(۱) اس کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں ۔

(۲) اس کو تندرستی عطا کرتے ہیں ۔

(۳) فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں ۔

(۴) اس کے گھر میں برکت عطا کرتے ہیں ۔

(۵) اس کے چہرے پر صلحاء کا نور ظاہر ہوتا ہے۔

(۶) اس کا دل نرم فرما دیتے ہیں۔

(۷) روز محشر اس کو پل صراط سے بجلی کی تیزی سے گزاریں گے۔

(۸) جہنم سے نجات عطا فرمائیں گے۔

(۹) جنت میں نیکوں کا ساتھ عطا کریں گے۔

۲ منبہات ابن حجر میں ایک دوسری روایت ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں۔

(۱) چہرے کی رونق ہے۔

(۲) دل کا نور ہے۔

(۳) بدن کی راحت اور تندرستی کا سبب ہے۔

(۴) قبر کا انس ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی رحمت اترنے کا ذریعہ ہے۔

(۶) آسمان کی کنجی ہے۔

(۷) اعمال نامے کے ترازو کا وزن ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔

(۹) جنت کی قیمت ہے۔

(۱۰) دوزخ سے آڑ ہے۔

لہٰذا جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا۔ جس نے اسے چھوڑا اس نے دین کو گرایا۔

۳ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الغافلین میں حدیث نقل کی ہے کہ:

- نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے۔
- فرشتوں کی محبوب چیز ہے۔
- انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔
- نماز سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے۔
- اس سے دعا قبول ہوتی ہے۔
- رزق میں برکت ہوتی ہے۔
- نماز ایمان کی بنیاد ہے۔
- بدن کے لئے راحت ہے۔
- دشمن کے لئے ہتھیار ہے۔
- نمازی کے لئے سفارشی ہے۔
- قبر کا چراغ اور اس کی وحشت میں دل بہلانے والی ہے۔
- منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے۔
- قیامت کی دھوپ میں سایہ ہے اور اندھیرے میں روشنی ہے۔
- جہنم کی آگ سے بچاؤ ہے۔
- اعمال کی ترازو کا بوجھ ہے۔
- پل صراط سے جلدی گزارنے والی ہے۔
- جنت کی کنجی ہے۔

۴ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے منبہات میں ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱)خوشبو (۲) نیک بیوی (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ یہ سن کر تڑپ اٹھے اور عرض کیا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) آپ ﷺ کے چہرہ انور کا دیدار کرنا (۲) اپنا مال آپ ﷺ پر خرچ کرنا (۳) میری بیٹی آپ ﷺ کے نکاح میں ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) امر بالمعروف کرنا۔ (۲) نہی عن المنکر کرنا۔ (۳) پرانا کپڑا پہننا۔

حضرت عثمان غنیؓ نے یہ سن کر کہا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ (۲) ننگوں کو کپڑا پہنانا (۳) تلاوت قرآن کرنا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے یہ سن کر کہا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) مہمان نوازی کرنا۔ (۲) گرمی میں روزہ رکھنا۔ (۳) دشمن پر تلوار چلانا۔

اتنے میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) بھولے ہوئے کو راستہ دکھانا۔ (۲) نیک غریبوں سے محبت رکھنا۔

(۳) عیالدار مفلسوں کی مدد کرنا۔

جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ اللہ رب العزت کو بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا۔ (۲) فاقہ پر صبر کرنا۔

(۳) گناہ پر ندامت کے ساتھ رونا۔

۵ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں پایا۔

(۱) قبر کا نور تہجد کی نماز میں پایا۔

(۲) منکر نکیر کے سوال کا جواب تلاوت قرآن میں پایا۔

(۳) قیامت کے دن کی پیاس سے بچاؤ روزہ میں پایا۔

(۴) پل صراط سے جلدی گزرنے کو صدقہ خیرات میں پایا۔

(۵) روزی کی فراخی کو چاشت کی نماز میں پایا۔

۶ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ تعبیر الرویاء میں لکھتے ہیں کہ جس نے خواب دیکھا کہ اس نے

- نماز فجر پڑھی تو اس سے کیا گیا وعدہ پورا ہوگا۔
- نماز ظہر پڑھی تو اسے حاسدوں اور دشمنوں پر غلبہ نصیب ہوگا۔
- نماز عصر پڑھی تو تھوڑی مشکل کے بعد اسے خوب آسانی ملے گی۔
- نماز مغرب پڑھی تو جس کام میں لگا ہے اس میں کامیابی نصیب ہوگی۔
- نماز عشا پڑھی تو اسے خوشی نصیب ہوگی۔

باب ۲

طہارت کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

[اس میں ایسے مرد ہیں وہ پسند کرتے ہیں کہ پاکیزہ رہیں اور اللہ پسند فرماتا ہے پاکیزہ رہنے والوں کو] (التوبہ:۱۰۸)

اس آیت مبارکہ میں صحابہ کرامؓ کی ایک عادت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ پاکیزگی سے محبت رکھتے تھے اور ساتھ یہ خوشخبری بھی سنادی گئی کہ اللہ رب العزت پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔ پس ہر مؤمن کے دل میں یہ تمنا ہونی چاہئے کہ وہ پاکیزہ رہے تاکہ رب کریم کے محبوب بندوں میں شمولیت نصیب ہو۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ (صفائی ایمان کا حصہ ہے)

اس حدیث مبارکہ سے بھی طہارت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

صفائی اور پاکیزگی:

صفائی اور پاکیزگی میں فرق ہے۔ اگر کسی چیز پر میل کچیل نہ ہو تو اسے صاف کہتے ہیں مگر عین ممکن ہے کہ وہ شرعی نقطہ نظر سے پاکیزہ نہ ہو۔ پاکیزہ اس چیز کو کہا جاتا

ہے جو نجاست غلیظہ اور خفیفہ دونوں سے پاک ہو۔

نجاست غلیظہ:

وہ نجاست جو ناپاک ہونے میں سخت اور زیادہ ہو مثلاً

◎ انسان کا پیشاب، پاخانہ اور منی
◎ جانوررں کا پاخانہ
◎ حرام جانوروں کا پیشاب
◎ انسان اور جانوروں کا بہتا ہوا خون
◎ شراب اور سؤر کا گوشت، ہڈی، بال وغیرہ
◎ مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ

نجاست خفیفہ:

وہ نجاست جو ناپاک ہونے میں ہلکی اور کم ہو۔ مثلاً حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں (چیل، گدھ) کی بیٹ۔

نجاست حقیقی:

نجاست غلیظہ اور خفیفہ دونوں کو نجاست حقیقی کہتے ہیں۔

نجاست حکمی:

وہ نجاست جو دیکھنے میں نہ آئے مگر شریعت سے ثابت ہو مثلاً بے وضو ہونا، احتلام یا جماع وغیرہ کی وجہ سے غسل کا فرض ہو جانا۔ قرآن مجید میں ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ:۲۸)[مشرک نجس ہوتے ہیں]

حدث اکبر:

جب مرد و عورت پر احتلام یا جماع کی وجہ سے غسل فرض ہو جائے یا عورت حیض و نفاس سے فارغ ہو جائے تو اس پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اس کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

حدث اصغر:

وضو ٹوٹ جانے کو حدث اصغر کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت پاک ہیں۔ اس سے واصل ہونے کے لئے مومن کو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ مشائخ نے اس کے چار درجات متعین فرمائے ہیں۔

(1) طہارت بدن از نجاست

بدن کو نجاست حقیقی اور حکمی دونوں سے پاک رکھا جائے۔ چند باتیں غور طلب ہیں۔

فرض غسل:

آج کل نوجوان لڑکیاں کالج یونیورسٹی سے دنیاوی علوم تو حاصل کر لیتی ہیں مگر مدارس عربیہ سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے دینی مسائل سے نابلد و ناآشنا رہتی ہیں۔

جامعہ عائشہ جھنگ صدر میں ایک بی اے پاس بچی قرآن مجید پڑھنے کے لئے آئی۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ بچپن میں پڑھ نہ سکی اب میرے والدین چاہتے ہیں کہ میری شادی کر دیں تو سوچا کہ قرآن پڑھ لوں ایسا نہ ہو کہ ساس مجھے طعنہ دے کہ تمہیں تو قرآن مجید بھی پڑھنا نہیں آتا۔ نیت میں اخلاص ابھی بھی نہیں تھا۔ اسے سمجھایا گیا کہ ساس کے طعنوں کا خیال نہ کرو بلکہ یہ نیت کرو کہ قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے اور اسے پڑھنا ہر مومن کے لئے لازمی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہو۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ پچھلے دو سالوں میں ایک مرتبہ بھی نماز نہیں پڑھی۔ چند دن کے بعد اس نے معلّمہ صاحبہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میاں بیوی کے ملاپ سے جو غسل فرض ہو جاتا ہے اسے کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ معلّمہ صاحبہ نے پوچھا کہ آپ کو جوان ہوئے پانچ سال گذر چکے ہیں اس دوران آپ حیض سے فراغت پر کیسے غسل کرتی تھیں؟ اس نے کہا کہ مسئلے مسائل کا تو مجھے پتہ نہیں تھا بس اچھی طرح نہا کر کلمہ پڑھ لیتی تھی۔ اس بی اے پاس بچی نے گویا زندگی کے پانچ سال ناپاک حالت میں گزار دیئے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ فرض غسل کے تین فرائض ہیں۔

(۱) غرغرہ یعنی کلی اس طرح کرنا کہ پانی اچھی طرح حلق کے اندر تک پہنچ جائے۔

(۲) ناک کے اندر نرم ہڈی تک پانی کو اچھی طرح پہنچانا۔

(۳) پورے جسم پر اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔

◎ پورے جسم کو اچھی طرح مل مل کر دھونا اور ناف، کان، بغل وغیرہ میں انگلی ڈالنا اور جگہ کو گیلا کرنا واجب ہے۔

◎ اگر عورت نے بالوں کی چٹیا بنائی ہوئی ہے تو اس کے لئے سر پر اچھی طرح پانی بہانا فرض ہے۔ اگر لمبے بال گندھے ہونے کی وجہ سے خشک رہ جائیں تو کوئی حرج

نہیں۔اگر بال کھلے ہوں تو سر کے ہر ہر بال کو گیلا کرنا ضروری ہے۔

◉ جن عورتوں نے زیور پہنا ہوا ہو ان کے لئے ضروری ہے کہ زیور کے نیچے کی جگہ پر پانی پہنچائیں۔خاص طور پر انگلیوں میں انگوٹھی کے نیچے، کان کی بالیوں کے سوراخ میں اور ناک میں لونگ کے سوراخ میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔

◉ اگر ہاتھ پاؤں کے ناخنوں پر ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو اس کو اتارنا ضروری ہے تا کہ اس کی تہہ کے نیچے پانی پہنچ سکے۔

◉ اگر ہاتھ پاؤں کے ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو ان کے اندر کی میل کچیل نکالنا اور اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔

◉ اگر ہونٹوں پر لپ اسٹک لگی ہوئی ہو تو اسے سو فیصد صاف کرنا ضروری ہے تا کہ ہونٹوں تک پانی پہنچ سکے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ بیرون ملک کی تیار شدہ لپ اسٹک میں حرام اشیاء شامل ہوتی ہیں۔

استنجاء کرنا:

◉ جب انسان قضائے حاجب کے لئے بیت الخلاء میں جائے اور پیشاب پاخانہ سے فارغ ہو تو اسے چاہئے کہ مٹی کے ڈھیلوں سے پیشاب کے بقیہ قطروں کو خشک کرلے پھر تین ڈھیلوں سے پاخانہ صاف کرے، اگر مٹی کے ڈھیلے میسر نہ ہو تو ٹائلٹ پیپر استعمال کیا جا سکتا ہے۔مردوں کے لئے پیشاب کے بقیہ قطروں کو اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہے۔آج کل تو تانبے اور لوہے کے نل ٹپکتے ہیں انسان تو پھر بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ہے۔تاہم اس میں اتنا غلو بھی نہ کرے کہ وہم کا مریض بن جائے۔اس کے بعد پانی کے ساتھ پیشاب پاخانے کی جگہ کو تین مرتبہ دھوئے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ناپاکی کی جگہ پر پانی بہائے اور ہاتھ سے ملے پھر ہاتھ کو پاک

کرے۔ پھر دوسری مرتبہ ناپاکی کی جگہ پر پانی بہائے اور ہاتھ سے ملے، پھر دوبارہ ہاتھ کو پاک کرے۔ پھر تیسری مرتبہ ناپاکی کی جگہ پر پانی بہائے اور ہاتھ سے ملے حتیٰ کہ نجاست دھلنے کا یقین ہو جائے پھر تیسری دفعہ ہاتھ کو پاک کرے۔ بعض لوگ استنجاء سے فراغت پر ہاتھوں کو مٹی یا صابن سے دھو لیتے ہیں۔ طمانیت قلب حاصل کرنے کے لئے یہ اچھی عادت ہے۔ چند باتیں غور طلب ہیں۔

◎ بعض جگہوں پر بیت الخلاء میں ایسے جوتے رکھے جاتے ہیں جو پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ ایسے جوتوں کا پاک رکھنا انتہائی مشکل کام ہوتا ہے۔ اگر اس پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں تو بھلا کیسے پاک کریں؟ جوتے ایسے میٹریل کے بنے ہوں جو پانی جذب نہ کریں اور فقط پانی بہانے سے ان کے ساتھ لگی ہوئی ناپاکی دھل جائے۔ مزید برآں جوتے کا تلوہ موٹا ہونا چاہئے تاکہ فرش کا پانی پاؤں کو نہ لگے۔ پتلے تلوے والی چپلیں پاؤں جلدی ناپاک ہونے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ تاہم اپنی تسلی کے لئے جوتوں کو وقتاً فوقتاً پاک کرتے رہنا ضروری ہے۔

◎ بعض جگہوں پر بیت الخلاء میں قالین بچھا دیئے جاتے ہیں۔ ایسے قالین کے اوپر تولیے بچھا دینے چاہئیں تاکہ انہیں دوسرے تیسرے دن دھوتے رہیں۔ مستورات کو چاہئے کہ ایسے تولیے کے دو سیٹ خریدیں تاکہ ایک استعمال ہو تو دوسرا دھویا جاسکے۔ اگر کئی کئی ہفتے ایسے تولیے کو پاک نہ کیا جائے تو ناپاکی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

◎ جن جگہوں پر بیت الخلاء میں نیچا کموڈ (پاؤں کے بل بیٹھنے والی سیٹ) لگا ہو وہاں پیشاب کرتے وقت اس بات کا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ پاؤں کے اندرونی ٹخنے والی سائڈ پر پیشاب کے قطرے کموڈ سے منعکس ہو کر نہ لگیں۔ اس بارے میں احتیاط نہ کی جائے تو پاؤں جلدی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ مرد حضرات کو چاہئے کہ اس طرح

پیشاب نہ کریں کہ باریک باریک قطرے منعکس ہو کر جسم کو ناپاک کریں۔اسی طرح استنجاء کرتے ہوئے اگر پانی کے قطرے پاؤں پر پڑ جائیں تو انہیں پانی سے دھو کر پاک کر لینا ضروری ہے۔

◎ جب نجاست جسم سے نکل کر گر جائے تو فوراً لوٹے سے پانی بہا دینا چاہئے۔اگر نجاست چند سیکنڈ بھی اسی طرح پڑی رہے تو پورے بیت الخلاء میں بدبو پھیلنے کا ذریعہ بنتی ہے۔قضائے حاجت کے دوران ایک دو مرتبہ پانی بہا کر نجاست کو نیچے پانی میں پہنچا دینا اچھی عادت ہے۔ نیچے کموڈ والے بیت الخلاء میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

◎ بعض جگہوں پر پانی کی ملحقہ ٹینکی سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔احتیاط نہ کی جائے تو بدن اور کپڑے دونوں ناپاک ہو جاتے ہیں۔ایسے قطرے فوراً بند کرنے چاہئے یا پھر نیچے کوئی برتن رکھیں تاکہ پانی فرش پر نہ گرے۔

◎ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا یہود و نصاریٰ کی عادت ہے۔بعض غافل مسلمان بھی ان کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔اس میں ایک تو صالحین کے طریقے کی مخالفت ہے دوسرا کپڑوں کے ناپاک ہونے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔بعض نوجوان پیشاب کے قطروں کے بارے میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے دو آدمیوں کو قبر کا عذاب ہوتے دیکھا، ایک کو چغلخوری کی وجہ سے اور دوسرے کو پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے۔

◎ اگر کموڈ اونچا ہو تو اس میں پانی عموماً جمع رہتا ہے۔اس پر بیٹھنے کے دو طریقے ہیں۔

① دیواروں پر پاؤں رکھ کر بیٹھا جائے۔اس میں بچوں کے لئے کوئی مشکل نہیں ہوتی

مگر سن رسیدہ لوگوں کے لئے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یا پھر وزنی آدمی کی وجہ سے کموڈ کے ٹوٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا چوٹ لگنے کا ڈر ہوتا ہے۔

② کموڈ پر اس طرح بیٹھیں جس طرح کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ مگر اس بات کا خیال رکھیں کہ کموڈ کے بیٹھنے کی جگہ پاک ہو۔ اگر وہ جگہ گیلی ہو تو پہلے ٹائلٹ پیپر سے اسے اچھی طرح خشک کر لینا ضروری ہوتا ہے۔ ایسے کموڈ میں نجاست پانی میں گرتی ہے لہٰذا اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ نیچے سے پانی منعکس ہو کر جسم پر نہ پڑے۔ اس سے بچنے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ فراغت سے پہلے مناسب مقدار میں ٹائلٹ پیپر پانی کی سطح پر ڈال دیئے جائیں۔

ایسے کموڈ میں فراغت کے بعد ٹائلٹ پیپر سے جسم کی نجاست کو اچھی طرح صاف کر لیا جائے پھر کھڑے ہو جائیں اور ٹینکی کا بٹن دبا کر پانی بہا دیا جائے تا کہ نجاست بہہ جائے اور نیا پانی اس کی جگہ آ جائے اس کے بعد استنجاء پانی سے کیا جائے۔ پانی گراتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ پانی کموڈ کے بیٹھنے کے جگہ پر نہ گرے۔

◉ یورپی ممالک میں ائرپورٹ وغیرہ یا ہوائی جہاز کے بیت الخلاء میں پانی اور لوٹے کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا۔ ایسی صورتحال میں پانی کی پلاسٹک کی بوتل کا اپنے پاس رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوشش کے باوجود ایسی بوتل نہ ملے تو نجاست کو ٹائلٹ پیپر سے اس طرح صاف کر لیں کہ وہ جسم پر نہ پھیلے اور اچھی طرح صاف ہو جائے۔ پس اگر ٹائلٹ پیپر پیشاب پاخانے کی جگہ لگانے پر بھی خشک رہے تو سمجھیں کہ صفائی ہو گئی ہے اور واجب ادا ہو گیا ہے۔ وضو کر کے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ بعض لوگ ٹائلٹ پیپر گیلا کر کے نجاست کے مقام پر پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ استنجاء کر لیا۔ حالانکہ اس طرح نجاست پھیل کر جسم کے زیادہ حصے کو ناپاک کر دیتی ہے بلکہ کپڑے

بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اصول یاد رکھیں کہ اول تو وافر مقدار میں پانی بہا کر استنجاء کریں، اگر اتنا پانی موجود نہ ہو تو فقط ٹائلٹ پیپر کو گیلا کر لینے سے ناپاکی صاف نہیں ہوتی بلکہ جسم کے زیادہ ناپاک ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں نجاست کو ٹائلٹ پیپر سے صاف کر لینا کافی ہوتا ہے۔ آج کل مسافر حضرات اپنے سامان میں پانی کی بوتل اپنے ساتھ رکھیں تو بہت کام آتی ہے۔

◉ اگر بیت الخلاء میں لوٹے اور پانی کا انتظام ہے تو ایسی جگہ پر لوٹے کو پاک کر کے اپنی تسلی کر لینی چاہئے۔ بعض گھروں میں پانی کے لئے جگ یا مگ وغیرہ بیت الخلاء میں رکھے ہوتے ہیں۔ ایسے کھلے منہ والے برتن سے پانی تو زیادہ مقدار میں گرتا ہے جبکہ نجاست کی جگہ تک بہت کم مقدار میں پہنچتا ہے۔ لوٹا خریدتے وقت یہ چیک کر لینا چاہئے کہ اس کی نل لمبی ہوتا کہ پانی نجاست کی جگہ پر باآسانی گرایا جا سکے۔

◉ گھروں کے بیت الخلاء میں پاک پانی سے بھری ہوئی بالٹی کا موجود رہنا ضروری ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ آدمی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر پانی کا نل کھولتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ پانی موجود نہیں ہے۔ اسی لئے جیب میں ٹائلٹ پیپر کی مناسب مقدار کا ہر وقت رکھنا اچھی عادت ہے۔

◉ بعض جگہوں پر بیت الخلاء میں استنجاء کے لئے پانی کے پلاسٹک پائپ لگے ہوئے ہیں۔ اگر ایسے پائپ کا کچھ حصہ زمین پر رکھا ہو تو عموماً ناپاک ہوتا ہے۔ ایسے پائپ کو استعمال کے بعد فوراً دیوار پر لٹکا دینا چاہئے۔ زمین پر ہرگز نہیں رکھنا چاہئے ورنہ اسے بھی پاک کرنا پڑے گا۔

بعض مرتبہ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ پانی کے نل میں اتنا پریشر ہوتا ہے کہ

پائپ کی ٹونٹی کو ذرا سا بھی کھولیں تو پانی وافر مقدار میں جسم پر گرتا ہے۔ اس میں ناپاکی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

◎ اگر اونچے کموڈ کو استعمال کرنے کا تجربہ نہ ہو یا پانی کے پائپ کے پریشر سے جسم پر پانی پھیلنے کے امکانات ہوں تو بہتر ہوتا ہے کہ فقط ٹائلٹ پیپر استعمال کر لیا جائے۔ پھر باتھ روم میں جا کر غسل کر لیا جائے تاکہ طہارت کا یقین حاصل ہو۔

◎ اگر مرد کو پیشاب کے قطرے گرنے کی بیماری ہو یا عورت کو سیلان الرحم کی بیماری ہو تو بار بار استنجاء کرنے سے تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ جسم کی طہارت فرض ہے اور فرض کی ادائیگی میں تکلیف اٹھانا قرب الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔

◎ بعض لوگ بیت الخلاء میں ننگے پاؤں چلے جاتے ہیں اور گیلے پاؤں لے کر باہر فرش پر آ جاتے ہیں۔ ان بیچاروں کو پاکی اور ناپاکی کے فرق کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ پھر انہی پاؤں سے مصلے پر آ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ خود تو کیا پاک ہونا تھا الٹا مصلے کو بھی ناپاک کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ وضو خانے کے گیلے جوتے استعمال کرتے ہیں۔ بہتر ہے ایسے جوتوں کو پاک کیا جائے ورنہ عموماً ایسے جوتے ناپاک ہوتے ہیں۔

◎ جب بیت الخلاء میں استنجاء سے یا غسل سے فراغت حاصل کریں تو جسم کے گیلے حصے کو تولئے وغیرہ سے اچھی طرح صاف کر لیں۔ اگر گیلے ہاتھوں سے دروازے کا ہینڈل پکڑیں گے تو ہاتھ ناپاک ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ گھر کی خادمائیں جب بیت الخلاء دھوتی ہیں تو گیلے ہاتھوں سے دروازے کے ہینڈل پکڑ لیتی ہیں۔ ایسی صورتحال میں ہینڈل ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہینڈل کو خشک ہاتھ سے پکڑنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر گیلے ہاتھ سے پکڑ لیا جائے تو ہینڈل کی ناپاکی ہاتھ کو بھی ناپاک کر دے گی۔

ضروری نکتہ

اگر کوئی چیز ناپاک ہے مگر خشک ہے تو اسے خشک ہاتھوں سے چھو لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ناپاکی منتقل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر ناپاک چیز گیلی ہے یا ہاتھ گیلے ہیں یا دونوں گیلے ہیں تو ایسی صورتحال میں ناپاکی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتی ہے۔ اول تو ہر وقت ہاتھ خشک رکھیں دوسرا اگر گیلا ہاتھ کسی چیز کو لگائیں یا گیلی چیز کو ہاتھ لگائیں تو خبردار رہیں۔ ناپاکی منتقل ہونے سے جسم یا کپڑے ناپاک ہو سکتے ہیں۔

طہارت لباس:

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ سے خطاب فرمایا

وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (آپ اپنے کپڑے پاک رکھیے)(مدثر:۴)

پس ایمان والوں کو چاہیئے کہ اپنے کپڑوں کو پاک بھی رکھیں اور اپنے دامن کو گناہ کی آلودگی و نجاست سے بھی صاف رکھیں۔

① عموماً کپڑے دھونے کا کام گھروں میں عورتیں سرانجام دیتی ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ کپڑوں کو تین مرتبہ دھوئیں۔ اچھی طرح پانی بہائیں اور ہر مرتبہ پانی خوب نچوڑیں۔ جو کپڑے دھل چکے ہوں انہیں علیحدہ صاف چیز میں رکھیں۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے کپڑوں کو دھوتے وقت جو چھینٹے اڑتے ہیں وہ پاک کپڑوں کو ناپاک بنا دیں۔ جب دھلے ہوئے کپڑوں کو پاک کرنے لگیں تو اپنے مستعمل کپڑوں کو ہاتھ نہ لگائیں۔

② جن لوگوں کے گھروں میں واشنگ مشین ہوتی ہے انہیں چاہیئے کہ ساتھ ڈرائیر بھی لیا کریں۔ اس میں اگر ۳ مرتبہ کا نمبر متعین کر لیں تو مشین کپڑے کو خود بخود تین

مرتبہ دھوتی اور نچوڑتی ہے۔ایسے کپڑے بہت صاف اور پاک ہوتے ہیں۔انسانی ہاتھوں سے اس قدر اچھی طرح نچوڑنا ممکن نہیں جس قدر مشین سے ممکن ہے۔

③ بعض لوگوں کو دھوبی سے کپڑے دھلوانے کی عادت ہوتی ہے۔اگر دھوبی نیک دین دار ہو اور پاکیزگی کا لحاظ رکھنے والا ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تو پاک ناپاک کپڑوں کو اس طرح اکٹھا کر دیتے ہیں کہ سب کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔پاکیزہ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے گھروں میں کپڑے دھونے کا انتظام رکھیں۔

④ بعض لوگ اپنے کپڑوں کو ڈرائی کلین کروا لیتے ہیں۔اس طرح کپڑے صاف تو ہو جاتے ہیں مگر پاک نہیں ہوتے۔

⑤ بعض لوگ کپڑے استری کرتے وقت کپڑے پر پانی سپرے کرتے ہیں۔اگر پانی پاک نہیں تو کپڑے کو بھی ناپاک بنا دے گا۔

⑥ بعض لوگ وضو کرتے وقت یا عورتیں فرش وغیرہ دھوتے وقت اپنے کپڑوں پر چھینٹیں پڑنے کا خیال نہیں کرتیں۔اس سے کپڑے کی پاکیزگی و طہارت میں فرق آ جاتا ہے۔

⑦ بعض عورتیں پرفیوم لگانے کی شوقین ہوتی ہیں مگر الکحل والی پرفیوم لگا لیتی ہیں۔ الکحل حرام بھی ہے اور ناپاک بھی ہے۔نمازی لوگ اوّل تو عطر استعمال کیا کریں اور اگر پرفیوم ہی استعمال کرنی ہو تو بغیر الکحل والی پرفیوم استعمال کریں۔

طہارت طعام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مؤمنون:۵۱)

(پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو)

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو انسان غیر پاکیزہ چیزیں کھائے گا وہ اعمال صالحہ کی توفیق سے محروم ہو جائے گا۔ غذا میں اول قدم پر اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ رزق حلال سے حاصل کی گئی ہو۔ دوسرے قدم پر وہ چیز شرعاً حلال ہو۔ مثلاً ایک آدمی حلال مال سے ایسی آئس کریم خریدتا ہے جس میں حرام چیزوں کی ملاوٹ ہے تو اس کے کھانے سے دل میں ظلمت پیدا ہوگی۔ تیسرے قدم پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس غذا کو بناتے وقت طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھا گیا ہو۔ بعض جگہوں پر لوگ سموسے وغیرہ بناتے ہیں مگر ایک ہی پانی میں ساری پلیٹیں جمع کر دیتے ہیں۔ پھر ایک ہی کپڑے سے انہیں صاف کر کے رکھ دیتے ہیں۔ پلیٹ دیکھنے میں صاف تو ہو جاتی ہے مگر پاک نہیں ہوتی۔ اسی لئے ہمارے مشائخ بازار کی بنی ہوئی کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں۔

◉ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکلنے لگے تو آپ نے دیکھا کہ نمازیوں کے جوتے کچھ دائیں طرف پڑے ہیں بقیہ بائیں طرف پڑے ہیں۔ جب آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ کو کشف ہوا کہ دائیں طرف والے اصحاب الیمین ہیں اور بائیں طرف والے اصحاب الشمال ہیں۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ جوتوں کو الگ الگ کس نے رکھا؟ بتایا گیا کہ آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کھیل رہے تھے۔ آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں خط لکھ کر اس واقعہ کی تفصیل بتائی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کو اپنے پاس دہلی بلوایا اور انہیں بازار سے منگا کر کھانا کھلایا۔ اس کھانے کی ظلمت کی وجہ سے صاحبزادگان کا کشف ختم ہو گیا۔ سوچنا چاہئے کہ اگر آج سے پانچ سو سال پہلے کے بازار کا پکا ہوا کھانا اتنی

کثافت رکھتا تھا تو آج کل کے کھانوں کا کیا حال ہوگا۔ لوگ چکن تکہ، چکن کباب تو مزے لے لے کر کھاتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ مرغ کو صحیح طریقہ سے حلال بھی کیا گیا تھا یا نہیں۔ دہی بھلے اور چاٹ کھانے کی عادت ہوتی ہے جس سے دل میں ظلمت آتی ہے۔ اگر بازار میں کسی ایسے آدمی کی دکان ہو یا ہوٹل ہو جو نمازی ہو، طہارت اور حرام وحلال کا خیال رکھنے والا ہو تو ایسی جگہ کے پکے ہوئے کھانے کو کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر عام مشاہدہ تو یہی ہے کہ کام کرنے والے بھی بے نمازی ہوتے ہیں۔ طہارت کا بھی خیال نہیں رکھتے۔

◉ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ بے نمازی آدمی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھایا کرتے تھے۔

◉ ایک مرتبہ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ چکوال تشریف لائے۔ حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی مہمان نوازی کی۔ جب حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دستر خوان پر کھانا رکھا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار فرما دیا اور حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کے گھر میں سؤر کہاں سے آیا؟ حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ ماجدہ کو آ کر صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ فرمانے لگیں، مجھ سے غلطی سرزد ہوئی۔ میری ہمسائی مدت سے اس بات کی تمنا رکھتی تھی کہ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا پکائے۔ میں نے اس کے اصرار کی وجہ سے اسے کھانا پکانے کی اجازت دے دی۔ یہ کھانا ہمارے گھر کا نہیں ہمسائے کے گھر سے آیا ہوا ہے۔ والدہ ماجدہ نے اپنے گھر کا کھانا پکا کر دیا تو حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تناول فرمایا۔

◉ کئی لوگ اس بات پر حیران ہوتے تھے کہ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مشتبہ مال

والا کھانا ہرگز نہیں کھاتے تھے۔ انہوں نے دعوت کے دوران مشتبہ مال سے بہترین کھانے پکا کر سامنے رکھے جب کہ حلال مال سے خشک روٹی اور دال پکوائی۔ حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی کے بتائے دال روٹی کھائی، مرغے چرغے کی طرف دھیان ہی نہ دیا۔

◎ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آم، سیب اور امرود وغیر کے پھل اسی لئے نہیں کھاتے تھے کہ پنجاب کے باغوں میں درختوں پر پھل آنے سے پہلے ان کا سودا کر لیا جاتا ہے۔ اس کو بیع باطل کہتے ہیں۔

◎ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے پاس ایک شخص انگور لایا۔ آپ کھانے لگے تو فرمایا کہ ان انگوروں سے مردے کی بو آتی ہے۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا۔ جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ باغ کے مالک نے قبرستان کی زمین پر ناجائز قبضہ کر کے وہاں انگور کی بیلیں اگائی ہوئی تھیں۔

◎ حضرت خواجہ عبداللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے مشتبہ لقمہ کھلا دیا جس سے ان کے لطائف بند ہو گئے۔ انہوں نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے حالات کا تذکرہ کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے انہیں مراقبہ میں روزانہ توجہات دینی شروع کیں تو چالیس دن کے بعد دل سے ظلمت صاف ہوئی اور لطائف جاری ہوئے۔

◎ آج کل کے بعض مالدار لوگوں نے کچن میں کام کرنے کے لئے غیر مسلم عورتوں کو رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پھر شکوہ کرتے ہیں کہ بچے نافرمان بن گئے، گھر سے پریشانی ختم نہیں ہوتی۔ غیر مسلم کا پاکی اور ناپاکی سے کیا واسطہ۔

◎ بعض لوگ اپنی ریٹائرمنٹ وغیرہ کے پیسے بینک میں سود پر جمع کروا دیتے ہیں پھر

ہر مہینے سود کے پیسے لے کر گھر کے اخراجات چلاتے ہیں۔ یہ سب شرعاً حرام ہے۔ ایسی غذا کھانے والا عبادات کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔

◎ بیرون ملک کی بنی ہوئی غذائی اشیاء خریدتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس میں کسی حرام چیز مثلاً حرام جانور کی چربی (جیلیٹن) وغیرہ کا استعمال تو نہیں کیا گیا، ورنہ تو پیسے لگا کر گھر تباہ کرنے والا معاملہ ہوتا ہے۔

ہمارے ملک میں KFC میکڈونلڈ وغیرہ کے نام سے Fast Food کی کئی دکانیں کھل گئی ہیں۔ لوگ ان جگہوں میں جا کر کھانا اعلیٰ معیار زندگی کی علامت سمجھنے لگ گئے ہیں۔ ہمارے بیرون ملک کے ایک مدرسے میں ایک لڑکا قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کے لئے داخل ہوا۔ اس کے متعلق عام تاثر یہی تھا کہ وہ اپنے سکول میں اوّل انعام حاصل کرنے والا طالبعلم ہے۔ مدرسہ میں ایک سال پڑھنے کے بعد اس کا ایک پارہ بھی ختم نہ ہوا۔ نگران حضرات نے استاد کو سمجھایا کہ اس طالبعلم کی مقدار خواندگی بہت کم ہے۔ استاد نے کہا کہ میں نے محنت تو بہت کی ہے۔ خود بچے نے بھی خوب دل لگا کر پڑھا ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ یہ طالبعلم جب چند صفحے آگے پڑھ لیتا ہے تو پیچھے سے بھول جاتا ہے۔ ہم تو مغز کھپائی کر کے تنگ آ گئے ہیں۔ طالبعلم سے پوچھنے پر تصدیق ہوئی کہ استاد کے پڑھانے میں کوئی کمی نہیں تھی اور خود طالبعلم کی محنت میں بھی کوئی کمی نہیں تھی۔ جب طالبعلم سے پوچھا گیا کہ آپ کیا چیزیں کھانے کے عادی ہو تو اس نے پانچ سات غیر ملکی ریسٹورانٹ کے نام گنوا دیئے۔ جہاں وہ اپنے والدین کے ہمراہ جا کر شام کا کھانا کھایا کرتا تھا۔ نگران حضرات نے اس کے والدین کو بلا کر سمجھایا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رزق حلال دیا ہے مگر آپ کفار کے ہاتھوں سے تیار شدہ حرام اور مشتبہ غذا بچے کو کھلاتے ہیں جس کی وجہ سے بچہ قرآن مجید کی برکات سے محروم ہو گیا

ہے۔ آپ وعدہ کریں کہ آئندہ بچے کو گھر کی بنی ہوئی غذا کھلائیں گے اور اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو بچے کو اپنے ہمراہ واپس لے جائیں اور تعلیم کا کوئی اور بندوبست کرلیں۔ والدین بات کی حقیقت سمجھ گئے۔ انہوں نے طالبعلم کو گھر کی بنی ہوئی حلال اور پاکیزہ غذا کھلانے کا معمول بنالیا۔ آنے والے ایک ہی سال میں بچے نے پورا قرآن مجید مکمل پڑھ لیا۔

اس مثال سے یہ بات بآسانی سمجھی جاسکتی ہے کہ طعام کی پاکیزگی کا عبادات میں دلجمعی اور خشوع وخضوع کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

۲ طہارت حواس از گناہ

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ (الانعام:۱۲۰)

(چھوڑ دو وہ گناہ جو ظاہر میں کرتے ہو یا پوشیدہ کرتے ہو)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ (یونس:۲۳)

(اے انسانو! تمہاری بغاوتیں تمہاری اپنی جانوں پر)

یہ بات روزمرہ کے مشاہدے میں آئی ہے کہ جو انسان اپنے اعضاء کو گناہوں سے نہیں بچاتا وہ نیک اعمال کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص غیر محرم عورت سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عبادت میں لذت عطا فرماتے ہیں۔ پس جو شخص اپنی نگاہوں کو غیر محرم سے نہیں بچائے گا وہ عبادت کی لذت سے محروم ہو جائے گا۔ غیر محرم پر ہوس بھری نگاہیں ڈالنے والا گناہ

آج کل عام ہو گیا ہے۔ حدیث پاک میں وراد ہے

اَلنَّاظِرُ وَ الْمَنْظُوْرُ کِلاَ هُمَا فِیْ النَّارِ

(غیر محرم کا جسم دیکھنے والا مرد اور غیر محرم کو جسم دکھانے والی عورت دونوں جہنم میں جائیں گے)

ایک روایت میں آیا ہے کہ جو عورت اس لئے زیب و زینت اختیار کرے کہ اسے غیر محرم دیکھے۔ اس عورت کی طرف اللہ تعالیٰ محبت کی نظر نہیں ڈالتے۔

◉ آج کل ٹی وی، ڈراموں اور فلموں کے ذریعے عریانی و فحاشی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ ٹی وی درحقیقت ایمان کے لئے ٹی بی بن چکا ہے۔ بچوں کے اخلاق بگڑ تے ہیں اور وہ مختلف جرائم کے نئے نئے طریقے سیکھتے ہیں۔ یوں سمجھ لینا چاہئے کہ جس گھر میں ٹی وی موجود ہے اس گھر میں شیطان کی ایک بریگیڈ فوج موجود ہے۔

◉ بعض بے پردہ پھرنے والی عورتیں یہ سوال کرتی ہیں کہ قرآن مجید میں چہرے کا پردہ نہیں ہے؟ ان بھولی عورتوں سے کوئی پوچھے کہ جب حجاب سے متعلقہ آیات اتریں تو اس وقت امہات المومنین کو کیا چھپانے کا حکم ہوا تھا۔ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ کر بتائیں کہ چہرہ چھپانے کا حکم ہوا یا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ ننگے سر یا ننگے سینہ پھرتی تھیں اور انہیں سر اور سینہ چھپانے کا حکم ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ انہیں چہرہ چھپانے کا حکم ہوا۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ

ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلاَ یُؤْذَیْن (الاحزاب:۵۹)

(اس میں قریب ہے کہ پہچانی جائیں تو نہ ستائی جائیں)

اگر کسی کا چہرہ کھلا ہو تو اس کو پہچاننے میں ایک منٹ نہیں لگتا۔

◉ بعض عورتیں پردے سے متعلق بحث مباحثہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ پردہ تو آنکھ

کا ہوتا ہے۔ ہماری نگاہیں پاک ہوتی ہیں۔ انہیں پوچھنا چاہئے کہ آپ کی نگاہیں پاک سہی اگر آپ کو دیکھنے والوں کی نگاہیں پاک نہ ہوئیں تو آپ مصیبت میں پڑیں گی یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ پردہ آنکھ کا ہوتا ہے تو عقل کا پردہ بھی تو ہوتا ہے۔ عام طور پر جب عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے تو آنکھ کا پردہ کافی نظر آتا ہے، ایسی عورتیں چہرے کا پردہ کرنے سے گھبراتی ہیں۔

◉ ہمارے مشائخ نظر کی اس قدر حفاظت کرتے تھے کہ اگر نماز کے لئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے نظر غیر محرم پر پڑ جاتی تو دوبارہ وضو کی تجدید کرتے اور پھر نماز ادا کرتے تھے۔

◉ زبان کو جھوٹ، غیبت، چغلخوری اور بہتان وغیرہ سے بچانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومن کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی بڑی وقعت ہے۔ انسان کلمہ شہادت کے چند الفاظ بولتا ہے تو مومن بن جاتا ہے، نکاح کے وقت ایجاب وقبول کے چند الفاظ بولتا ہے تو پرائی لڑکی اپنوں سے بھی زیادہ اپنی بن جاتی ہے۔ بعض لوگ وقتی شرمندگی سے بچنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں اور آخرت کی شرمندگی سے نہیں ڈرتے۔ حدیث پاک میں ہے کہ مؤمن سب کچھ ہوسکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

◉ اپنے کانوں کو غیبت اور موسیقی وغیرہ سننے سے بچانا چاہئے۔ بعض لوگوں کو فلمی گانے سننے کا شوق ہوتا ہے۔ وہ لوگ بعض اوقات نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے کانوں میں شہنائیاں بج رہی ہوتی ہیں۔

◉ آج کل قوالی کے نام سے موسیقی کی دھنوں پر عشقیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں جو گانے کو اسلامی رنگ دینے کی ایک مکروہ کوشش ہے۔ یہ سو فیصد حرام ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیقی سننا کان کا زنا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ موسیقی سننے

والے کے دل میں زنا کی خواہش ایسے پیدا ہوتی ہے جیسے بارش کے برسنے سے زمین میں کھیتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مزامیر (آلات موسیقی) کو توڑنے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔

◉ بعض نوجوان ٹیلیفون پر غیر محرم لڑکیوں سے گپیں لگانے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ یہ زنا کا دروازہ کھلنے کی کنجی ہے۔ پہلے انسان گفتگو کرتا ہے اور پھر ایک دوسرے کو دیکھنے کے لئے دل بیتاب ہوتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید سے ملتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف نصیب ہوا۔ تمام انبیاء میں سے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمنا ظاہر کی

رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (الاعراف:۱۴۳)

(میرے رب مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں)

◉ شرمگاہ کو گناہ سے بچانا عبادات کی حضوری نصیب ہونے کے لئے ضروری شرط ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ انسان جتنی دیر زنا کرتا ہے۔ اتنی دیر ایمان اس کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اکثر اوقات چند لمحوں کی غلطی کئی کئی سالوں کی عبادات پر پانی پھیر دیتی ہے۔

۳ طہارت دماغ از تخیلات

اپنے دماغ کو شیطانی، نفسانی، اور شہوانی خیالات سے بچانا ضروری ہے۔ جب تک سوچ پاک نہ ہو اس وقت تک دل پاک نہیں ہوتا۔ یاد رکھیں کہ فکر کی گندگی ذکر سے دور ہوتی ہے۔ برے خیالات کا دماغ میں آنا برا نہیں ہے ان کو خود دماغ میں لانا اور جمانا برا ہے۔ جب بھی کوئی برا خیال دماغ میں آئے تو اسے جھٹک دینا چاہئے اور

لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمِ پڑھنا چاہئے۔ جو شخص یہ چاہے کہ مجھے نماز میں یکسوئی نصیب ہو اسے چاہئے کہ نماز کے علاوہ اوقات میں یکسوئی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

④ طہارت قلب از مذمومات ومحمودات

قلب کو مذمومات سے پاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں غیر شرعی آرزوئیں اور تمنائیں نہیں ہونی چاہئیں۔ ایسی آرزوؤں کا بدلنا ضروری ہوتا ہے۔

تیری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
مری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

محمودات سے قلب کو پاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اچھائیوں اور نیکیوں پر بھی انسان کی نظر نہ ہو۔ یعنی اپنی اچھی باتوں کا دل میں مان نہ ہو کہ میں بڑا نیک ہوں، یہ خود پسندی بھی بندے کے گرنے کا سبب بن جاتی ہے۔ مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ متواضع گنہگار متکبر عابد سے افضل ہوتا ہے۔ اخلاقی برائیوں میں سے سب سے آخر پر عجب انسان کے دل سے نکلتا ہے۔ اس لئے حدیث پاک میں انسان کو ہلاک کر دینے والی باتوں کا تذکرہ ہوا تو اس میں سے ایک چیز کی نشاندہی کی گئی۔ فرمایا و اعجاب المرء بنفسه کہ آدمی کا اپنے نفس کو اچھا سمجھنا۔ تو یہ عجب بھی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

طہارت دل از مذمومات ومحمودات کا حاصل یہ ہے کہ نہ تو دل میں برائیوں کے منصوبے ہوں اور نہ ہی بندہ اپنی نیکیوں پر فریفتہ ہو۔

طہارت کے یہ چار مراتب ہیں، اگر نماز کو بنانے کیلئے یہ چاروں مراتب حاصل کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ مقام احسان والی نماز عطا فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں طہارت کے یہ سب مقامات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

وضو کا اہتمام

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُؤُوسِکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ (سورۃ المائدۃ:۵)

(اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف قیام کا ارادہ کرو تو تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو اور اپنے سر کا مسح کرلو)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز سے پہلے وضو کرنا لازمی ہے۔

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ الصلوٰۃ مفاتیح الجنۃ و مفاتیح الصلوٰۃ الطھور۔ (جنت کی کنجیاں نماز ہیں اور نماز کی کنجی وضو ہے)

◎ ایک حدیث پاک میں ہے کہ وضو کے اعضاء قیامت کے دن روشن ہوں گے جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام اپنے امتی کو پہچان لیں گے۔

◎ وضو کرنیوالے کے سر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر ہوتی ہے۔ جب وہ دنیا کی باتیں کرتا ہے تو چادر ہٹ جاتی ہے۔

◎ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو شروع کرتے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ الْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ
پڑھے اور وضو کے اختتام پر کلمہ شہادت پڑھے اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فضائل وضو

ایک حدیث پاک میں آیا ہے اَلْوُضُوْءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ (وضو مومن کا اسلحہ ہے) جس طرح ایک انسان اسلحے کے ذریعے اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اسی طرح مومن وضو کے ذریعے شیطانی حملوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے قلبی احوال پر نظر ڈالو تمہیں وضو سے پہلے اور وضو کے بعد کی حالت میں واضح فرق نظر آئے گا۔ ہمارے مشائخ اپنی زندگی باوضو گزارنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

◉ حدیث پاک میں ہے اَنْتُمْ تَمُوْتُوْنَ كَمَا تَعِيْشُوْنَ (تم جس طرح زندگی گزارو گے تمہیں اسی طرح موت آئے گی)

اس حدیث پاک سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص اپنی زندگی باوضو گزارنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے باوضو موت عطا فرمائیں گے۔

◉ ہمیں ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب کے گھر جانے کا اتفاق ہوا۔ ان کی کوٹھی ایک نئی کالونی میں بن رہی تھی۔ مغرب کا وقت شروع ہوا تو انہوں نے گھر کے دالان میں نماز ادا کرنے کے لئے صفیں بچھا دیں۔ ان کے گھر کے صحن میں پانچ سات چھوٹے بڑے بچے کھیل رہے تھے۔ جب اقامت ہوئی تو کھیلنے والے بچے دوڑتے ہوئے آئے اور نماز میں

شریک ہوگئے۔ان سے پوچھا گیا کہ وضو بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔تو ان کے والد نے بتایا کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے یہ بات سیکھی ہے کہ اپنی زندگی باوضو گزارو۔ ہمارے گھر کا چھوٹا بڑا کوئی بھی فرد جب بھی آپ کو ملے گا باوضو ہوگا۔ جب بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر لیتے ہیں۔

◉ حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کو تلقین فرماتے تھے کہ ہر وقت باوضو رہنے کی مشق کریں۔ایک مرتبہ آپ مطبخ میں تشریف لائے تو مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھایا جا چکا تھا۔آپ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا ''فقیرو! ایک بات دل کے کانوں سے سنو، جو کھانا تمہارے سامنے رکھا گیا ہے اس کی فصل جب کاشت کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر جب اس کو پانی لگایا گیا تو وضو کے ساتھ، اس کو کاٹا گیا وضو کے ساتھ، گندم کو بھوسے سے جدا کیا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو چکی میں پیس کر آٹا بنایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس آٹے کو گوندھا گیا وضو کے ساتھ، پھر اس کی روٹی پکائی گئی وضو کے ساتھ، وہ روٹی آپ کے سامنے دستر خوان پر رکھی گئی وضو کے ساتھ، کاش کہ آپ لوگ اس کو وضو سے کھا لیتے۔

◉ ایک عیسائی عورت کو ظالم بادشاہ نے کہا کہ تم اپنے دین کو چھوڑ دو۔اس نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔بادشاہ نے غصے میں آکر اس کا دودھ پیتا معصوم بیٹا چھین لیا اور اسے آگ کے تنور میں ڈال دیا۔تھوڑی دیر بعد دیکھا تو بچہ آگ کے انگاروں سے کھیل رہا تھا اور ماں پرسکون تھی۔ بادشاہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔اس نے بچے کو آگ سے نکلوا لیا۔اس عورت سے معافی مانگی۔ نیک خاتون نے اسے معاف کر دیا۔ وزیر نے عورت سے پوچھا کہ اے اللہ کی بندی! تجھے یہ مقام کیسے نصیب ہوا۔اس نے جواب دیا کہ میرے اندر چار اعمال کی پابندی ہے۔

(۱) ہر وقت باوضو رہتی ہوں۔

(۲) جب بھی وضو کرتی ہوں دو رکعت تحیۃ الوضو ضرور پڑھتی ہوں۔

(۳) اگر کوئی انسان مصیبت زدہ ہو تو اس کی حاجت پوری کرتی ہوں۔

(۴) مجھے جب بھی کسی کی طرف سے ایذا پہنچے تو صبر کرتی ہوں۔

◉ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے قاصد کو پیغام دے کر دور دراز کے علاقے میں بھیجا۔ راستے میں وہ قاصد اپنا راستہ بھول کر ایک جنگل میں جا نکلا۔ دن رات چلتے چلتے جب وہ تھک گیا تو اس نے سوچا کہ میں کسی سے راستے کی رہنمائی حاصل کروں۔ اسی دوران وہ ایک راہب کے گھر پہنچا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ کافی دیر کے بعد راہب نے دروازہ کھولا۔ قاصد نے راستہ پوچھا۔ معلوم ہونے پر شکریہ ادا کیا اور یہ بھی پوچھا کہ آپ نے دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں لگائی۔ راہب نے کہا کہ جب آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں کوئی چور ڈاکو نہ ہو جو جان مال، عزت آبرو کو نقصان پہنچائے۔ چنانچہ میں نے سب اہل خانہ کو جگایا اور وضو کروایا۔ پھر دروازہ کھولا۔ ہمیں اپنے دین کی یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص وضو کر لیتا ہے اس کو خوف سے امن دیا جاتا ہے۔

◉ حضرت ملاں جیون سے وقت کے بادشاہ نے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے لگی لپٹی رکھے بغیر کھری کھری سنا دیں۔ بادشاہ کو بہت غصہ آیا لیکن وقتی طور پر برداشت کر گیا۔ چند دن کے بعد اس نے ایک سپاہی کے ہاتھ کوئی پیغام بھیجا۔ ملاں جیون اس وقت حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ انہوں نے سپاہی کے آنے کی پرواتک نہ کی اور درس حدیث جاری رکھا۔ درس کے اختتام پر سپاہی کی بات سنی۔ سپاہی اپنے دل میں پیچ وتاب کھاتا رہا کہ میں بادشاہ کا قاصد تھا اور ملاں جیون نے تو

مجھے گھاس تک نہ ڈالی۔ چنانچہ اس نے واپس جا کر بادشاہ کو خوب اشتعال دلایا کہ میں ملاں جیون کے پاس آپ کا قاصد بن کر گیا تھا۔ انہوں نے مجھے کھڑا کیے رکھا اور پروا ہی نہ کی۔ مجھے لگتا ہے کہ اس کو اپنے شاگردوں کی کثرت پر بڑا ناز ہے ایسا نہ ہو کہ یہ کسی دن آپ کے خلاف بغاوت کر دے۔ بادشاہ نے ملاں جیون کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔ بادشاہ کے بیٹے ملاں جیون کے شاگرد تھے۔ انہوں نے یہ بات سنی تو اپنے استاد کو بتا دی۔ ملاں جیون نے یہ سن کر وضو کیا اور تسبیح لے کر مصلّٰے پر بیٹھے گئے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے سپاہی آئیں گے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر معاملہ پیش کریں گے۔

شہزادے نے یہ صورت حال دیکھی تو بادشاہ کو جا کر بتایا کہ ملاں جیون نے وضو کر لیا ہے اور وہ مصلے پر دعا کرنے کے لئے بیٹھ گئے ہیں۔ بادشاہ کے سر پر اس وقت تاج نہ تھا...... وہ ننگے سر، ننگے پاؤں دوڑا اور ملاں جیون کے پاس آ کر معافی مانگی اور کہنے لگا ''حضرت! اگر آپ کے ہاتھ اٹھ گئے تو میری آئندہ نسل تباہ ہو جائے گی'' ملاں جیون نے اسے معاف کر دیا۔

◉ فقیر کو 1971ء میں بینائی میں کمزوری محسوس ہوئی۔ لاہور کے مشہور ای پلومر ڈاکٹر صاحب نے چیک کیا تو کہا کہ اڑھائی نمبر شیشے کی عینک لگانی ضروری ہے ورنہ بینائی کمزور سے کمزور تر ہو جائے گی۔ فقیر نے چار ماہ عینک استعمال کی۔ ایک مرتبہ وضو کے لئے بیٹھنے لگا تو عینک گری اور شیشہ ٹوٹ گیا۔ فقیر نے دعا مانگی کہ یا اللہ! میں تیرے محبوب ﷺ کی مسواک والی سنت پر پابندی سے عمل کروں گا میری بینائی کو تیز فرما۔ کچھ عرصے بعد دوبارہ بینائی چیک کروائی تو بالکل ٹھیک نکلی۔ تیس سال تک دوبارہ عینک لگانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

مسواک کا اہتمام

ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مجھے امت پر بوجھ کا ڈر نہ ہوتا تو مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔

◎ ایک روایت میں ہے کہ جو نماز مسواک کے ساتھ وضو کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے جو بغیر مسواک کے پڑھی جائے۔

◎ ایک حدیث پاک میں ہے کہ مسواک کے اہتمام میں ستر فائدے ہیں۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

◎ ایک حدیث پاک میں ہے کہ مسواک کا اہتمام کرو اس میں دس فائدے ہیں۔

(۱) منہ کو صاف کرتی ہے

(۲) اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے

(۳) شیطان کو غصہ دلاتی ہے

(۴) اللہ تعالیٰ اور فرشتے مسواک کرنے والے سے محبت کرتے ہیں

(۵) مسوڑھوں کو قوت دیتی ہے۔

(۶) بلغم کو قطع کرتی ہے

(۷) منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے

(۸) صفراء کو دور کرتی ہے

(۹) نگاہ کو تیز کرتی ہے

(۱۰) نبی علیہ السلام کی سنت ہے۔

◎ علامہ شامیؒ نے ردالمختار میں مختصراً مسواک کرنے کے مواقع کو تحریر فرمایا ہے جو

درج ذیل ہیں۔

(۱) وضو کے وقت۔

(۲) لوگوں کے اجتماع میں شامل ہونے سے قبل

(۳) منہ میں بدبو ہو جانے پر

(۴) نیند سے بیدار ہونے پر

(۵) نماز سے قبل اگر چہ کہ وہ پہلے باوضو ہو۔

(۶) گھر میں داخل ہونے کے وقت۔

(۷) قرآن کریم کی تلاوت کے وقت۔

(ردالمختار ج ۱، ص ۸۰)

◉ مؤمن کو چاہئے کہ اپنے منہ کو صاف رکھے۔ چونکہ اسی منہ سے اللہ رب العزت کا قرآن پڑھنا ہوتا ہے۔

◉ صحابہ کرامؓ مسواک کی اتنی پابندی کرتے تھے کہ مسواک کو اپنے کان پر قلم کی طرح رکھا کرتے تھے۔

◉ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص پابندی سے مسواک کرے موت کے وقت عزرائیل علیہ السلام اسے کلمہ یاد دلاتے ہیں۔

◉ ایک روایت کا مفہوم ہے کہ اگر تم پابندی سے مسواک کرو گے تو تمہاری عورتیں پاکدامنی کی زندگی گزاریں گی۔

◉ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تین چیزیں حافظہ کو قوی کرتی ہیں

(۱) مسواک (۲) تلاوت قرآن (۳) روزہ۔

◉ بعض عورتیں اخروٹ کے درخت کی چھال استعمال کرتی ہیں جس سے منہ صاف

ہو جاتا ہے وہ مسواک کے قائم مقام ہے۔ پیلو کے درخت کی مسواک بھی بہت اچھی ہوتی ہے۔

◎ بعض لوگ برش اور پیسٹ سے منہ صاف کرنا معیوب سمجھتے ہیں۔ آج کل کی غذائیں اتنی مرغن ہوتی ہیں کہ اگر صرف لکڑی کی مسواک استعمال کی جائے تو دانت صحیح صاف نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں برش سے دانت صاف کرنا ضروری ہوتے ہیں۔ مسواک کرنے کا مقصد صرف خانہ پوری نہیں ہوتی بلکہ منہ کو صاف کرنا ہوتا ہے اگر کسی کے دانت مسواک سے صاف نہ ہوں تو برش پیسٹ سے صاف کرنے چاہئیں۔

◎ نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی باہر سے گھر تشریف لاتے تھے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک کے ذریعے خوب صاف فرماتے تھے۔

◎ آج کل کی سائنسی تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ رات کو سوتے وقت اپنے دانتوں کو ضرور صاف کرنا چاہئے۔ اکثر لوگوں کے دانت رات کے اوقات میں زیادہ بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ منہ بند ہوتا ہے، بیکٹیریا کو اپنا کام کرنے کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ رات کو سونے سے پہلے مسواک کر لیا کرتے تھے۔ اس سنت کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے۔

معارف وضو

درج ذیل میں وضو سے متعلق چند اسرار ورموز بیان کئے جاتے ہیں۔

(1) وضو کو یکسوئی اور توجہ سے کرنا اعلیٰ مرتبہ کی نماز پڑھنے کا مقدمہ ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہوسکتا جو عادتاً غفلت سے وضو کرے مگر نماز حضوری کے ساتھ پڑھے۔ پس

معلوم ہوا کہ اہتمام وضو اور حضوری نماز میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(۲) مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ درحقیقت وضو انفصال عن الخلق (مخلوق سے کٹنا ہے) ہے جبکہ نماز اتصال مع الحق (اللہ تعالیٰ سے جڑنا) ہے۔ جو شخص جس قدر مخلوق سے کٹے گا اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ سے جڑے گا۔ یہی مطلب ہے لا الہ الا اللہ کا۔ پس لا الہ کا مقصود یہ ہے کہ مخلوق سے کٹو اور الا اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جڑو۔ ما سوی اللہ سے قلبی تعلق توڑنے کو عربی زبان میں تبتل کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً (المزمل:۸)

(اور اپنے رب کا نام پڑھے جا اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف سب چھوڑ کر چلا آ)

(۳) پانی کی خاصیت یہ ہے کہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ لہٰذا جو شخص وضو کر کے حضوری کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس شخص کے لئے نماز دوزخ کی آگ سے ڈھال بن جائیگی۔

(۴) وضو میں شش جہات (چھ اطراف) سے پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے دائیں ہاتھ سے دائیں طرف۔ بائیں ہاتھ سے بائیں طرف۔ چہرہ دھونے سے آگے کی طرف۔ گردن کا مسح کرنے سے پیچھے کی طرف۔ سر کا مسح کرنے سے اوپر کی طرف اور پاؤں دھونے سے نیچے کی طرف سے پاکیزگی حاصل ہوگئی۔

(۵) وضو کرنے سے انسان چھ اطراف سے پاکیزہ ہو گیا۔ پس محبوب حقیقی سے ملاقات کی تیاری مکمل ہوگئی۔ جب نماز ادا کرے گا تو اسے ملاقات بھی نصیب ہو جائے گی۔ ارشاد فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ (تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر جیسے اسے

دیکھ رہا ہے)۔اسی لئے کہا گیا کہ اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤمِنِ (نماز مؤمن کی معراج ہے) حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ آدمی جب وضو کرتا ہے تو اعضاء دھلنے کے ساتھ ہی ان سے کئے گئے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔امام اعظم ابو حنیفہؒ کو ایسا کشف نصیب ہو گیا تھا کہ وہ وضو کے پانی کے ساتھ گناہ کو جھڑتا دیکھتے تھے۔اسی لئے انہوں نے وضو کے مستعمل پانی کو مکروہ کہا۔ویسے بھی نمازی کو حکم ہے کہ وضو کا پانی کپڑوں پر نہ گرنے دے۔بعض مشائخ کا معمول تھا کہ وضو کے وقت جو لباس زیب تن فرماتے تھے اسے بدل کر نماز ادا فرماتے تھے۔

شرع شریف میں پاکیزگی اور طہارت کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرہ:۲۲۲)''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے''۔توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوئے تو انسان باطنی طور پر پاکیزہ ہو گیا۔حدیث پاک میں اسی مضمون کو مثال سے سمجھایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر بہتی ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر میل کچیل نہیں رہ سکتی۔جو شخص پانچ مرتبہ اہتمام سے وضو کرے اور حضوری سے نماز ادا کرے اس کے دل پر سیاہی نہیں رہ سکتی۔

⑥ شرع شریف کا حسن و جمال دیکھئے کہ وضو میں سارا جسم دھلوانے کی بجائے صرف انہی اعضاء کو دھلوانے پر اکتفا کیا گیا جو اکثر و بیشتر کام کاج میں کھلے رہتے ہیں۔مثلاً ہاتھ، پاؤں، بازو، چہرہ وغیرہ۔جو اعضاء کم کھلتے ہیں ان کا مسح کروایا گیا مثلاً سر اور گردن۔جو اعضاء پردے میں رہتے ہیں ان کو مستثنیٰ قرار دیا گیا مثلاً شرمگاہ وغیرہ۔

⑦ وضو میں جن اعضاء کو دھلوایا گیا۔قیامت کے دن انہی کو نورانی حالت عطا کی

جائے گی۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''کہ قیامت کے دن میری امت اپنے اعضاء کی نورانیت سے پہچان لی جائے گی''۔

⑧ وضو میں جن اعضاء کو دھویا جاتا ہے قیامت کے دن ان اعضاء کو عزت و شرافت سے نوازا جائے گا۔ ہاتھوں میں حوض کوثر کا جام عطا کیا جائیگا، چہرے کو تر و تازہ بنا دیا جائیگا جیسے فرمایا وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ (اس دن چہرے تر و تازہ ہوں گے)، سر کو عرش الٰہی کا سایہ عطا کیا جائے گا۔ حدیث پاک میں آیا ہے یوم لا ظل الا ظل عرشه (قیامت کے دن عرش الٰہی کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا) پاؤں کو پل صراط پر چلتے وقت استقامت عطا کی جائے گی۔

وضو میں چند علمی نکات

علمی نکتہ ۱ وضو میں پہلے ہاتھ دھوتے ہیں، کلی کرتے ہیں، ناک میں پانی ڈالتے ہیں پھر چہرہ دھونے کی باری آتی ہے۔ اب ایک طالبعلم کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرض کا درجہ سنت سے زیادہ ہے تو پھر پہلے چہرہ دھلواتے بعد میں دوسرے کام کرواتے۔ مگر وضو میں سنت عمل کو فرض عمل پر مقدم کیا گیا۔ آخر اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب پانی سے اس وقت وضو کیا جا سکتا ہے جبکہ پانی پاک ہو۔ اگر پانی ہی ناپاک ہو تو وضو ہوگا ہی نہیں۔ پانی کی پاکیزگی کا اندازہ اس کی رنگت، بو اور ذائقہ سے لگایا جاتا ہے۔ وضو کرنے والا آدمی جب ہاتھ دھوئے گا تو اس کو پانی کی رنگت کا پتہ چل جائیگا، جب کلی کرے گا تو ذائقے کا پتہ چل جائے گا، جب ناک میں پانی

ڈالے گا تو بو کا پتہ چل جائیگا۔ جب تینوں طرح سے پانی کی پاکیزگی کا پتہ چل گیا تو شریعت نے چہرہ دھونے کا حکم دیا تا کہ فرض کامل صورت میں ادا ہو جائے۔

علمی نکتہ ۲ وضو کے اعضاء متعین کرنے میں کیا خصوصیت ہے؟۔

جواب حضرت آدم علیہ السلام سے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کی بھول ہوئی، وضو کے ذریعے اس بھول کی یاد دہانی کروائی گئی تا کہ انسان اپنی تمام غلطیوں سے معافی مانگ سکے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے شجر ممنوعہ کا پھل توڑا، آنکھوں سے دیکھا، منہ سے کھایا، پتوں کو سر لگا، پاؤں سے اس کی طرف چل کر گئے۔ وضو کرتے وقت اس بھول کی یاد دہانی کروائی گئی۔ تا کہ انسان پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے۔ یہ سبق بھی دیا گیا کہ اگر میرے حکموں کے مطابق زندگی گزارو گے تو نعمتوں میں پلتے رہو گے، جنت میں جا سکو گے۔ اور اگر شیطان کی پیروی کرو گے تو نعمتوں سے محروم کر دیئے جاؤ گے، جنت میں داخلہ نصیب نہ ہو سکے گا۔

علمی نکتہ ۳ وضو میں ہاتھ دھونے سے ابتداء کیوں کی گئی؟

جواب تا کہ موت کے وقت مال سے ہاتھ دھونے پڑیں گے تو دل کو رنج نہ ہو۔ مزید برآں انسان کے ہاتھ ہی سب سے زیادہ مختلف جگہوں یا چیزوں سے لگتے ہیں۔ اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ ہاتھوں پر مختلف بیکٹیریا اور جراثیم لگے ہوئے ہوں۔ ہاتھ پہلے دھونے سے وہ گندگی دور ہو جائے گی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان دوسرے اعضاء کو ہاتھوں ہی کی مدد سے دھوتا ہے اگر ہاتھ ہی پاک نہ ہوں تو دوسرے اعضاء کیسے پاک ہوں گے۔ اس لئے وضو میں ہاتھ پہلے دھلوائے گئے باقی اعضاء کو بعد میں دھویا گیا۔

علمی نکتہ ۴ وضو میں چار فرض کیوں ہیں؟

جواب وضو میں چار فرض ہیں۔ دو اعضاء ذرائع علم میں ہیں مثلاً سر اور چہرہ، جبکہ دو اعضاء ذرائع عمل میں سے ہیں مثلاً ہاتھ اور پاؤں۔ ان چاروں کو دھونا فرض قرار دیا گیا۔ گویا یہ طے شدہ بات ہے کہ تمام سعادتوں کی بنیاد علم پر عمل کرنے میں ہے۔

علمی نکتہ ۵ تیمّم میں دو فرض کیوں ہیں؟

جواب تیمّم اس وقت کرتے ہیں جب پانی موجود نہ ہو یا بیماری کا عذر ہو۔ پس عذر کی حالت میں عمل میں تخفیف کی گئی، انسان پر بوجھ کم کر دیا گیا، رخصت مل گئی، عمل کرنے میں آسانی ہو گئی۔ رہی بات یہ کہ چار میں سے کون سے دو چنے گئے۔ تو ایک عضو ذرائع علم میں سے چنا گیا مثلاً چہرہ اور سر میں چہرے کو منتخب کیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ سر کا تو پہلے ہی چوتھائی حصہ کا مسح کرتے ہیں جبکہ چہرہ کامل دھویا جاتا ہے۔ پس کامل کو ترجیح دی گئی البتہ ذرائع عمل میں سے ہاتھ اور پاؤں میں سے ہاتھوں کو چنا گیا۔ چونکہ ہاتھ پاؤں سے اعلیٰ ہیں۔ شریعت نے کامل اور اعلیٰ اعضاء کو چن لیا۔ بقیہ کا بوجھ کم کر دیا۔

علمی نکتہ ۶ تیمم میں سر کو کیوں نہ چنا گیا؟

جواب وضو میں پہلے ہی چوتھائی سر کا مسح کیا جاتا ہے۔ جب معافی دینی تھی تو پورے سر کا مسح معاف کر دیا گیا۔ ویسے بھی جہلا کی عادت ہوتی ہے کہ مصیبت کے وقت سر پر مٹی ڈالتے ہیں تو تیمّم میں سر کا مسح معاف کر دیا گیا تا کہ جہلا کے عمل سے مشابہت نہ ہو۔

علمی نکتہ ۷ تیمّم میں ہاتھ اور چہرے کو دوسرے اعضاء پر مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب انسان اکثر گناہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے ذریعے کرتا ہے۔ اس لئے

ان کا انتخاب ضروری تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن دو اعضاء پر خوف زیادہ ہوگا۔ ایک چہرے پر کہ گنہگاروں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (آل عمران:۱۰۶)

(جس دن سفید ہوں گے بعض چہرے اور سیاہ ہوں گے بعض چہرے)

کفار کے چہرے کالے اور مٹی آلود ہوں گے۔

وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْھَا غَبَرَۃٌ ۔ تَرْھَقُھَا قَتَرَۃٌ ۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃ ۔ (عبس:۳۰،۳۱،۳۲)

(اور کتنے منہ اس دن گرد آلود ہوں گے۔ چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی۔ یہ لوگ وہی ہیں جو منکر اور ڈھیٹ ہیں)

دوسرا پل صراط سے گزرتے ہوئے بعض لوگوں کے پاؤں کانپ رہے ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اِنَّ مِنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۔ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا ۔ (مریم:۷۱)

(اور کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر۔ تیرے رب پر یہ وعدہ لازم اور مقرر ہو چکا۔ بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دیں گے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے)

دن میں پانچ مرتبہ وضو کے نے میں سائنسی نکتہء نظر سے بہت زیادہ جسمانی

فوائد ہیں۔ درج ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

① ہاتھ دھونا:

کام کاج کے دوران انسان کے ہاتھ بعض ایسی اشیاء پر لگتے ہیں جن پر بکٹیریا اور دوسرے جراثیم لگے ہوتے ہیں۔ وہ جراثیم ہاتھوں سے چمٹ جاتے ہیں جب انسان کے ہاتھ اپنے جسم کے مختلف حصوں سے لگتے ہیں تو وہ جراثیم وہاں منتقل ہو جاتے ہیں اور مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا باعث بنتے ہیں۔ نمازی انسان دن میں کم از کم پانچ مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پانی سے دھوتا ہے لہٰذا اس کے ہاتھ صاف ستھرے رہتے ہیں۔ بہت سی بیماریوں سے بچاؤ خود بخود ہو جاتا ہے۔

② کلی کرنا:

انسان جب کوئی چیز کھاتا ہے تو دانتوں کے درمیانی جگہوں میں اس کے اجزا پھنس جاتے ہیں۔ اگر منہ کو اچھی طرح صاف نہ کیا جائے تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اجزاء گل سڑ جاتے ہیں۔ منہ سے بدبو آنی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر دوبارہ کھانا کھایا جائے تو یہ گندے اجزا صاف کھانے کے ساتھ ملکر معدے میں پہنچ جاتے ہیں اور پیٹ کی بیماریوں کا ذریعہ بنتے ہیں۔ وضو کرنے والا انسان دن میں پانچ مرتبہ اپنے منہ کو اچھی طرح صاف کرتا ہے لہٰذا دانتوں کی اور آنتوں کی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔

③ ناک میں پانی ڈالنا:

انسان کے پھیپھڑوں میں ہوا کا جانا اور آکسیجن کا جسم کو مہیا ہونا انسانی زندگی کا سبب ہے۔ ہوا میں مختلف جراثیم اربوں کھربوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں اللہ

تعالیٰ نے انسان کے ناک میں بال اگا کر ائیر فلٹر بنا دیا تا کہ صاف ہوا جسم کو ملے۔ جس طرح گاڑیوں کے ایئر فلٹر کچھ عرصے کے بعد چوک ہو جاتے ہیں ان کو صاف کرنا پڑتا ہے اسی طرح انسان کی ناک میں مختلف جراثیم اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ناک کو بار بار صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، کوئی بھی انسان اپنے ناک میں دن میں ایک دو مرتبہ سے زیادہ پانی ڈال کر صاف نہیں کرتا ہو گا مگر ایک مسلمان نمازی دن میں پانچ مرتبہ اپنے ناک کی پانی سے صفائی کرتا ہے۔

۴ چہرہ دھونا:

وضو کے دوران چہرے کا دھونا فرض ہے۔ جب چہرہ دھویا جاتا ہے تو اس کی جلد صاف ہو جاتی ہے، مسام کھل جاتے ہیں تر و تازگی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

مزید برآں چہرہ دھوتے وقت آنکھوں میں پانی کا جانا ایک قدرتی امر ہے۔ آنکھوں کے ماہرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دن میں چند بار آنکھوں میں تازہ پانی کے چھینٹے مارے جائیں تو آنکھیں کئی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر صبح کے وقت جب کہ ہوا میں اوزون (O3) کافی مقدار میں موجود ہوتی ہے پانی کے چھینٹے آنکھوں میں مارنے سے انسان موتیا بند کی بیماری سے محفوظ رہتا ہے۔

۵ گردن کا مسح کرنا:

انسانی دماغ سے نکلنے والی چھوٹی چھوٹی رگیں (نرو) پورے جسم میں پھیل جاتی ہیں اور مختلف اعضاء کو سگنل پہنچانے کا کام کرتی ہیں۔ یہ سب رگیں دماغ سے نکل کر گردن کے پیچھے سے ہوتی ہوئی ریڑھ کی ہڈی کے ذریعے جسم کے مختلف جگہوں سے ملی ہوتی ہیں۔ گردن کے پیچھے کا حصہ بہت زیادہ اہمت کا حامل ہے۔ اگر اس حصے کو

خشک رکھا جائے تو رگیں کھچنے کی وجہ سے انسانی دماغ پر اسکا اثر پڑتا ہے۔ کئی لوگ تو دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ ڈاکٹر لوگ انہیں سمجھاتے ہیں کہ وہ گردن کے پیچھے کے حصے کو وقتاً فوقتاً تر کرتے رہیں۔ نمازی آدمی جب وضو کرتا ہے تو اسے یہ نعمت خود بخود مل جاتی ہے۔

ایک شخص فرانس کے ائیر پورٹ پر وضو کر رہا تھا اس سے کسی نے پوچھا کہ آپ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں اس نے کہا پاکستان سے۔ سائل نے پوچھا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے تعداد کا پتہ نہیں ویسے چند ایک ہی ہوں گے۔ سائل نے اپنا تعارف کروایا کہ میں یہاں کے ایک پاگل خانے کے ہسپتال میں ڈاکٹر ہوں۔ میری پوری عمر اس تحقیق میں گزری ہے کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ میری تحقیق کے مطابق جہاں اور بہت ساری وجوہات ہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنی گردن کے پچھلے حصے کو خشک رکھتے ہیں۔ کھچاؤ کی وجہ سے رگوں پر اسکا اثر ہوتا ہے۔ جو لوگ اس جگہ کو وقتاً فوقتاً نمی پہنچاتے رہیں وہ پاگل ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ پاؤں دھونے کے ساتھ ساتھ گردن کے پیچھے کے حصے پر بھی گیلے ہاتھ پھیرے۔ نمازی نے بتایا کہ وضو کرتے وقت گردن کا مسح کیا جاتا ہے اور ہر نمازی دن میں پانچ مرتبہ گردن کا مسح کرتا ہے۔ ڈاکٹر کہنے لگا کہ اسی لئے آپ کے ملک میں لوگ کم تعداد میں پاگل ہوتے ہیں۔ اللہ اکبر۔ ایک ڈاکٹر کی پوری زندگی کی تحقیق نبی علیہ السلام کے بتائے ہوئے ایک چھوٹے سے عمل پر آ کر ختم ہوگئی۔

۶ پاؤں دھونا:

انسانی جسم میں بعض ایسی بیماریاں ہوتی ہیں جن کا اثر پاؤں پر بہت زیادہ ہوتا

ہے مثلاً شوگر کے مریض کے پاؤں پر زخم بھی ہو جائیں تو اسے پتہ نہیں چلتا۔ ڈاکٹر لوگ شوگر کے مریض کو سمجھاتے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں کو صاف رکھے۔ دن میں چند مرتبہ اسے غور سے دیکھے کہ کہیں کوئی زخم وغیرہ تو نہیں۔ اچھی طرح پاؤں کا مساج کرے تاکہ خون کی شریانوں میں اگر کہیں رکاوٹ ہے تو وہ دور ہو جائے۔ نمازی آدمی دن میں پانچ مرتبہ وضو کرتا ہے تو یہ سب کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔ پاؤں کی انگلیوں کے درمیان فنگس کی وجہ سے زخم ہو جاتے ہیں۔ وضو کرنے والا انگلیوں کے درمیان خلال کرتا ہے تو اسے صورتحال کا پتہ چل جاتا ہے۔ پاؤ زمین کے قریب ہونے کیوجہ سے بہت جلد جراثیم کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ انہیں صاف رکھنا اور متعدد بار دھونا بہت ضروری ہے۔ یہ نعمت نمازی کو وضو کے دوران نصیب ہو جاتی ہے۔ اسے کہتے ہیں ہم خرما و ہم ثواب کہ وضو کرنے سے گناہ بھی جھڑ گئے اور جسمانی بیماریوں سے بھی نجات مل گئی۔

وضو کے ان فضائل، معارف اور فوائد وثمرات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے وضو کا حکم فرما کر ہمارے اوپر کس قدر احسان فرمایا۔

اذان کا جواب

شرع شریف میں نماز باجماعت کے لئے اذان دینا واجب ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خواب میں آذان کے کلمات سنے۔ جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات بتا دو۔ صحابہ کرامؓ میں سے چار حضرات کو مسجد نبوی کا مؤذن ہونے کا شرف حاصل رہا۔ (۱) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن رباح (۲) عمر بن رضی اللہ عنہ ام مکتوم (۳) سعد بن قرظ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ

سوال اذان میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب چار مرتبہ اللہ اکبر کہنے میں یہ حکمت ہے کہ ساری مخلوق چار عناصر سے بنی آگ پانی ہوا اور مٹی۔ مؤذن جب چار مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے تو گویا یہ پیغام پہنچا رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آگ اور اس کی مخلوق سے زیادہ بڑا ہے۔

آگ کی طاقت:

آگ کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ کیلیفورنیا کے جنگلات میں آگ لگی تو کئی ماہ تک اسے بجھایا نہ جا سکا۔ قزاقستان میں ایک مرتبہ تیل کا

کنواں کھودا گیا تو کسی فنی خرابی کیوجہ سے اس میں آگ لگ گئی۔ روسی ماہرین نے دو سال تک پورا زور لگایا کہ آگ کو بجھائیں مگر کچھ نہ بن سکا۔ پھر انہوں نے پوری دنیا میں اعلان کیا کہ جو ملک اس آگ کو بجھانے میں ہماری مدد کریگا ہم اس کی آمدنی میں سے آدھا حصہ اسے دیں گے۔ پوری دنیا کے ماہرین نے اپنا زور لگایا مگر آگ نہ بجھ سکی۔ راقم الحروف نے اس کنویں کی آگ کو جب دیکھا تو اس کا شعلہ کئی فرلانگ لمبا تھا۔ اس کے قریب اتنی گرمی تھی کہ جانا بھی مشکل تھا۔ کئی سالوں سے دن رات وہ آگ جل رہی ہے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ جب نیچے سے تیل ختم ہو گا تو پھر آگ بجھ جائے گی۔

پانی کی طاقت:

پانی کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فرنگی ماہرین نے Titanic نامی جہاز بنایا تو دعویٰ کیا کہ یہ ٹوٹ ہی نہیں سکتا یعنی پانی میں ڈوب ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ بحری جہاز ایک سمندری طوفان میں پھنس کر دو ٹکڑے ہو گیا اور ڈوب گیا۔ پانی کی طاقت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب سمندر میں طوفان ہو اور جہاز ہچکولے کھا رہا ہو۔ اس وقت تو کافر و مشرک بھی ایک خدا کو پکارتے ہیں۔

ہوا کی طاقت:

ہوا کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قوم عاد پر ہوا کا عذاب آیا تو ان کو پٹخ پٹخ کر زمین پر مار دیا ان کی لاشیں اس طرح بکھری پڑی تھیں جس طرح کھجور کے تنے بکھرے پڑے ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ایک مرتبہ Tornado (ہوائی بگولا) آیا تو اس نے ایک کار کو اٹھا کر تین سو کلومیٹر دور پھینک دیا، مکانات کی چھتیں اڑ

کر میلوں دور جا گریں۔

زمین کی طاقت:

زمین کی طاقت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب زمین میں زلزلہ آتا ہے۔ چین میں گزشتہ صدی کا سب سے بڑا زلزلہ آیا تو اس میں سات لاکھ انسان موت کا لقمہ بن گئے، کیلیفورنیا میں زلزلہ آیا تو زمین میں دراڑ پڑ گئی، کئی منزلہ عمارات زمین بوس ہو گئیں، ہائی وے کے پل اکھڑ کر دور جا گرے، پلک جھپکتے ہی کئی گاؤں زمین سے اس طرح مٹے کہ صفحہ ہستی پہ ان کا نشان ہی نہ رہا۔

(۱) جب اذان میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے تو یہ پیغام دیا جارہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاقت آگ پانی ہوا اور مٹی گویا ہر چیز کی طاقت سے زیادہ ہے پس اس پروردگار کی طرف آجاؤ، تمہیں اسکے گھر میں بلایا جارہا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی کہ چاروں اطراف میں پیغام پہنچانے کے لئے چار مرتبہ اللہ اکبر کہا گیا۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب اذان کی اللہ اکبر سنتے تو اتنا روتے کہ چادر بھیگ جاتی۔ کسی نے پوچھا تو بتایا کہ میں اللہ اکبر کے الفاظ سنتا ہوں تو عظمت الٰہی اور ہیبت الٰہی کی ایسی کیفیت دل پر طاری ہوتی ہے کہ گریہ طاری ہو جاتا ہے۔

(۳) اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے الفاظ سے یہ بتایا گیا کہ نماز میں فلاح ہے۔ یہی پیغام قرآن مجید میں دیا گیا کہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . اَلَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلوٰتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

(المؤمنون:۱-۲)

(کامیاب ہوگئے ایمان والے، جو اپنی نماز میں جھکنے والے تھے)

پس اذان اور نماز کے پیغام میں مطابقت موجود ہے

④ مؤذن اللہ اکبر کے الفاظ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت کی گواہی دے رہا ہوتا ہے لہٰذا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مؤذن کو عزت و شرافت سے نوازیں گے۔ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن مؤذن کا چہرہ منور ہوگا اور اس کی گردن دوسروں کی نسبت اونچی ہوگی۔ یہ اعزاز اسے اذان دینے کی وجہ سے ملے گا۔

⑤ علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی کافر اپنے ارادے سے آذان دے تو اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیا جائیگا۔

⑥ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے مردوں اور عورتوں کی صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا کہ مؤذن اذان دے تو سننے والے کو چاہیئے کہ وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے البتہ **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کے جواب میں **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** کہے۔ اسی طرح جب فجر کی اذان میں **الصلوٰۃ خیر من النوم** کہے تو جواب میں یوں کہا جائے **صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ** (تو نے سچ کہا اور تو بری ہوگیا)

⑦ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت کہی جاتی ہے۔ اس کا مقصد اصلی اس بچے کے کان میں اللہ رب العزت کی عظمت کو پہنچانا ہوتا ہے۔

⑧ مولانا احمد علی لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسان جب اذان کی آواز سنے تو ادب کی وجہ سے خاموش ہو جائے، اذان کا جواب دے اور آخر پر مسنون دعا پڑھے۔ میرا تجربہ ہے کہ اذان کے ادب کی وجہ سے اسے موت کے وقت کلمہ پڑھنے کی توفیق

نصیب ہوگی۔

⑨ زبیدہ خاتون ایک نیک ملکہ تھی۔ اس نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچایا۔ اپنی وفات کے بعد وہ کسی کو خواب میں نظر آئی۔ اس نے پوچھا کہ زبیدہ خاتون! آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ زبیدہ خاتون نے جواب دیا کہ اللہ رب العزت نے بخشش فرمادی۔ خواب دیکھنے والے نے کہا کہ آپ نے نہر زبیدہ بنوا کر مخلوق کو فائدہ پہنچایا، آپ کی بخشش تو ہونی ہی تھی۔ زبیدہ خاتون نے کہا نہیں، نہیں۔ جب نہر زبیدہ والا عمل پیش ہوا تو پروردگار عالم نے فرمایا کہ کام تو تم نے خزانے کے پیسوں سے کروایا۔ اگر خزانہ نہ ہوتا تو نہر بھی نہ بنتی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لئے کیا عمل کیا۔ زبیدہ نے کہا کہ میں تو گھبرا گئی کہ اب کیا بنے گا۔ مگر اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ مجھے کہا گیا کہ تمہارا ایک عمل ہمیں پسند آ گیا۔ ایک مرتبہ تم بھوک کی حالت میں دستر خوان پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اتنے میں اللہ اکبر کے الفاظ سے اذان کی آواز سنائی دی۔ تمہارے ہاتھ میں لقمہ تھا اور سر سے دوپٹہ سرکا ہوا تھا۔ تم نے لقمے کو واپس رکھا، پہلے دوپٹے کو ٹھیک کیا، پھر لقمہ کھایا۔ تم نے لقمہ کھانے میں تاخیر میرے نام کے ادب کی وجہ سے کی چلو ہم نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

⑩ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے سامنے ایک لوہار رہتا تھا۔ بال بچوں کی کثرت کی وجہ سے وہ سارا دن کام میں لگا رہتا۔ اس کی عادت تھی کہ اگر اس نے ہتھوڑا ہوا میں اٹھایا ہوتا کہ لوہا کوٹ سکے اور اسی دوران اذان کی آواز آ جاتی تو وہ ہتھوڑا لوہے پر مارنے کی بجائے اسے زمین پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب میرے پروردگار کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے میں پہلے نماز پڑھوں گا پھر کام کروں گا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو کسی کو خواب میں نظر آیا۔ اس نے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ

مجھے امام احمد بن حنبلؒ کے نیچے والا درجہ عطا کیا گیا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارا علم وعمل اتنا تو نہیں تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اللہ کے نام کا ادب کرتا تھا اور اذان کی آواز سنتے ہی کام روک دیتا تھا تا کہ نماز ادا کروں۔ اس ادب کی وجہ سے اللہ رب العزت نے مجھ پر مہربانی فرما دی۔

⑪ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ خواب کی حالت میں اذان دے رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے عزت نصیب ہو گی۔ کچھ عرصے کے بعد اس شخص کو عزت ملی۔ دوسرے شخص نے خواب دیکھا کہ اذان دے رہا ہوں۔ ابن سیرینؒ نے فرمایا کہ تجھے ذلت ملے گی وہ شخص کچھ عرصے بعد چوری کے جرم میں گرفتار ہوا اس کے ہاتھ کاٹے گئے۔ ابن سیرینؒ کے ایک شاگرد نے پوچھا کہ حضرت دونوں نے ایک جیسا خواب دیکھا مگر تعبیر مختلف کیوں ہوئی؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب پہلے نے اذان دیتے ہوئے دیکھا تو میں نے اس شخص میں نیکی کے آثار دیکھے تو مجھے قرآن میں یہ آیت سامنے آئی وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج:۲۶) ''اور پکار دے لوگوں کو حج کے واسطے'' میں نے تعبیر دی کہ اسے عزت ملے گی۔ جب دوسرے نے خواب سنایا تو اس کے اندر فسق وفجور کے آثار تھے۔ مجھے قرآن مجید کی یہ آیت سامنے آئی۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ (یوسف:۷۰) ''پھر پکارا پکارنے والے نے، اے قافلہ والو! تم تو البتہ چور ہو) پس میں نے تعبیر یہ لی کہ اس شخص کو ذلت ملے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''

⑫ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ میں بے وقت اذان دے رہا ہوں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اسے ذلت ملے گی۔ اگر عورت خواب میں دیکھے کہ اذان دے رہی ہے تو وہ بیمار ہو گی۔

⑬ ایک شخص نے ابن سیرینؒ سے خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ میں مردوں کے منہ پر اور عورتوں کی شرمگاہوں پر مہر لگا رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا لگتا ہے کہ تم مؤذن ہو اور ماہ رمضان میں وقت سے پہلے فجر کی اذان دیتے ہو۔ تحقیق کرنے پر تعبیر صحیح نکلی۔ چونکہ آذان کی آواز سن کر لوگ روزے کی نیت کر لیتے تھے لہٰذا وہ لوگوں کو کھانے پینے اور جماع سے روکتا تھا حالانکہ ابھی اذان کا وقت نہیں ہوتا تھا۔

اذان کا جواب:

مؤذن جب اذان دیتا ہے تو اسکا جواب دینے کے دو انداز ہیں پہلا یہ کہ زبان سے اسکا جواب دے یہ سنت ہے۔ دوسرا یہ کہ عملی جواب دے اور نماز با جماعت کے لئے مسجد میں آجائے یہ واجب ہے۔

① سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَؓ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُنَا وَ نُحَدِّثُهُ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَكَاَنَّهُ لَمْ يَعْرِفْنَا وَ لَمْ نَعْرِفْهُ. (احیاء)

[حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے باتیں کرتے رہتے ہم بھی آپ سے باتیں کرتے، لیکن جب نماز کا وقت آجاتا تو آپ ایسے ہو جاتے جیسے نہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں نہ ہم آپ آپ کو پہچانتے ہیں]

② امام زین العابدین جب اذان کی آواز سنتے تو آپ پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ آپ فرمایا کرتے۔

اتدرون بین یدی من ارید ان اقوم (احیاء)

[کیا تم جانتے ہو کہ میں کس ذات کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں]

③ حضرت سعید بن المسیبؒ کے بیس برس ایسے گذرے کے جب اذان ہوئی تو وہ

مسجد میں پہلے سے موجود تھے۔

④ حضرت سالم حداد اذان کی آواز سن کر کھڑے ہو جاتے۔ دکان کھلی چھوڑ کر چل دیتے اور یہ اشعار پڑھتے۔

اِذَا مَا دَعَا دَاعِیْکُم قُمْتُ مُسْرِعًا
مُجِیْبًا لِمَولیٰ جَلَّ لَیْسَ لَہٗ مِثْلَ

(جب تمہارا منادی پکارنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔
ایسے مالک کی پکار کو قبول کرتے ہوئے جس کی بڑی شان ہے اسکی مثل کوئی نہیں۔)

اُجِیْبُ اِذَا نَادیٰ بِسَمْعٍ وَ طَاعَۃٍ
وَ بِیْ نَشْوَۃٌ لَبَّیْکَ یَا مَنْ لَہُ الْفَضْلُ

(میں جواب میں کہتا ہوں اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ بحالت نشاط میں، اے فضل و بزرگی والے میں حاضر ہوں۔)

وَ یَصْفَرُ لَوْنِیْ خِیْفَۃً وَّ مَھَایَۃً
وَ یَرْجِعُ لِیْ عَنْ کُلِّ شُغْلٍ بِہٖ شُغَلَ

(اور میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور اس ذات کی مشغولیت مجھے ہر کام سے بے خبر کر دیتی ہے)

وَ حَقُّکُمْ مَا لَذُّلِیْ غَیْرُ ذِکْرِکُمْ
وَ ذِکْرُ سَوَاکُمْ فِیْ فَمِی قَطُّ لاَ یَجِدُو

(اور تمہارے حق کی قسم۔ تمہارے ذکر کے سوا مجھے کوئی چیز لذیذ نہیں لگتی اور تمہارے سوا کسی کے ذکر میں مجھے مزہ نہیں آتا۔)

مَتـىٰ يَجْـمَـعُ الْاَيَّـامُ بَيْنِـىْ وَ بَيْنَكُمْ
وَ يَفْـرَحُ مُشْتَـاقٌ اِذَا جَـمَعُ الشَّمَلُ

(دیکھیں زمانہ مجھے اور تمہیں کب جمع کریگا اور عاشق تو تبھی خوش ہوتا ہے جب اسے وصل حاصل ہو)

فَـمَـنْ شَـاهَـدَتْ عَيْـنَـاهُ نُـوْرَ جَمَالَكُمْ
يَـمُوْتُ اِشْتِيَاقًا نَحْوَكُمْ قَطٌّ لاَ يَسْلُوْا

(جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے۔ وہ تمہارے اشتیاق میں جان دے دیگا مگر تسلی نہ ہوگی)

۵ حضرت معاذ ابن انسؓ سے روایت ہے

عَـنْ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ اَنَّـهُ قَـالَ الْـجَـفَـاءُ كُلُّ الْجَفَاءِ وَالْكُفْرِ وَالنِّفَاقِ مَنْ سَمِعَ مُنَادِىَ اللّٰهِ يُنَادِى اِلَى الصَّلٰوةِ فَلاَ يُجِيْبُهٗ.

(سراسر ظلم اور کفر اور نفاق ہے، جو شخص اللہ کی منادی کی آواز سنے کہ وہ مسجد کی طرف بلاتا ہے اور پھر یہ اس کا جواب نہ دے یعنی مسجد میں جماعت کیلئے حاضر نہ ہو) (احمد)

۶ نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے

عَـنْ اِبْـنِ عَبَّـاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَـمْـنَعْهُ مِنْ اِتِّبَاعِهٖ عِذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ صَلٰوةَ الَّتِىْ صَلّٰى. (ابوداؤد)

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان سنی اور اس نے اس کی اتباع نہ کی، سوائے اس کے کہ اس کو کوئی عذر

(۳۴) سوال: نماز کے مختلف اعمال کی فضیلت بیان کیجئے؟

نماز سب عبادات میں سے زیادہ بڑی شان والی عبادت ہے۔اس کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے نماز کے مختلف ارکان کی اپنی اپنی فضیلت بھی ثابت ہے۔چند احادیث سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

- کنز العمال میں روایت منقول ہے۔

التکبیرة الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیھا

(تکبیر اولیٰ کا حاصل ہو جانا سارے جہان کی دولت سے بہتر ہے)

- ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ

لکل شیء صفوة وصفوة الایمان الصلوٰة وصفوة الصلوٰة التکبیر ة الاولیٰ

(ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے۔ایمان کا خلاصہ نماز ہے اور نماز کا خلاصہ تکبیر اولیٰ ہے)

- ایک اور روایت میں وارد ہے کہ

اذا کبر العبد سرت تکبیرة بین السماء والارض

(جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ تکبیر زمین وآسمان کے درمیان ہر چیز کو خوش کر دیتی ہے)

مساجد سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:۱۱۸)

(یہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں نہ تم پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو)

مساجد ان جگہوں کو کہا جاتا ہے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ مساجد بیت اللہ شریف کی شاخیں ہیں۔ قیامت کے دن تمام مساجد کو بیت اللہ شریف کے ساتھ ملا کر جنت کا حصہ بنا دیا جائیگا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتی ہے۔ اس پر خرچ کرنا، اسے پاک صاف رکھنا اس میں عبادت کرنا اور اس سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ. (التوبہ: ۱۸)

(بے شک وہی آباد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مسجدیں جو اللہ پر یقین رکھتا ہے)

(۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد سے الفت رکھے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

انسانی فطرت ہے کہ اسے جس جگہ سے محبت ہو اس کا دل چاہتا ہے کہ اسکا زیادہ

پسند کرتی ہے کبھی طویل سجدے کو پسند کرتی ہے۔

وللناس فی ما یعشقون مذاھب

(اورلوگوں کیلئے عشق میں کئی راستے ہوتے ہیں)

۳۲ سجدے میں جانے کی ترتیب خاص کیوں ہے؟

علمی نکتہ

شریعت کا حکم ہے سجدے میں جاتے وقت نمازی پہلے اپنے گھٹنے زمین پر ٹکائے پھر ہاتھ زمین پر رکھے پھر پیشانی زمین سے لگائے بلا عذر اس کے برخلاف کرنا سخت مکروہ ہے۔ سجدے سے اٹھتے وقت اس کے برعکس اٹھے یعنی پہلے سر اٹھائے پھر ہاتھ پھر گھٹنے پھر کھڑا ہو جائے۔ معرفت اسکی یہ ہے کہ سجدے میں جانا موت اور فنا کی صورت ہے جبکہ قیام میں کھڑے ہونا زندگانی کی صورت ہے پس سجدے میں جاتے وقت کی ترتیب کو پسند کیا گیا اور قیام میں کھڑا ہوتے وقت زندگانی کی ترتیب کو پسند کیا گیا۔ تاکہ نمازی کے قیام وسجود کو اسکی زندگی اور موت کے ساتھ ظاہری باطنی مشابہت ہو جائے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ موت کے وقت انسانی روح پہلے گھٹنوں پھر ہاتھوں اور آخر میں سر سے نکالی جاتی ہے۔ گویا پاؤں سے نکلنی شروع ہوئی اور بالآخر سر سے نکلی۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح سر کی طرف سے ڈالی گئی تھی جو سینے اور ہاتھوں سے ہوتی ہوئی پاؤں تک پہنچی۔ پس سجدے میں جاتے وقت روح نکلنے کی ترتیب اور قیام میں کھڑے ہوتے وقت روح جسم میں ڈالنے کی ترتیب سے مشابہت ہے۔ سجدے میں جانا فنا ہے تو قیام میں کھڑے ہونا بقا ہے۔

مؤمن بھی مسجد کی طرف چلنا اور مسجد میں وقت گزارنے کو دلی سکون کا باعث محسوس کرتے ہیں۔

سنا ہے مجنوں نے لیلیٰ کی محبت میں یہ اشعار کہے۔

اَطُوْفُ عَلَى الْجِدَارِ دِيَارِ لَيْلٰى
اُقَبِّلُ ذَالْجِدَارَ وَ ذَالْجِدَارَا
وَ مَا حُبُّ الدِّيَارِ شَغَفْنَ قَلْبِىْ
وَ لٰكِنَّ حُبَّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَارَا

[میں لیلیٰ کے گھر کی دیواروں کا طواف کرتا ہوں کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں کبھی اس دیوار کو۔ اور دراصل ان گھروں کی محبت نہیں میرے دل پر چھا گئی بلکہ اس مکیں کی محبت ہے جو اس مکان میں رہتا ہے]

مومن بھی بار بار مسجد کی طرف چل کے جانے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

(۳) نبی علیہ السلام نے اندھیرے میں چل کر مسجد میں جانے والوں کو خوشخبری بھی سنائی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابن ماجہ)

[حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن کے کامل نور کی خوش خبری دے دو"]

(۴) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے

اللہ اکبر کہہ کر دوسری مرتبہ سجدے میں جا گرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے۔ پس مؤمن اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ گویا روز محشر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اسی معرفت کی بنا پر باقی ارکان ایک ایک ہیں مگر سجدہ ہر رکعت میں دو مرتبہ ہے۔

(علمی نکتہ ۴) عام دستور ہے کہ جس کام کو ایک دفعہ کرنے میں خوب مزہ آئے اسے دوسری دفعہ کر کے قند مکرر کا مزہ لیا جاتا ہے۔ مومن کو سجدے میں ایسا لطف ملا کہ بے اختیار دوسری مرتبہ بھی سجدے میں جا گرا۔

(علمی نکتہ ۵) حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نماز فرض ہوئی تو اللہ رب العزت نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ نبی علیہ السلام کو نماز پڑھنا سکھائیں۔ نبی علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس نماز میں دو سجدے ہر رکعت میں ادا کیے گئے۔ لہٰذا ہر رکعت میں دو سجدے کرنا فرض قرار دے دیا گیا۔

(۳۰) جلسہ کرنے اور قومہ میں کھڑے ہونے میں کیا راز ہے؟

(علمی نکتہ ۱) قومہ کہتے ہیں رکوع کے بعد تھوڑی دیر کے لئے قیام کی مانند کھڑا ہونا اور پھر سجدے میں جانا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ رکوع اور سجدے کا مزہ جدا جدا ہو جائے۔ دونوں میں واضح اور نمایاں فرق ہو جائے۔ اگر بالفرض رکوع سے ہی سجدے میں چلے گئے۔ رکوع سے واپس قیام کی طرف لوٹنا اور پھر سجدہ کرنے میں دونوں اعمال ایک دوسرے سے نمایاں ہو گئے۔ دو سجدوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ جلسہ میں بیٹھنے کی وجہ سے پہلے سجدے کے بعد دوسرے کا مزہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ ایک وصل کے بعد تھوڑی دیر کا وقفہ دوسرے وصل کے مزے کو دوبالا کر دیتا ہے۔ عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہے۔

ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت کرتے ہیں، اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں۔ (درمنثور)

(۱۲) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

"اکثر اوقات مسجد میں گزارا کرو۔ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص اکثر اوقات مسجد میں رہتا ہے اس پر رحمت کرونگا۔ اسکو راحت دونگا۔ قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کرونگا اور اپنی رضا نصیب کرونگا"

(۱۳) بعض مشائخ سے منقول ہے کہ روز محشر نمازی لوگ پل صراط سے اپنی مسجدوں میں اسطرح سوار ہو کر گزریں گے جس طرح دنیا میں لوگ بحری جہازوں پر سوار ہو کر سمندروں میں سے گزر جاتے ہیں۔

(۱۴) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ اس بات کو بتانے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے اتنا قریب بلایا کہ مجھے اتنا قرب پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا۔

(۱۵) مشائخ عظام سے منقول ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اسے مسجد کا منتظم بنا دیتے ہیں پس وہ ہر وقت مسجد کی خدمت میں اور اسکے کاموں کو سمیٹنے میں مشغول رہتا ہے"

آجکل کے متولی حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ مسجد کے کام کو اللہ تعالیٰ کی

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

سجدے کی لذت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب انسان اپنے ظاہر و باطن کی یکسوئی سے سجدہ کرے۔ دل کہے

الٰھی سجدلک سوادی وخیالی

(اے اللہ میرے تن من بدن اور دل و روح نے آپ کو سجدہ کیا)

اگر یہ کیفیت نہ ہو تو بے ذوق سجدوں اور بے سرور نمازوں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

بہ زمیں چوں سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی

[جب میں نے زمین پہ سجدہ کیا تو اس سے آواز آئی۔ اور ریاء کے سجدہ کرنے والے! تو نے مجھے بھی خراب کر ڈالا]

علمی نکتہ ٦ قرآن مجید میں اصول بتا دیا گیا کہ

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ (اچھائی کا بدلہ اچھائی ہوتا ہے)

اس اصول کی بنا پر جب مؤمن نے سجدہ کیا سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اپنے پروردگار کی عظمتوں کا اقرار کیا تو پروردگار عالم نے مؤمن پر احسان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ آل عمران:۱۳۹)

(اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم مؤمن ہو گے)

٢٩ نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے کیوں ہیں؟

ہے۔ حضرت سعید بن میسبؒ نے فرمایا کہ ''جو شخص مسجد میں بیٹھے وہ اپنے رب کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے اس کے حق میں یہی مناسب ہے کہ خیر کے علاوہ اور کوئی بات نہ کہے۔''

(۲۰) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں میری امت میں سے کچھ لوگ آئیں گے اور مسجدوں میں آ کر حلقہ بنا کر بیٹھیں گے، ان کا ذکر دنیا اور دنیا کی محبت ہوگی، تم ان کے پاس مت بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے کچھ مطلب نہیں۔

(۲۱) جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے یا اعتکاف کی نیت سے بیٹھے تو اسے ہر سانس پر ۱۰ نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

(۲۲) مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کے مطابق جو شخص اذان سے پہلے نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آجائے وہ سابق بالخیرات میں سے ہے۔ جو اذان سنکر مسجد میں آجائے وہ مقتصد لوگوں میں سے ہے۔ جو اذان کی آواز سن کر بھی مسجد میں نہ آئے وہ ظالم لنفسہ لوگوں میں سے ہے۔

(۲۳) ایک حدیث میں ہے کہ

من الف المسجد الفه الله تعالیٰ (طبرانی)

جو شخص مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں

(۲۴) علامہ زمخشریؒ حج بیت اللہ کے لئے گئے تو مسجد حرام میں ڈیرے لگا لیے۔ جب دیکھو مسجد میں موجود۔ جب دیکھو مسجد میں موجود۔ لوگوں نے ان کا نام جاراللہ (اللہ کا پڑوسی) رکھ دیا۔ محمد ابن سیرینؒ کی بہن حفصہ بنت سیرین نے گھر میں مسجد بنائی ہوئی تھی۔ انہوں نے زندگی کے ۳۵ سال اس حال میں گزارے کہ قضائے حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکلتیں اور بقیہ وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں گزار دیتیں۔

میں آیا تو اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (سن لیا مولیٰ نے جو اس کی جناب میں عرض کیا گیا)

۲۸ سجدہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

علمی نکتہ ۱ نمازی جب قومہ میں گناہوں کے بوجھ سے سبکدوش ہوا تو مولیٰ کی عنایات خاصہ نے اس کے دل کو احسان مندی اور احساس تشکر کے جذبات سے بھر دیا۔ پس مؤمن فرط محبت میں اپنے محبوب حقیقی کے قدموں میں جا پڑا۔ جامع الصغیر میں علامہ سیوطی نے روایت نقل کی ہے۔

ان الساجد یسجد فی قدمی الرحمٰن

(سجدہ کرنے والا رحمٰن کے قدموں پر سر رکھتا ہے)

حضرت مولانا یحیٰی سہارنپوری لمبا سجدہ کرنے کے عادی تھے۔ کسی طالبعلم نے پوچھا کہ اتنا لمبا سجدہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سجدہ کی حالت میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں نے اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سر رکھ دیا ہے میرا سر اٹھانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ بعض مشائخ سجدہ میں اکیس مرتبہ **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھنے کے عادی تھے۔

علمی نکتہ ۲ حدیث پاک میں ہے:

کما تموتون تحیون

[جس حال میں تمہیں موت آئے گی تم (روز محشر) اسی حال میں اٹھائے جاؤ گے]

لہٰذا جس شخص کو نماز کے سجدے میں موت آئے گی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کی حالت میں اٹھے گا، وہ کتنا خوش نصیب انسان ہوگا۔ ہر مؤمن کی تمنا ہونی چاہیے کہ سجدے کی حالت میں موت آئے۔ شاید اسی لئے شاعر نے کہا

نماز کا اہتمام

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الصَّلوٰةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء:١٠٣)

[بے شک نماز ایمان والوں پر اپنے وقت میں فرض کردی گئی ہے]

آداب شاہانہ کا تقاضا تو یہی تھا کہ اس آیت کے اترنے کے بعد ایمان والے نماز ادا کرنے میں دل و جان سے کوشش کرتے اور اسے حکم خداوندی سمجھتے ہوئے بسر وچشم قبول کرتے۔ لیکن انسانی طبائع دنیا کی رنگینیوں میں الجھ کر غفلت میں پڑ جاتی ہیں جبکہ رب کریم اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ رؤف اور رحیم ہے پروردگار عالم کا لطف وکرم ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن مجید میں جا بجا سات سو مرتبہ سے زیادہ یاددہانی کروائی گئی۔ فرمایا وَ اَقِیْمُوا الصَّلوٰةَ (اور نماز قائم کرو)

یہاں ایک علمی نکتہ غور طلب ہے کہ یہ نہیں فرمایا گیا تم نماز ادا کرو بلکہ فرمایا نماز قائم کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے ہمہ تن متوجہ رہے''۔ گویا نماز ادا کرنے کا اہتمام کرنا یعنی اچھی طرح وضو کرنا۔ صاف ستھرے کپڑے استعمال کرنا۔ وقت سے

	مقصود	بندے کا کلام	پروردگار عالم کا کلام
۱	اپنے قدیمی نمک خوار ہونے کا اعتراف	اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے	حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ (بندے نے میری تعریف کی)
۲	سرکار عالیہ کے مہربان ہونے کا اعتراف	اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (رحمان ہے، رحیم ہے)	اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ (بندے نے میری ثناء بیان کی)
۳	عدالت عالیہ کے بااختیار ہونے کا اعتراف	مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مالک ہے روز جزا کا	مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ (بندے نے میری بزرگی بیان کی)
۴	اپنا غلام ہونے اور آقا سے مدد ملنے کا اعتراف	اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں	هٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ عَبْدِیْ فَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ (یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، میرے بندے نے جو مانگا ملے گا)
۵	مقصود اصلی بیان کیا، گناہوں سے جان چھڑایئے	اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہمیں سیدھے راستے کی رہنمائی فرمایئے	فَھٰؤُلَاءِ لِعَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے وہی ہے جو اس نے مانگا۔
۶	انبیاء اور اولیاء کا ساتھ عطا کیجئے	صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ کا انعام ہوا	
۷	یہود و نصاریٰ کے ساتھ جہنم جانے سے بچایئے	غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر آپ کا غضب ہوا وَ لَا الضَّآلِّیْنَ اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوئے	

ملاقات کے دوران کیا کیا باتیں کرنی ہیں۔ میں بادشاہ سلامت کا دل کیسے جیت سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اللہ رب العزت تو شہنشاہ حقیقی ہیں اور انسان دنیا میں اللہ رب العزت کا خلیفہ (سرکاری افسر) ہے۔ نماز کے وقت دونوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ لہٰذا مومن نماز کا خوب اہتمام کرتا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں مثالوں سے معلوم ہوا کہ تعلق محبت کا ہو یا عظمت کا۔ انسان ملاقات کی خوب تیاری کرتا ہے۔ مومن کا تو اللہ رب العزت سے دونوں انداز کا تعلق ہے۔ محبت کا بھی ہے عظمت کا بھی ہے جبکہ نماز معراج المومن ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مومن نماز کا اہتمام کرتا ہے، نماز کو بوجھ سمجھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتا ہے، نماز سے اسے قلبی سکون ملتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نبی علیہ السلام اتنی لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ اللہ رب العزت کو فرمانا پڑا

يَا اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً (المزمل:۱)

(اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا رہ رات کو مگر تھوڑی رات)

نماز کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''جب بچے کی عمر سات برس کی ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو۔ اگر بچہ دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر پڑھاؤ'' (در منثور)

(۲) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث قدسی روایت کی ہے:

دیئے تا کہ پتہ چل جائے کہ بندوں نے ''بے کسی'' کے ہاتھ اٹھا کر اپنی عاجزی کا اظہار کر دیا۔ ویسے ہی جب کوئی مد مقابل پر غالب آتا ہے تو کہتا ہے ''Hands up'' ہاتھ کھڑے کرو۔ پس بندوں نے بھی اپنے پروردگار کے غلبے کو تسلیم کر کے ہاتھ کھڑے کیئے اور زبان سے اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھوں سے بھی اشارہ کیا کہ ''لا غالب الا اللہ''

(علمی نکتہ ۵) انسان جب کسی چیز کے حسن و جمال کو دیکھتا ہے تو بے اختیار ہاتھ اٹھا دیتا ہے۔ مؤمن نے نماز کی نیت کرتے وقت جب مولیٰ کے حسن و جمال کی تجلیات دیکھیں تو حیران و متعجب ہو کر ہاتھ کھڑے کر دیئے کہ اے حسن کے پیدا کرنے والے! تیرے حسن و جمال کا کیا عالم ہے۔

اوجز المسالک میں ہاتھ اٹھانے کی دس حکمتیں لکھی گئیں ہیں۔

(۲۳) نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟

عدالت میں جج کے سامنے مجرم کو پیش کیا جائے تو ہاتھ ہتھکڑیوں سے بندھے ہوتے ہیں مؤمن نماز کی حالت میں اپنے آپ کو گنہگار مجرم کی طرح سمجھتا ہے اور شہنشاہ حقیقی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ یہی ادب سے زیادہ قریب ہے تا کہ اس کی رحم کی اپیل منظور ہو کر رہائی ہو جائے۔

(۲۴) نماز کے شروع میں ثناء کیوں ہے؟

جب کسی شخص کو دربار شہنشاہی میں حاضری کی اجازت مل جائے تو وہ گفتگو کی

[حضرت حذیفہ ؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کوئی سخت امر پیش آتا تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے]

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جب بچہ پریشان ہوتا ہے تو ماں باپ کی طرف دوڑتا ہے اور جب بندہ پریشان ہوتا ہے اپنے پروردگار کی طرف لوٹتا ہے۔ لوگ اپنی پریشانی اور مصیبت اپنے ذی اختیار محسن کو بتا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ نماز درحقیقت اللہ رب العزت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی مانند ہے۔ دنیا کا دستور ہے کہ کسی دفتر میں کام کروانا ہو تو اسکی درخوست دی جاتی ہے۔ نماز بھی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست پیش کرنے کا دوسرا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (البقرة: ۴۵)

(تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے)

⑧ حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی علیہ السلام کے گھر والوں کو تنگی پیش آتی تو آپ ﷺ انہیں نماز کا حکم فرماتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طٰہٰ: ۱۳۲)

(اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں)

⑨ ایک حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ذرؓ قال قال رسول الله ﷺ ان العبد المسلم ليصلي الصلوٰة يريد بها وجه الله فتهافت عنه ذنوبه كما تها فت هذا الورق عن هذه الشجرة (احمد)

(حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۲۱) نماز تکبیر تحریمہ سے کیوں شروع ہوتی ہے؟

دنیا کے بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب وہ عوام کے سامنے جلوہ افروز ہونے لگیں تو پہلے مجمع اکٹھا ہوتا ہے۔ پھر جب بادشاہ آنے والا ہو تو ایک کارندہ اونچی آواز سے کہتا ہے باادب...... باملاحظہ...... ہوشیار...... یہ الفاظ سنتے ہی سب لوگ مؤدب ہو کر بادشاہ کا استقبال کرتے ہیں۔

نماز میں مؤمنین کے سامنے ذات الٰہی خود جلوہ گر ہوتی ہے۔ لہٰذا نماز شروع ہونے سے پہلے سب نمازی صفیں بنا کر سلیقے طریقے سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر امام بلند آواز سے اللہ اکبر کے الفاظ کہتا ہے تا کہ عظمت الٰہی کا استحضار حاصل ہو۔ مقتدی بھی اللہ اکبر کے الفاظ کہہ کر ادب سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے ہوئے۔ نگاہیں جھکائے ہوئے۔ دل پر عظمت الٰہی کا خیال ہوتا ہے چہرے پر خوف کے آثار ہوتے ہیں۔ اور زبان سے سبحانک اللھم کے الفاظ سے شہنشاہ عالم حقیقی کی تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

(۲۲) تکبیر کے وقت ہاتھ کیوں کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں؟

علمی نکتہ ۱ ہاتھ کانوں کی لو تک اس لئے بلند کئے جاتے ہیں تا کہ قول و فعل کے درمیان مطابقت ہو جائے۔ زبان سے اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی شان کا اظہار کیا اور دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر اس کے عالی مکان ہونے کا اشارہ کیا۔ پس ہمارا پروردگار بڑا عالی شان اور عالی مکان والا ہے۔

علمی نکتہ ۲ انسان کسی چیز سے لاعلمی ظاہر کرنے کے لئے کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے۔

گئی تو سارے اعمال درست ہو جائیں گے اور اگر نماز خراب ہو گئی تو سارے اعمال خراب ہو جائیں گے]

ایک حدیث پاک میں ہے۔

اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة من عمله صلاته فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر

(ترمذی)

[قیامت کے دن سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز درست ہو گئی تو وہ فلاح پا گیا اور کامیاب ہو گیا اور اگر نماز خراب ہو گئی تو وہ برباد ہوا اور نقصان اٹھایا]

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نظر کسی غیر محرم عورت پر پڑ گئی۔ عورت کے حسن و جمال نے مرد کے دل کو اپنی طرف مائل کیا حتیٰ کہ مرد نے مغلوب الحال ہو کر عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس پر خوف خدا غالب ہوا کہ میں نے تو حکم الٰہی کی خلاف ورزی کر لی۔ چنانچہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ نبی علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس آدمی کا رو رو کر برا حال ہوا۔ ندامت کی آگ نے ان کے دل کو بیقرار کر دیا۔ وہ مسلسل توبہ واستغفار میں لگے رہے حتیٰ کہ نبی علیہ السلام پر قرآن کی یہ آیت اتری

"اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰاکِرِیْنَ

[البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو۔ یہ یادگاری ہے یاد کرنے والوں کے لئے] (ھود: ۱۱۴)

نبی علیہ السلام نے اس آدمی کو بلا کر خوشخبری سنائی کہ تیرا رونا دھونا قبول ہو گیا۔

شاید اسی لئے شاعر نے کہا۔

؎ کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبیں نیاز میں

کعبۃ اللہ درحقیقت بیت اللہ ہے شعائر اللہ میں سے ہے لہٰذا اس کی طرف توجہ کرنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک سائل کسی بڑے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہے۔اس کے سامنے آداب بندگی بجالا رہا ہے۔حدیث پاک میں ہے۔

الساجد یسجد علی قدمی الله

(سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے)

علمی نکتہ ۲ کبریائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو بجتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ

(بڑائی میری چادر ہے)

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ مخلوق کے دل سے تکبر نکل جائے اور عاجزی آجائے۔فرشتوں نے تخلیق آدم کے وقت اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھا۔اللہ تعالیٰ نے ''انا'' توڑنے کے لئے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرو۔جس نے سجدہ نہ کیا وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔اب آدم علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ میں مسجود الملائکۃ ہوں۔ان کی ''انا'' توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مٹی پتھر کے گھر کی طرف سجدہ کرو۔ معلوم ہوا کہ اصلی مقصود حکم الٰہی کو پورا کرنا ہے۔

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اگر کوئی شخص یہ نیت کرے کہ میں کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں تو درمختار میں لکھا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ہم نے پتھر کو نہیں پوجنا بلکہ پروردگار کے حکم کو پورا کرنا ہے۔اپنی ''انا'' کو توڑنا ہے۔

⑲ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری کر دی جائے گی۔ (رواہ الترمذی۔ابن ماجہ۔حاکم)

⑳ ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ گھر میں (نفل) پڑھنا نور ہے۔پس نماز سے اپنے گھروں کو منور کرو (جامع الصغیر)

㉑ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ پانچوں نمازیں درمیانی اوقات کے لئے کفارہ ہیں۔

㉒ مشائخ کرام کا ارشاد ہے کہ نفل پڑھنے میں سستی نہ کرو۔ کیا معلوم کس جگہ کا کیا ہوا سجدہ اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائے۔

㉓ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سوتے وقت ارادہ کرے کہ تہجد پڑھوں گا پھر گہری نیند کیوجہ سے آنکھ نہ کھلے تو اسکو ثواب ملے گا۔ (ترغیب و ترہیب)

㉔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نمازی غلام کو مارنے سے منع فرماتے تھے۔ (چہل حدیث)

نماز چھوڑنے پر وعیدیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ . الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلوٰتِهِمْ سَاهُوْنَ (ماعون:۵)

(پس خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں)

مفسرین نے بے خبر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز کے وقت بے خبر ہو اور وہ شخص بھی اسی میں شامل ہے جو اکثر نماز کی رکعات سے بے خبر ہو

ان سات راحتوں کے بدلے نماز میں سات فرض مقرر ہوئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا ہو سکے۔ جس طرح ظاہری اعضاء میں اتحاد ہے کہ ایک کی تکلیف سے سب کی راحت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح فرائض میں اتصال ہے۔ ایک فرض چھوٹنے پر نماز باطل ہو جاتی ہے۔

علمی نکتہ ۳ انسان سات چیزوں سے مل کر بنا ہے

(۱) گوشت (۲) پٹھے (۳) رگیں (۴) خون (۵) ہڈیاں

(۶) مغز (۷) جلد

ان تمام اعضاء کے شکریہ کے طور پر نماز میں سات فرض مقرر کئے گئے۔

علمی نکتہ ۴ جہنم کے سات دروازے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے لھا سبعة ابواب (جہنم کے سات دروازے ہیں) اللہ تعالیٰ نے نماز میں سات فرض مقرر فرمائے تا کہ نمازی آدمی جہنم کے ساتوں دروازوں سے بچ جائے یعنی نجات پا جائے۔

۱۸ دن رات کی نمازوں میں سترہ رکعتیں فرض کیوں ہیں؟

علمی نکتہ ۱ معراج کی رات نبی علیہ السلام کو سترہ نعمتیں ملیں

(۱) مسجد اقصیٰ کو دیکھا۔

(۲) پیغمبروں کی امامت۔

(۳ تا ۹) ساتوں آسمان کی سیر کی۔

(۱۰) ملائکہ مقربین سے ملاقات کی۔

(۱۱) جہنم کی سیر۔

(۱۲) جنت کی سیر۔

(۱۳) لوح قلم کو دیکھا۔

وقت ایمان سلب کرلیا جاتا ہے۔

④ ایک حدیث پاک میں ہے

من ترک الصلوٰۃ فقد ھدم الدین

[جس نے نماز کو چھوڑا پس تحقیق اس نے دین کو گرا دیا]

⑤ ایک حدیث پاک میں ہے

لا ایمان لمن لا صلوۃ له

[اس کا ایمان نہیں جس میں نماز نہیں]

⑥ ایک حدیث پاک میں ہے

کان اصحاب رسول الله ﷺ لا یرون شیئا من الاعمال ترکه کفر غیر الصلوٰۃ (ترمذی)

[رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نماز کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے]

⑦ ایک حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے

فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ اَشْرَكَ

[جس نے نماز کو چھوڑا اس نے شرک کیا]

⑧ حضرت ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

من ترک الصلوٰۃ متعمداً کتب اسمه علی باب النار ممن یدخلھا (مکاشفۃ القلوب)

[جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ جہنم میں داخل ہوگا]

(۱) سردی کا پتہ چلانا (۲) گرمی کا پتہ چلانا (۳) چیز کی نرمی کا پتہ چلانا
(۴) چیز کی سختی کا پتہ چلانا۔

ظہر کی نماز کی چار رکعتیں فرض ہوئیں تا کہ اس نعمت کا شکر ادا ہو سکے۔

قوت ذائقہ: زبان چار قسم کا ذائقہ معلوم کرسکتی ہے

(۱) میٹھا (۲) کڑوا (3) نمکین (۴) ترش

اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے عصر کی چار رکعتیں فرض ہوئی۔

قوت باصرہ: انسان کی آنکھ ایک وقت میں تین طرف دیکھ سکتی ہے

(۱) سامنے (۲) دائیں (۳) بائیں (پیچھے دیکھنے سے قاصر ہے)

تینوں طرف اوپر سے نیچے تک دیکھ سکتی ہے۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے مغرب کی تین رکعتیں فرض فرمائیں۔

قربان جائیے پروردگار عالم کی رحمتوں پر کہ جسکی وجہ سے نعمتوں کا شکر ادا کرنا آسان ہو گیا۔ ورنہ تو انسان ساری زندگی اپنا سر سجدے میں ڈال کر پڑا رہے تو بھی نعمتوں کا حق ادا نہیں کرسکتا۔

(علمی نکتہ ۲) اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنایا۔ اب نہ تو مٹی میں پرواز کرنے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی انسان کو پر عطا ہوئے کہ جن کے ساتھ انسان پرواز کر سکے۔ پروردگار عالم چاہتے تھے کہ انسان کو جسمانی پرواز تو نہیں ملی روحانی پرواز نصیب ہونی چاہیے۔ تا کہ یہ عالم ملکوت کے انوار و برکات سے جھولیاں بھر سکے۔ اس لئے پانچ نمازیں فرض فرمادیں جن سے فرشتوں کے ساتھ عبادت والی مناسبت حاصل ہوگئی۔ کیونکہ فرشتوں کے دو دو تین تین اور چار چار پر ہیں جن سے وہ پرواز کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

گھر کہلاتا ہے ہر بچھو خچر کے برابر ہوگا۔اس میں بے نمازی کو عذاب دیا جائیگا۔

⑯ فقیہ ابولیث سمرقندی نے قرة العیون میں نبی علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑے گا اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔اس شخص کو اس دروازے سے گزرنا ہی پڑے گا۔

⑰ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں بے نمازی عورت مرتد ہو جاتی ہے۔

⑱ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ جو عورت سمجھانے کے باوجود بے نمازی بنی رہے اسے طلاق دے دو۔اگر چہ مہر ادا کرنا مشکل ہو۔قیامت کے دن قرض کا بوجھ لیکر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا بہتر ہے بہ نسبت بے نمازی کا خاوند بن کر پیش ہونے کے۔

⑲ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ منحوس دن میں اپنی بیوی سے صحبت کریگا۔ شیخ عبدالعزیز دیرینی نے کہا کہ جس دن فجر کی نماز قضا ہو جائے اس دن صحبت کرو کہ وہ تمہارے لئے منحوس دن ہے۔

⑳ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل کتاب کے لئے اپنی جائیداد وقف کرنا جائز ہے مگر بے نمازی کے لئے نا جائز ہے۔

㉑ ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ روز محشر بے نمازی کی پیشانی پر تین سطریں لکھی جائیں گی:

- اے اللہ کے حق کے ضائع کرنے والے
- اے اللہ کے غضب کے مستحق
- جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا اس طرح آج اس کی رحمت سے مایوس ہے۔

㉒ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن حکومت کی وجہ سے نماز میں سستی کرنے

ساتھیوں نے کہا:

اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (ہم تو پکڑے گئے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مَعِیَ رَبِّی سَیَهْدِیْن (میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے راہ بتائے گا)

اللہ رب العزت نے مدد فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پار اتر گئے۔ فرعون اور اسکا لشکر غرق ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار خوشیاں ملیں۔

(۱) اپنی جان سلامت رہی۔

(۲) بنی اسرائیل کے لوگ سلامت رہے۔

(۳) فرعون غرق ہوا۔

(۴) فرعون کے مددگار غرق ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے شکرانے میں عشاء کے وقت چار رکعت نماز پڑھی۔ امت مسلمہ چونکہ تمام انبیاء کے کمالات کی جامع ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے چار رکعت نماز فرض کر دی۔

علمی نکتہ ۴ نبی علیہ السلام کو معراج عشاء کے بعد نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر عشا کی نماز فرض فرما دی تا کہ ہر ایک کو اس کے درجے کے مطابق روحانی معراج حاصل ہو سکے۔ ارشاد فرمایا

الصلوٰة معراج المؤمن (نماز مومن کی معراج ہے).

نماز کی کیفیت کے متعلق فرمایا

ان تعبدو الله کانک تراه

(تو عبادت ایسے کر جیسے کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے)

جماعت کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ (البقرة:۴۳)

(رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ)

مؤمن کو چاہیے کہ نماز با جماعت کا اہتمام کرے۔ اگر کسی سخی کے دروازے پر اکیلا فقیر جا پہنچے تو اس بات کا امکان ہے کہ اسے ٹال دیا جائے اور دروازے پر فقراء کا ہجوم لگ جائے تو سخی ان کو خیرات دیئے بغیر واپس نہ کرے گا۔ نماز با جماعت کی اہمیت سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ تھوڑا پانی ہو تو ہر اعتبار سے پاک ہونا ضروری ہے ،وہ ذرا سی نجاست کا متحمل نہیں ہو سکتا اور اگر پانی کی مقدار کثیر ہو تو چھوٹی موٹی نجاست اس میں پڑ جانے سے بھی پانی پاک و طاہر و مطہر ہی رہتا ہے۔ اگر کسی شخص نے اکیلے نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہے قبول کرے یا نہ کرے، ممکن ہے ذرا سی کوتاہی پر نماز کو رد کر دیا جائے لیکن اگر نماز با جماعت ہوئی تو اس میں اگر کسی ایک کی نماز قبول ہو گئی تو اس کی برکت سے سب کی نماز قبول کر لی جائے گی۔ اللہ رب العزت کی رحمت سے بعید ہے کہ عمل سب نے مل کر کیا ہو پھر بعض کی نماز قبول اور بعض کی نا مقبول کرے۔ نماز با جماعت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے چند احادیث پیش کی

بدست زندہ۔ بقول شخصے:

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

علمی نکتہ ۴ مغرب کے وقت دن ختم ہوا۔ حق بنتا ہے کہ مؤمن دن بھر کی نعمتوں کا بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کرے۔ پروردگار عالم نے نماز فرض فرمادی تاکہ مؤمن نماز ادا کرے گا تو میں اسے اپنے شکرگزار بندوں میں شامل کر کے اپنی نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔

علمی نکتہ ۵ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد سے کئی سال جدا رہے۔ جب قاصد مغرب کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کا جبہ لایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر لگانے سے بینائی واپس آگئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو تین خوشیاں نصیب ہوئیں۔

(۱) بصارت واپس ملنے کی خوشی۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کی جان سلامت ہونے کی خوشی۔

(۳) حضرت یوسف علیہ السلام کے ایمان سلامت ہونے کی خوشی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر تین رکعت ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مغرب کی نماز فرض فرمادی تاکہ جو اسے باقاعدگی سے پڑھے گا اسے قیامت کے دن اپنے "یوسف" (محبوب حقیقی) سے ملاقات نصیب ہوگی۔

۱۵ عشاء کے وقت نماز کیوں فرض کی گئی؟

علمی نکتہ ۱ عشاء کے وقت کا اندھیرا قبر اور قیامت کے اندھیرے سے مشابہت رکھتا ہے۔ عشاء کی نماز فرض ہوئی تاکہ ظلمت نور سے بدل سکے۔ حدیث پاک میں ہے الصلوٰۃ نور (نماز نور ہے) جو شخص عشاء کی نماز اہتمام سے پڑھے گا رزقه الله نورا فی قبرہٖ (اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو منور کردیں گے) حدیث پاک میں ہے۔

ہی شمار ہوتا ہے]

(۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی ایک فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلّی للّٰہ اربعین یوماً فی جماعة یدرک التکبیرۃ الاولیٰ کتب له برائتان . براء ة من النار وبراء ة من النفاق (ترمذی)

[جس نے چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو قسم کی برأت لکھتے ہیں (۱) جہنم کی برأت (۲) نفاق سے برأت]

(۴) ایک روایت میں ہے

تکبیر الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیها

[تکبیر تحریمہ دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے]

تکبیر اولیٰ سے مراد یہ کہ امام جب پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے تو مقتدی اسی وقت نماز میں شریک ہو جائے۔ بعض نے فرمایا کہ امام کی قرأت شروع ہونے سے پہلے شامل ہو جائے۔ بعض نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہی جاتی ہے اس میں شریک ہو جانے پر یہ اجر مل جاتا ہے۔

(۵) ایک حدیث پاک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا من الامام فآمنوا فمن وافق تامینه تامین الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه

(جب امام آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو

تجمع ملائكة الليل وملائكة النهار فى صلوٰة العصر

(دن رات کے فرشتے عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں)

سبحان اللہ۔ جن فرشتوں نے انسان کو مفسد اور خونریز کہہ کر جہان بھر کے الزامات ان کے سر تھوپ دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کی زبان سے مؤمن کو عابد۔ زاہد اور نمازی کہلواتے ہیں۔ پھر تمام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ مؤمنین کی مغفرت کے لئے دعا کرو۔

حدیث پاک میں ہے۔

فلا يبقىٰ ملك فى السمٰوٰت والارض الا استغفر لهم ومن استغفر لهم الملائكة لم اعذبه

[آسمانوں اور زمین میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہوتا جو ان کے لئے استغفار نہ کرے اور جس کے لئے فرشتے استغفار کریں گے اسے عذاب نہ دیں گے]

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھیے کہ کہ جس گروہ نے بنی آدم کو گنہگار کہا۔ ان کی زبان سے استغفار کروایا۔ پھر اس استغفار کو بہانہ بنا کر اپنے فضل و کرم سے گنہگار بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

علمی نکتہ ۵ قبر میں جب نکیرین سوال کے لئے آتے ہیں تو مؤمن کو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا عصر کی نماز کا وقت ہے۔ چونکہ عصر کی نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا عادی تھا لہٰذا اس وقت نکیرین کے سوالوں کا جواب آسان ہو جاتا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ ماحول کو دیکھ کر بھولی ہوئی باتیں بھی یاد آ جاتی ہیں۔ مؤمن دیکھے گا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تو اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف جائے گی۔ جب منکر نکیر پوچھیں گے کہ من ربک تو وہ بآسانی کہہ سکے گا ربی الله ۔ شریعت میں عصر

(مسلم)

[میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنے نوجوانوں (صحابہ) کو حکم دوں کہ وہ میرے لئے لکڑیوں کا گٹھا جمع کریں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بغیر عذر کے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں]

⑨ سلف صالحین کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو تین دن تک غمزدہ رہتے اور اگر جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک اثر رہتا۔

⑩ مشائخ نے لکھا ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی ظلمت ونحوست کی وجہ سے نماز باجماعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

⑪ محمد بن واسع فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) ایسا دوست جو لغزشوں پر تنبیہ کرے

(۲) نماز باجماعت

(۳) بقدر ضرورت روزی

⑫ سلیمان بن ابی حثمہ جلیل القدر لوگوں میں سے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک دن وہ اتفاق سے وہ صبح کی نماز میں مسجد میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے گھر کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی والدہ سے پوچھا کہ سلیمان آج نماز میں نہیں آئے۔ والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہے، نیند کے غلبے کی وجہ سے آنکھ لگ گئی۔ آپؓ نے فرمایا میں صبح کی نماز میں شریک ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔

⑬ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے

(وہ مومن فلاح پا گئے جو خشوع سے نماز ادا کرتے ہیں) (المؤمنون:۲)

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر ظہر کی نماز فرض فرمائی تا کہ ان کو جہنم سے نجات مل جائے۔حدیث پاک میں ہے

فمن صلها حرم الله جسده على النار

(جس نے ظہر کی نماز ادا کی اللہ تعالیٰ اسکے جسم پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں)

۱۳ عصر کے وقت نماز کیوں فرض ہوئی؟

علمی نکتہ ۱ حضرت آدم علیہ السلام نے عصر کے وقت گندم کا دانہ کھایا تھا جسکی وجہ سے دنیا کے قید خانے میں بھیج دیئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نماز فرض کر دی تا کہ اس نماز کی برکت سے امت قید خانے سے نکل کر واپس اپنے گھر (جنت) جانے کی حقدار بن جائے۔

علمی نکتہ ۲ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہوئے تو چار اندھیروں کیوجہ سے گھبرا گئے۔

(۱) رات کا اندھیرا

(۲) بادلوں کا اندھیرا

(۳) دریا کا اندھیرا

(۴) مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۸۷)

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو پاک ہے میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں)

نماز کے اسرار و رموز

۱ نماز میں انسان کو اجتماعیت کا سبق سکھایا گیا ہے۔سب نمازی ایک امام کے پیچھے ایک قبلہ کی طرف منہ کر کے ایک خدا کے سامنے جھک رہے ہوتے ہیں۔معلوم ہوا کہ سب کا مقصد زندگی بھی ایک ہی ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے سب کو مل جل کر رہنا ہوگا۔اسی لئے دین اسلام نے رہبانیت کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے فرمایا

وَ رَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ (الحدید:۲۷)

(اور رہبانیت یعنی دنیا کا چھوڑ دینا یہ انہوں نے نئی بات نکالی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی)

گویا دین اسلام نے واشگاف الفاظ میں انسانیت کو یہ پیغام خداوندی پہنچایا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا راستہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں بلکہ انہی گلی کوچوں بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔تم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتے ہوئے آپس میں رحیم و کریم بن کر زندگی گزارو تا کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَة کے جلوے ہر سو نظر آئیں۔

۲ نماز میں انسان کو مساوات کا سبق سکھایا گیا ہے۔زبان۔رنگ۔اور نسل کے

(میں اپنی توجہ کرتا ہوں آسمانوں اور زمین کی پیدا کرنے والے کی طرف اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں)۔

اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کا یہ موحدانہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس وقت کو اپنی عبادت کے لئے پسند فرما لیا۔ چونکہ مؤمنوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سچی محبت ہوتی ہے ارشا باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِ بْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ

(بے شک لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیمؑ سے ان کو تھی جو انکے ساتھ تھے اور اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) (آل عمران:٦٨)

پس اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر ظہر کی نماز فرض فرمادی۔

علمی نکتہ ۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے منیٰ تک لے گئے۔ جب ذبح کے لئے لٹایا تو دوپہر ڈھل چکی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چار غم لاحق تھے۔

(۱) قربانی والا حکم الٰہی پورا ہو جائے

(۲) اسماعیل علیہ السلام نے چھوٹی عمر میں قربان ہونا پسند کرلیا۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے

(۳) سیدہ ہاجرہؓ پوچھیں گی تو کیا جواب دوں گا۔

(۴) سیدہ ہاجرہؓ اکیلی مکہ مکرمہ میں کیسے رہے گی۔

جب اللہ تعالیٰ نے دنبے کی قربانی کے ذریعے چاروں غم دور کردیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شکرانے کے چار نوافل ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا پسند فرمایا کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظہر کی چار رکعت فرض فرمادی۔

علمی نکتہ ۳ دنیا میں سورج سب سے زیادہ روشن ستارہ ہے۔ اس کی پوجا کی جاتی

کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سب راستے بند ہو چکے ہیں سوائے نبی علیہ السلام کی پیروی والے راستے کے۔ یہی بات حدیث پاک میں بھی وارد ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ سے فرمایا ''اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کرنے کے سوا چارہ نہیں تھا''۔ مومن کو چاہیے کہ کوشش کرتا رہے کہ پوری زندگی نماز کی ترتیب پر آجائے۔

۴ عام دستور ہے کہ کسی دفتر سے کوئی کام کروانا ہو تو درخواست دینی پڑتی ہے۔ افسر اعلیٰ اس درخواست کو قبول یا رد کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ نماز بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرنے کا باضابطہ طریقہ ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی آپ دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا کرتے تھے اور یہی عمل صحابہ کرامؓ کو بھی سکھایا کرتے تھے۔

مؤمن کو چاہیے کہ ہر مشکل وقت میں دو رکعت پڑھ کر اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹایا کرے۔ بقول شخصے

میں ترے سامنے جھک رہا ہوں خدا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
مجھ پہ جب بھی مصیبت بنی ہے
وہ تیرے نام سے ہی ٹلی ہے
مشکلیں حل کرو سب کے مشکل کشا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

۵ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت۔ رکوع میں جاتے ہوئے۔ سجدے میں جاتے ہوئے۔ سجدہ سے اٹھتے ہوئے۔ التحیات میں بیٹھتے ہوئے امام فقط اللہ اکبر کے الفاظ

علمی نکتہ ۳ رات بھر انسان کے پاس دو فرشتے رہتے ہیں جو فجر کے بعد عرش الٰہی پر واپس جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں مسجدوں میں نماز پڑھتے ہوئے اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہوئے چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو۔ تم نے ہی کہا تھا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا (کیا آپ بنائیں گے اسکو جو زمین میں فساد مچائے گا) جبکہ میں نے کہا تھا اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) دیکھا میری بات پوری ہوئی کہ میرے بندوں نے فساد مچانے کی بجائے میری عبادت میں اپنا وقت گزارا۔ پس تم گواہ رہنا کہ ان کی عبادت کے بدلے میں نے انہیں بخشش عطا فرمادی۔ سبحان اللہ۔

علمی نکتہ ۴ جنت میں رات ہوگی نہ دن، سخت سردی ہوگی اور نہ گرمی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا یَرَوۡنَ فِیۡهَا شَمۡسًا وَّ لَا زَمۡهَرِیۡرًا (الدھر:۱۳)

(نہ وہ اس میں سورج دیکھیں گے نہ سردی)

ایسا نورانی وقت ہوگا جیسے صبح کا وقت۔ اس وقت کو دیدار الٰہی کے وقت کے ساتھ کامل مناسبت ہے۔ پس جو شخص فجر کی نماز اہتمام سے پڑھے گا اسے بدلے کے طور پر جنت میں دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے'

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ (الرحمٰن:۶۰)

(احسان کا بدلہ احسان ہی ہے)

پس نمازی کو فجر کی نماز میں حاضری کے بدلے حضوری ملے گی، سجدوں کے بدلے دیدار الٰہی ملے گا اور عبادت کے بدلے معبود کی ملاقات نصیب ہوگی۔ نیند سے

۔ایک میں توحید افعالی ہے اور دوسرے میں توحید اعتقادی ہے۔ پھر نماز فجر کی پہلی دو سنتوں میں یہی دو سورتیں پڑھنا سنت ہے۔ گویا مؤمن جس شان پہ سویا اسی شان پہ جاگا۔ حدیث پاک میں ہے **کما تموتون تحیون** ۔تم جس حال میں مروگے قیامت کے دن اسی حال میں اٹھوگے۔ انسانی زندگی کا یہی روشن اصول ہے۔

۹ علمی نکتہ

تفسیر علائی میں سورۃ عنکبوت کے تحت لکھا ہے کہ نماز موحدین کی شادی ہے۔ اس میں رنگ برنگ کی عبادات جمع ہیں۔ اس کے بدلے مؤمن کو جنت عطا کی جائے گی چونکہ اس میں رنگ برنگ کی نعمتیں جمع ہوں گی۔ مؤمن کو ہر رکعت کے بدلے ایک حور ملے گی اور ہر سجدے کے بدلے کم از کم ایک مرتبہ دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔

۱۰ نمازوں کی تعداد پانچ کیوں ہے؟

دستور یہ ہے کہ **فعل الحکیم لا یخلو اعن الحکمۃ** (دانا کا فعل دانائی سے خالی نہیں ہوتا) پانچ نمازوں کی چند حکمتیں درج ذیل ہیں۔

علمی نکتہ ۱ جب نبی علیہ السلام معراج کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کے لئے پچاس نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا۔ پھر نبی علیہ السلام کی بار بار شفاعت پر پنتالیس نمازیں معاف کردی گئیں۔ مگر اصول بنادیا کہ **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا** (الانعام:۱۶۰) ''جو ایک نیکی لایا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا'' اللہ رب العزت کی شان رحمت کا اندازہ لگائیے کہ امت پانچ نمازیں پڑھے گی مگر پچاس کا اجر و ثواب پائیگی۔

عربی زبان میں صفر کو نکتہ کی مانند لکھتے ہیں۔ پروردگار عالم نے نکتہ ہٹا دیا اور امت کے لئے آسانی پیدا کردی۔ قیامت کے دن رب کریم کی نکتہ نوازی کا ظہور ہو

(۴) بیت المعمور ملائکہ کا قبلہ

(۵) وجہ اللہ۔ راہ گم کردہ متحیر انسان کا قبلہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:۱۱۵)

گویا عبادت کرنے والے پانچ قسم کے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کیں تاکہ ان کو تمام عبادت گزاروں سے مناسبت ہو اور سب کی عبادت کے بقدر ان کو عبادت کرنے کا اجر وثواب حاصل ہو۔

علمی نکتہ ۸ انسان کی دنیاوی زندگی ختم ہونے پر اسے پانچ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۱) سکرات موت

(۲) عذاب قبر

(۳) روز محشر نامہ اعمال کا ملنا

(۴) پل صراط سے گزرنا

(۵) جنت کے دروازے سے گزرنا۔

جو شخص پانچ نمازیں ادا کریگا اللہ تعالیٰ اس کی پانچ مصیبتوں کو آسان فرمادیں گے۔ حافظ ابن حجر نے زواجر میں حدیث نقل کی ہے۔

من حافظ على الصلوٰة اكرمه الله بخمس خصال . يرفع عند ضيق الموت وعذاب القبر ويطيه الله بيمينه ويمر على الصراط كالبرق ويدخل الجنة بغير حساب .

(جس نے نمازوں کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ پانچ خصلتوں سے اسکا اکرام فرمائے گا۔ اوّل موت کی سختی سے بچائے گا۔ دوسرے قبر کے عذاب سے

فرمان باری تعالیٰ ہے

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ

(میرے بندوں میں سے تھوڑے میرے شکر گزار ہیں)

علمی نکتہ ۴ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو پانچ نعمتیں مل گئیں وہ سمجھ لے کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں۔

(۱) شکر کرنے والی زبان

(۲) ذکر کرنے والا دل

(۳) مشقت اٹھانے والا بدن

(۴) نیک بیوی

(۵) سہولت کی روزی۔

پانچ نمازیں ان پانچ نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

علمی نکتہ ۵ انسانی زندگی کی پانچ حالتیں ممکن ہیں

(۱) کھڑا ہونا (۲) بیٹھنا (۳) لیٹنا (۴) جاگنا (۵) سونا۔

ان پانچ حالتوں میں انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر انسان ہر نعمت کا حق ادا کرنا چاہے تو وہ حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب ہم نعمتوں کو گن ہی نہیں سکتے تو ان کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ظاہراً ناممکن نظر آتا ہے۔ پروردگار عالم نے احسان فرمایا کہ انسان پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں۔

پس جو شخص اہتمام کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کریگا وہ زندگی کی ہر حالت میں ہونے والی اللہ تعالیٰ کی ہر ہر نعمت کا شکر ادا کرنے والا بن جائے گا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ

(میرے بندوں میں سے تھوڑے میرے شکرگزار ہیں)

علمی نکتہ ۴ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو پانچ نعمتیں مل گئیں وہ سمجھ لے کہ مجھے دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں۔

(۱) شکر کرنے والی زبان

(۲) ذکر کرنے والا دل

(۳) مشقت اٹھانے والا بدن

(۴) نیک بیوی

(۵) سہولت کی روزی۔

پانچ نمازیں ان پانچ نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کافی ہیں۔

علمی نکتہ ۵ انسانی زندگی کی پانچ حالتیں ممکن ہیں

(۱) کھڑا ہونا (۲) بیٹھنا (۳) لیٹنا (۴) جاگنا (۵) سونا۔

ان پانچ حالتوں میں انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر انسان ہر نعمت کا حق ادا کرنا چاہے تو وہ حق ادا کر ہی نہیں سکتا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جب ہم نعمتوں کو گن ہی نہیں سکتے تو ان کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ظاہراً ناممکن نظر آتا ہے۔ پروردگار عالم نے احسان فرمایا کہ انسان پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں۔

پس جو شخص اہتمام کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کریگا وہ زندگی کی ہر حالت میں ہونے والی اللہ تعالیٰ کی ہر ہر نعمت کا شکر ادا کرنے والا بن جائے گا۔

(۴) بیت المعمور ملائکہ کا قبلہ

(۵) وجہ اللہ۔ راہ گم کردہ متحیر انسان کا قبلہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْ فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:۱۱۵)

گویا عبادت کرنے والے پانچ قسم کے لوگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کیں تاکہ ان کو تمام عبادت گزاروں سے مناسبت ہو اور سب کی عبادت کے بقدر ان کو عبادت کرنے کا اجر وثواب حاصل ہو۔

علمی نکتہ ۸ انسان کی دنیاوی زندگی ختم ہونے پر اسے پانچ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۱) سکرات موت

(۲) عذاب قبر

(۳) روز محشر نامہ اعمال کا ملنا

(۴) پل صراط سے گزرنا

(۵) جنت کے دروازے سے گزرنا۔

جو شخص پانچ نمازیں ادا کریگا اللہ تعالیٰ اس کی پانچ مصیبتوں کو آسان فرمادیں گے۔ حافظ ابن حجر نے زواجر میں حدیث نقل کی ہے۔

من حافظ على الصلوٰة اكرمه الله بخمس خصال . يرفع عنه ضيق الموت وعذاب القبر ويطيه الله بيمينه ويمر على الصراط كالبرق ويدخل الجنة بغير حساب .

(جس نے نمازوں کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ پانچ خصلتوں سے اسکا اکرام فرمائے گا۔ اوّل موت کی سختی سے بچائے گا۔ دوسرے قبر کے عذاب سے

۔ایک میں توحید افعالی ہے اور دوسرے میں توحید اعتقادی ہے۔ پھر نماز فجر کی پہلی دو سنتوں میں یہی دو سورتیں پڑھنا سنت ہے۔ گویا مؤمن جس شان پہ سویا اسی شان پہ جاگا۔ حدیث پاک میں ہے کما تموتون تحیون۔ تم جس حال میں مروگے قیامت کے دن اسی حال میں اٹھو گے۔ انسانی زندگی کا یہی روشن اصول ہے۔

۹ علمی نکتہ

تفسیر علائی میں سورۃ عنکبوت کے تحت لکھا ہے کہ نماز موحدین کی شادی ہے۔ اس میں رنگ برنگ کی عبادات جمع ہیں۔ اس کے بدلے مؤمن کو جنت عطا کی جائے گی چونکہ اس میں رنگ برنگ کی نعمتیں جمع ہوں گی۔ مؤمن کو ہر رکعت کے بدلے ایک حور ملے گی اور ہر سجدے کے بدلے کم از کم ایک مرتبہ دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔

۱۰ نمازوں کی تعداد پانچ کیوں ہے؟

دستور یہ ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو ا عن الحکمة (دانا کا فعل دانائی سے خالی نہیں ہوتا) پانچ نمازوں کی چند حکمتیں درج ذیل ہیں۔

علمی نکتہ ۱ جب نبی علیہ السلام معراج کے لئے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کے لئے پچاس نمازوں کا تحفہ عطا فرمایا۔ پھر نبی علیہ السلام کی بار بار شفاعت پر پینتالیس نمازیں معاف کردی گئیں۔ مگر اصول بنا دیا کہ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام:۱۶۰) ''جو ایک نیکی لایا اسے دس گنا اجر دیا جائے گا'' اللہ رب العزت کی شان رحمت کا اندازہ لگایئے کہ امت پانچ نمازیں پڑھے گی مگر پچاس کا اجر و ثواب پائیگی۔

عربی زبان میں صفر کو نکتہ کی مانند لکھتے ہیں۔ پروردگار عالم نے نکتہ ہٹا دیا اور امت کے لئے آسانی پیدا کردی۔ قیامت کے دن رب کریم کی نکتہ نوازی کا ظہور ہو

علمی نکتہ ۳ رات بھر انسان کے پاس دو فرشتے رہتے ہیں جو فجر کے بعد عرش الٰہی پر واپس جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں مسجدوں میں نماز پڑھتے ہوئے اور تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہوئے چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو۔ تم نے ہی کہا تھا اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا (کیا آپ بنائیں گے اسکو جو زمین میں فساد مچائے گا) جبکہ میں نے کہا تھا اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) دیکھا میری بات پوری ہوئی کہ میرے بندوں نے فساد مچانے کی بجائے میری عبادت میں اپنا وقت گزارا۔ پس تم گواہ رہنا کہ ان کی عبادت کے بدلے میں نے انہیں بخشش عطا فرمادی۔ سبحان اللہ۔

علمی نکتہ ۴ جنت میں رات ہوگی نہ دن، سخت سردی ہوگی اور نہ گرمی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا (الدھر:۱۳)

(نہ وہ اس میں سورج دیکھیں گے نہ سردی)

ایسا نورانی وقت ہوگا جیسے صبح کا وقت۔ اس وقت کو دیدار الٰہی کے وقت کے ساتھ کامل مناسبت ہے۔ پس جو شخص فجر کی نماز اہتمام سے پڑھے گا اسے بدلے کے طور پر جنت میں دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے '

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن:۶۰)

(احسان کا بدلہ احسان ہی ہے)

پس نمازی کو فجر کی نماز میں حاضری کے بدلے حضوری ملے گی، سجدوں کے بدلے دیدار الٰہی ملے گا اور عبادت کے بدلے معبود کی ملاقات نصیب ہوگی۔ نیند سے

کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے سب راستے بند ہو چکے ہیں سوائے نبی علیہ السلام کی پیروی والے راستے کے۔ یہی بات حدیث پاک میں بھی وارد ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ سے فرمایا ''اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کرنے کے سوا چارہ نہیں تھا''۔ مومن کو چاہیے کہ کوشش کرتا رہے کہ پوری زندگی نماز کی ترتیب پر آجائے۔

(۴) عام دستور ہے کہ کسی دفتر سے کوئی کام کروانا ہو تو درخواست دینی پڑتی ہے۔ افسر اعلیٰ اس درخواست کو قبول یا رد کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ نماز بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست پیش کرنے کا باضابطہ طریقہ ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی آپ دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا کرتے تھے اور یہی عمل صحابہ کرامؓ کو بھی سکھایا کرتے تھے۔

مؤمن کو چاہیے کہ ہر مشکل وقت میں دو رکعت پڑھ کر اپنے رب کا دروازہ کھٹکھٹایا کرے۔ بقول شخصے

میں ترے سامنے جھک رہا ہوں خدا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
مجھ پہ جب بھی مصیبت بنی ہے
وہ تیرے نام سے ہی ٹلی ہے
مشکلیں حل کرو سب کے مشکل کشا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

(۵) نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت۔ رکوع میں جاتے ہوئے۔ سجدے میں جاتے ہوئے۔ سجدہ سے اٹھتے ہوئے۔ التحیات میں بیٹھتے ہوئے امام فقط اللہ اکبر کے الفاظ

(میں اپنی توجہ کرتا ہوں آسمانوں اور زمین کی پیدا کرنے والے کی طرف اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں)۔

اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کا یہ موحدانہ عمل اتنا پسند آیا کہ اس وقت کو اپنی عبادت کے لئے پسند فرما لیا۔ چونکہ مؤمنوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سچی محبت ہوتی ہے ارشا باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسَ بِاِ بْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ

(بے شک لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیمؑ سے ان کو تھی جو انکے ساتھ تھے اور اس نبی ﷺ کو) (آل عمران: ۶۸)

پس اللہ تعالیٰ نے امت محمد یہ پر ظہر کی نماز فرض فرما دی۔

علمی نکتہ ۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے منیٰ تک لے گئے۔ جب ذبح کے لئے لٹایا تو دوپہر ڈھل چکی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چار غم لاحق تھے۔

(۱) قربانی والا حکم الٰہی پورا ہو جائے

(۲) اسماعیل علیہ السلام نے چھوٹی عمر میں قربان ہونا پسند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے

(۳) سیدہ ہاجرہؓ پوچھیں گی تو کیا جواب دوں گا۔

(۴) سیدہ ہاجرہؓ اکیلی مکہ مکرمہ میں کیسے رہے گی۔

جب اللہ تعالیٰ نے دنبے کی قربانی کے ذریعے چاروں غم دور کر دیئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شکرانے کے چار نوافل ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اتنا پسند فرمایا کہ امت محمد یہ ﷺ پر ظہر کی چار رکعت فرض فرما دی۔

علمی نکتہ ۳ دنیا میں سورج سب سے زیادہ روشن ستارہ ہے۔ اس کی پوجا کی جاتی

باب ۸

نماز کے اسرار ورموز

① نماز میں انسان کو اجتماعیت کا سبق سکھایا گیا ہے۔سب نمازی ایک امام کے پیچھے ایک قبلہ کی طرف منہ کر کے ایک خدا کے سامنے جھک رہے ہوتے ہیں۔معلوم ہوا کہ سب کا مقصد زندگی بھی ایک ہی ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے سب کو مل جل کر رہنا ہوگا۔اسی لئے دین اسلام نے رہبانیت کی پرزور مخالفت کرتے ہوئے فرمایا

وَ رَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ (الحدید:۲۷)

(اور رہبانیت یعنی دنیا کا چھوڑ دینا یہ انہوں نے نئی بات نکالی، ہم نے ان پر فرض نہیں کی)

گویا دین اسلام نے واشگاف الفاظ میں انسانیت کو یہ پیغام خداوندی پہنچایا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا راستہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں بلکہ انہی گلی کوچوں بازاروں سے ہو کر جاتا ہے۔تم حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرتے ہوئے آپس میں رحیم وکریم بن کر زندگی گزارو تاکہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کے جلوے ہر سو نظر آئیں۔

② نماز میں انسان کو مساوات کا سبق سکھایا گیا ہے۔زبان۔رنگ۔اور نسل کے

(وہ مومن فلاح پاگئے جو خشوع سے نماز ادا کرتے ہیں) (المؤمنون:۲)

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر ظہر کی نماز فرض فرمائی تاکہ ان کو جہنم سے نجات مل جائے۔ حدیث پاک میں ہے

فمن صلها حرم الله جسده على النار

(جس نے ظہر کی نماز ادا کی اللہ تعالیٰ اسکے جسم پر جہنم کی آگ حرام کردیتے ہیں)

۱۳ عصر کے وقت نماز کیوں فرض ہوئی؟

علمی نکتہ ۱ حضرت آدم علیہ السلام نے عصر کے وقت گندم کا دانہ کھایا تھا جسکی وجہ سے دنیا کے قید خانے میں بھیج دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ پر اس وقت نماز فرض کردی تاکہ اس نماز کی برکت سے امت قید خانے سے نکل کر واپس اپنے گھر (جنت) جانے کی حقدار بن جائے۔

علمی نکتہ ۲ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہوئے تو چار اندھیروں کیوجہ سے گھبرا گئے۔

(۱) رات کا اندھیرا

(۲) بادلوں کا اندھیرا

(۳) دریا کا اندھیرا

(۴) مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء:۸۷)

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں)

(مسلم)

[میں ارادہ رکھتا ہوں کہ اپنے نوجوانوں (صحابہ) کو حکم دوں کہ وہ میرے لئے لکڑیوں کا گٹھا جمع کریں پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بغیر عذر کے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں]

(۹) سلف صالحین کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو تین دن تک غمزدہ رہتے اور اگر جماعت فوت ہو جاتی تو سات دن تک اثر رہتا۔

(۱۰) مشائخ نے لکھا ہے کہ انسان اپنے گناہوں کی ظلمت ونحوست کی وجہ سے نماز باجماعت سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۱۱) محمد بن واسع فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔

(۱) ایسا دوست جو لغزشوں پر تنبیہ کرے

(۲) نماز با جماعت

(۳) بقدر ضرورت روزی

(۱۲) سلیمان بن ابی حثمہ جلیل القدر لوگوں میں سے تھے۔حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ایک دن وہ اتفاق سے وہ صبح کی نماز میں مسجد میں موجود نہ تھے۔حضرت عمرؓ ان کے گھر کی طرف تشریف لے گئے اور ان کی والدہ سے پوچھا کہ سلیمان آج نماز میں نہیں آئے۔والدہ نے کہا کہ رات بھر نفلوں میں مشغول رہے، نیند کے غلبے کی وجہ سے آنکھ لگ گئی۔آپؓ نے فرمایا میں صبح کی نماز میں شریک ہوں یہ مجھے اسے سے پسندیدہ ہے کہ رات بھر نفلیں پڑھوں۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص دن بھر روزہ رکھتا ہے

تجمع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلوٰۃ العصر

(دن رات کے فرشتے عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں)

سبحان اللہ۔ جن فرشتوں نے انسان کو مفسد اور خونریز کہہ کر جہان بھر کے الزامات ان کے سر تھوپ دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کی زبان سے مؤمن کو عابد۔ زاہد اور نمازی کہلواتے ہیں۔ پھر تمام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ مؤمنین کی مغفرت کے لئے دعا کرو۔

حدیث پاک میں ہے۔

فلا یبقیٰ ملک فی السمٰوٰت والارض الا استغفر لھم ومن استغفرلھم الملائکۃ لم اعذبہ

[آسمانوں اور زمین میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہوتا جو ان کے لئے استغفار نہ کرے اور جس کے لئے فرشتے استغفار کریں گے اسے عذاب نہ دیں گے]

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھیے کہ کہ جس گروہ نے بنی آدم کو گنہگار کہا۔ ان کی زبان سے استغفار کروایا۔ پھر اس استغفار کو بہانہ بنا کر اپنے فضل وکرم سے گنہگار بندوں کے گناہوں کو معاف کر دیا۔

علمی نکتہ ۵ قبر میں جب نکیرین سوال کے لئے آتے ہیں تو مؤمن کو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا عصر کی نماز کا وقت ہے۔ چونکہ عصر کی نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا عادی تھا لہٰذا اس وقت نکیرین کے سوالوں کا جواب آسان ہو جاتا ہے۔ انسانی فطرت ہے کہ ماحول کو دیکھ کر بھولی ہوئی باتیں بھی یاد آ جاتی ہیں۔ مؤمن دیکھے گا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تو اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف جائے گی۔ جب منکر نکیر پوچھیں گے کہ من ربک تو وہ بآسانی کہہ سکے گا ربی اللہ۔ شریعت میں عصر

ہی شمار ہوتا ہے]

(۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کی ایک فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من صلّی للّٰہ اربعین یوماً فی جماعة یدرک التکبیرة الاولیٰ کتب له برائتان . براء ة من النار وبراء ة من النفاق (ترمذی)

[جس نے چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز ادا کی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو قسم کی برأت لکھتے ہیں (۱) جہنم کی برأت (۲) نفاق سے برأت]

(۴) ایک روایت میں ہے

تکبیر الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیھا

[تکبیر تحریمہ دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے]

تکبیر اولیٰ سے مراد یہ کہ امام جب پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھے تو مقتدی اسی وقت نماز میں شریک ہو جائے۔ بعض نے فرمایا کہ امام کی قرأت شروع ہونے سے پہلے شامل ہو جائے۔ بعض نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہی جاتی ہے اس میں شریک ہو جانے پر یہ اجر مل جاتا ہے۔

(۵) ایک حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

اذا من الامام فآمنوا فمن وافق تامینه تامین الملائکة غفر له ما تقدم من ذنبه

(جب امام آمین کہتا ہے تو ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں۔ جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہو جاتی ہے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو

بدست زندہ۔ بقول شخصے:

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

(علمی نکتہ ۴) مغرب کے وقت دن ختم ہوا۔ حق بنتا ہے کہ مؤمن دن بھر کی نعمتوں کا بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کرے۔ پروردگار عالم نے نماز فرض فرمادی تاکہ مؤمن نماز ادا کرے گا تو میں اسے اپنے شکرگزار بندوں میں شامل کر کے اپنی نعمتوں میں اضافہ کروں گا۔

(علمی نکتہ ۵) حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد سے کئی سال جدا رہے۔ جب قاصد مغرب کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کا جبہ لایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر لگانے سے بینائی واپس آ گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو تین خوشیاں نصیب ہوئیں۔

(۱) بصارت واپس ملنے کی خوشی۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام کی جان سلامت ہونے کی خوشی۔

(۳) حضرت یوسف علیہ السلام کے ایمان سلامت ہونے کی خوشی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے شکریہ کے طور پر تین رکعت ادا کیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مغرب کی نماز فرض فرمادی تاکہ جو اسے باقاعدگی سے پڑھے گا اسے قیامت کے دن اپنے ''یوسف'' (محبوب حقیقی) سے ملاقات نصیب ہوگی۔

۱۵ عشاء کے وقت نماز کیوں فرض کی گئی؟

(علمی نکتہ ۱) عشاء کے وقت کا اندھیرا قبر اور قیامت کے اندھیرے سے مشابہت رکھتا ہے۔ عشاء کی نماز فرض ہوئی تاکہ ظلمت نور سے بدل سکے۔ حدیث پاک میں ہے الصلوٰۃ نور (نماز نور ہے) جو شخص عشاء کی نماز اہتمام سے پڑھے گا رزقه الله نورا فی قبرہٖ (اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو منور کر دیں گے) حدیث پاک میں ہے۔

باب ۷

جماعت کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (البقرۃ:۴۳)

(رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ)

مؤمن کو چاہیے کہ نماز باجماعت کا اہتمام کرے۔ اگر کسی سخی کے دروازے پر اکیلا فقیر جا پہنچے تو اس بات کا امکان ہے کہ اسے ٹال دیا جائے اور دروازے پر فقراء کا ہجوم لگ جائے تو سخی ان کو خیرات دیئے بغیر واپس نہ کرے گا۔ نماز باجماعت کی اہمیت سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ تھوڑا پانی ہو تو ہر اعتبار سے پاک ہونا ضروری ہے ،وہ ذرا سی نجاست کا متحمل نہیں ہو سکتا اور اگر پانی کی مقدار کثیر ہو تو چھوٹی موٹی نجاست اس میں پڑ جانے سے بھی پانی پاک وطاہر ومطہر ہی رہتا ہے۔ اگر کسی شخص نے اکیلے نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کی مرضی چاہے قبول کرے یا نہ کرے، ممکن ہے ذرا سی کوتاہی پر نماز کو رد کر دیا جائے لیکن اگر نماز باجماعت ہوئی تو اس میں اگر کسی ایک کی نماز قبول ہوگئی تو اس کی برکت سے سب کی نماز قبول کر لی جائے گی۔ اللہ رب العزت کی رحمت سے بعید ہے کہ عمل سب نے مل کر کیا ہو پھر بعض کی نماز قبول اور بعض کی نا مقبول کرے۔ نماز باجماعت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے چند احادیث پیش کی

ساتھیوں نے کہا:

اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (ہم تو پکڑے گئے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ مَعِیَ رَبِّی سَیَهْدِیْن (میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے راہ بتائے گا)

اللہ رب العزت نے مدد فرمائی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پار اتر گئے۔ فرعون اور اسکا لشکر غرق ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار خوشیاں ملیں۔

(۱) اپنی جان سلامت رہی۔

(۲) بنی اسرائیل کے لوگ سلامت رہے۔

(۳) فرعون غرق ہوا۔

(۴) فرعون کے مددگار غرق ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے شکرانے میں عشاء کے وقت چار رکعت نماز پڑھی۔ امت مسلمہ چونکہ تمام انبیاء کے کمالات کی جامع ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے چار رکعت نماز فرض کر دی۔

علمی نکتہ ۴ نبی علیہ السلام کو معراج عشاء کے بعد نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر عشا کی نماز فرض فرما دی تا کہ ہر ایک کو اس کے درجے کے مطابق روحانی معراج حاصل ہو سکے۔ ارشاد فرمایا

الصلوٰۃ معراج المؤمن (نماز مومن کی معراج ہے).

نماز کی کیفیت کے متعلق فرمایا

ان تعبدو الله کانک تراہ

(تو عبادت ایسے کر جیسے کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے)

گھر کہلاتا ہے ہر بچھو خچر کے برابر ہوگا۔اس میں بے نمازی کو عذاب دیا جائیگا۔

⑯ فقیہ ابو للیث سمرقندی نے قرة العیون میں نبی علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑے گا اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔اس شخص کو اس دروازے سے گزرنا ہی پڑے گا۔

⑰ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں بے نمازی عورت مرتد ہو جاتی ہے۔

⑱ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ جو عورت سمجھانے کے باوجود بے نمازی بنی رہے اسے طلاق دے دو۔اگرچہ مہر ادا کرنا مشکل ہو۔قیامت کے دن قرض کا بوجھ لیکر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا بہتر ہے بہ نسبت بے نمازی کا خاوند بن کر پیش ہونے کے۔

⑲ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ منحوس دن میں اپنی بیوی سے صحبت کریگا۔شیخ عبدالعزیز دیرینی نے کہا کہ جس دن فجر کی نماز قضا ہو جائے اس دن صحبت کرو کہ وہ تمہارے لئے منحوس دن ہے۔

⑳ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل کتاب کے لئے اپنی جائیداد وقف کرنا جائز ہے مگر بے نمازی کے لئے ناجائز ہے۔

㉑ ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ روز محشر بے نمازی کی پیشانی پر تین سطریں لکھی جائیں گی:

- اے اللہ کے حق کے ضائع کرنے والے
- اے اللہ کے غضب کے مستحق
- جس طرح تو نے اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا اس طرح آج اس کی رحمت سے مایوس ہے۔

㉒ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن حکومت کی وجہ سے نماز میں سستی کرنے

(۱) سردی کا پتہ چلانا (۲) گرمی کا پتہ چلانا (۳) چیز کی نرمی کا پتہ چلانا
(۴) چیز کی سختی کا پتہ چلانا۔

ظہر کی نماز کی چار رکعتیں فرض ہوئیں تا کہ اس نعمت کا شکر ادا ہو سکے۔

قوت ذائقہ: زبان چار قسم کا ذائقہ معلوم کر سکتی ہے

(۱) میٹھا (۲) کڑوا (3) نمکین (۴) ترش

اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے عصر کی چار رکعتیں فرض ہوئی۔

قوت باصرہ: انسان کی آنکھ ایک وقت میں تین طرف دیکھ سکتی ہے

(۱) سامنے (۲) دائیں (۳) بائیں (پیچھے دیکھنے سے قاصر ہے)

تینوں طرف اوپر سے نیچے تک دیکھ سکتی ہے۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے مغرب کی تین رکعتیں فرض فرمائیں۔

قربان جائیے پروردگار عالم کی رحمتوں پر کہ جسکی وجہ سے نعمتوں کا شکر ادا کرنا آسان ہو گیا۔ ورنہ تو انسان ساری زندگی اپنا سر سجدے میں ڈال کر پڑا رہے تو بھی نعمتوں کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

(علمی نکتہ ۱) اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنایا۔ اب نہ تو مٹی میں پرواز کرنے کی صلاحیت ہے اور نہ ہی انسان کو پر عطا ہوئے کہ جن کے ساتھ انسان پرواز کر سکے۔ پروردگار عالم چاہتے تھے کہ انسان کو جسمانی پرواز تو نہیں ملی روحانی پرواز نصیب ہونی چاہیے۔ تا کہ یہ عالم ملکوت کے انوار و برکات سے جھولیاں بھر سکے۔ اس لئے پانچ نمازیں فرض فرمادیں جن سے فرشتوں کے ساتھ عبادت والی مناسبت حاصل ہو گئی۔ کیونکہ فرشتوں کے دو دو تین تین اور چار چار پر ہیں جن سے وہ پرواز کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقت ایمان سلب کرلیا جاتا ہے۔

④ ایک حدیث پاک میں ہے

من ترک الصلوٰۃ فقد ھدم الدین

[جس نے نماز کو چھوڑا پس تحقیق اس نے دین کو گرادیا]

⑤ ایک حدیث پاک میں ہے'

لا ایمان لمن لا صلوۃ له

[اس کا ایمان نہیں جس میں نماز نہیں]

⑥ ایک حدیث پاک میں ہے'

کان اصحاب رسول الله ﷺ لا یرون شیئا من الاعمال ترکه کفر غیر الصلوٰۃ (ترمذی)

[رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نماز کے علاوہ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہیں سمجھتے تھے]

⑦ ایک حدیث پاک میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے'

فَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ اَشْرَکَ

[جس نے نماز کو چھوڑا اس نے شرک کیا]

⑧ حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'

من ترک الصلوٰۃ متعمداً کتب اسمه علی باب النار ممن یدخلھا (مکاشفۃ القلوب)

[جس نے جان بوجھ کر نماز کو چھوڑا اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ جہنم میں داخل ہوگا]

ان سات راحتوں کے بدلے نماز میں سات فرض مقرر ہوئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا ہو سکے۔ جس طرح ظاہری اعضاء میں اتحاد ہے کہ ایک کی تکلیف سے سب کی راحت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح فرائض میں اتصال ہے۔ ایک فرض چھوٹنے پر نماز باطل ہو جاتی ہے۔

علمی نکتہ ۳ انسان سات چیزوں سے مل کر بنا ہے

(۱) گوشت (۲) پٹھے (۳) رگیں (۴) خون (۵) ہڈیاں

(۶) مغز (۷) جلد

ان تمام اعضاء کے شکریہ کے طور پر نماز میں سات فرض مقرر کئے گئے۔

علمی نکتہ ۴ جہنم کے سات دروازے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے لھا سبعة ابواب (جہنم کے سات دروازے ہیں) اللہ تعالیٰ نے نماز میں سات فرض مقرر فرمائے تا کہ نمازی آدمی جہنم کے ساتوں دروازوں سے بچ جائے یعنی نجات پا جائے۔

۱۸ دن رات کی نمازوں میں سترہ رکعتیں فرض کیوں ہیں؟

معراج کی رات نبی علیہ السلام کو سترہ نعمتیں ملیں

(۱) مسجد اقصیٰ کو دیکھا۔

(۲) پیغمبروں کی امامت۔

(۳ تا ۹) ساتوں آسمان کی سیر کی۔

(۱۰) ملائکہ مقربین سے ملاقات کی۔

(۱۱) جہنم کی سیر۔

(۱۲) جنت کی سیر۔

(۱۳) لوح قلم کو دیکھا۔

(۱۹) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن فرضوں کی کمی نفلوں سے پوری کر دی جائے گی۔ (رواہ الترمذی۔ ابن ماجہ۔ حاکم)

(۲۰) ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ گھر میں (نفل) پڑھنا نور ہے۔ پس نماز سے اپنے گھروں کو منور کرو (جامع الصغیر)

(۲۱) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ پانچوں نمازیں درمیانی اوقات کے لئے کفارہ ہیں۔

(۲۲) مشائخ کرام کا ارشاد ہے کہ نفل پڑھنے میں سستی نہ کرو۔ کیا معلوم کس جگہ کا کیا ہوا سجدہ اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائے۔

(۲۳) ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سوتے وقت ارادہ کرے کہ تہجد پڑھوں گا پھر گہری نیند کی وجہ سے آنکھ نہ کھلے تو اسکو ثواب ملے گا۔ (ترغیب و ترہیب)

(۲۴) ایک حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نمازی غلام کو مارنے سے منع فرماتے تھے۔ (چہل حدیث)

ارشاد باری تعالیٰ ہے.

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ . الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُونَ (ماعون:۵)

(پس خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نمازوں سے بے خبر ہیں)

مفسرین نے بے خبر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز کے وقت بے خبر ہو اور وہ شخص بھی اسی میں شامل ہے جو اکثر نماز کی رکعات سے بے خبر ہو

شاید اسی لئے شاعر نے کہا۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبیں نیاز میں

کعبۃ اللہ درحقیقت بیت اللہ ہے شعائر اللہ میں سے ہے لہٰذا اس کی طرف توجہ کرنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک سائل کسی بڑے شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہے۔اس کے سامنے آداب بندگی بجالا رہا ہے۔حدیث پاک میں ہے۔

الساجد یسجد علی قدمی الله

(سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے)

علمی نکتہ ۲ کبریائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو بجتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ

(بڑائی میری چادر ہے)

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ مخلوق کے دل سے تکبر نکل جائے اور عاجزی آجائے۔فرشتوں نے تخلیق آدم کے وقت اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھا۔اللہ تعالیٰ نے "انا" توڑنے کے لئے حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرو۔جس نے سجدہ نہ کیا وہ ہمیشہ کے لئے مردود ہوا۔اب آدم علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ میں مسجود الملائکۃ ہوں۔ان کی "انا" توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مٹی پتھر کے گھر کی طرف سجدہ کرو۔ معلوم ہوا کہ اصلی مقصود حکم الٰہی کو پورا کرنا ہے۔

یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اگر کوئی شخص یہ نیت کرے کہ میں کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں تو درمختار میں لکھا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے۔ہم نے پتھر کو نہیں پوجنا بلکہ پروردگار کے حکم کو پورا کرنا ہے۔اپنی "انا" کو توڑنا ہے۔

گئی تو سارے اعمال درست ہو جائیں گے اور اگر نماز خراب ہو گئی تو سارے اعمال خراب ہو جائیں گے]

ایک حدیث پاک میں ہے۔

اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة من عمله صلاته فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر

(ترمذی)

[قیامت کے دن سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا اگر نماز درست ہو گئی تو وہ فلاح پا گیا اور کامیاب ہو گیا اور اگر نماز خراب ہو گئی تو وہ برباد ہوا اور نقصان اٹھایا]

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی نظر کسی غیر محرم عورت پر پڑ گئی۔ عورت کے حسن و جمال نے مرد کے دل کو اپنی طرف مائل کیا حتیٰ کہ مرد نے مغلوب الحال ہو کر عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس پر خوف خدا غالب ہوا کہ میں نے تو حکم الٰہی کی خلاف ورزی کر لی۔ چنانچہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنایا۔ نبی علیہ السلام نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اس آدمی کا رو رو کر برا حال ہوا۔ ندامت کی آگ نے ان کے دل کو بیقرار کر دیا۔ وہ مسلسل توبہ واستغفار میں لگے رہے حتیٰ کہ نبی علیہ السلام پر قرآن کی یہ آیت اتری

"اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذَالِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِيْنَ

[البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو۔ یہ یادگاری ہے یاد کرنے والوں کے لئے] (ھود: ۱۱۴)

نبی علیہ السلام نے اس آدمی کو بلا کر خوشخبری سنائی کہ تیرا رونا دھونا قبول ہو گیا۔

۲۱ نماز تکبیر تحریمہ سے کیوں شروع ہوتی ہے؟

دنیا کے بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب وہ عوام کے سامنے جلوہ افروز ہونے لگیں تو پہلے مجمع اکٹھا ہوتا ہے۔ پھر جب بادشاہ آنے والا ہو تو ایک کارندہ اونچی آواز سے کہتا ہے باادب...... باملاحظہ...... ہوشیار...... یہ الفاظ سنتے ہی سب لوگ مؤدب ہوکر بادشاہ کا استقبال کرتے ہیں۔

نماز میں مؤمنین کے سامنے ذات الٰہی خود جلوہ گر ہوتی ہے۔ لہٰذا نماز شروع ہونے سے پہلے سب نمازی صفیں بنا کر سلیقے طریقے سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر امام بلند آواز سے اللہ اکبر کے الفاظ کہتا ہے تا کہ عظمت الٰہی کا استحضار حاصل ہو۔ مقتدی بھی اللہ اکبر کے الفاظ کہہ کر ادب سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ غلاموں کی طرح ہاتھ باندھے ہوئے۔ نگاہیں جھکائے ہوئے۔ دل پر عظمت الٰہی کا خیال ہوتا ہے چہرے پر خوف کے آثار ہوتے ہیں۔ اور زبان سے سبحانک اللھم کے الفاظ سے شہنشاہ عالم حقیقی کی تعریفیں کرنے لگ جاتے ہیں۔

۲۲ تکبیر کے وقت ہاتھ کیوں کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں؟

علمی نکتہ ۱ ہاتھ کانوں کی لو تک اس لئے بلند کئے جاتے ہیں تا کہ قول و فعل کے درمیان مطابقت ہو جائے۔ زبان سے اللہ اکبر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی شان کا اظہار کیا اور دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر اس کے عالی مکان ہونے کا اشارہ کیا۔ پس ہمارا پروردگار بڑا عالی شان اور عالی مکان والا ہے۔

علمی نکتہ ۲ انسان کسی چیز سے لاعلمی ظاہر کرنے کے لئے کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے۔

[حضرت حذیفہ ؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کوئی سخت امر پیش آتا تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے]

اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ جب بچہ پریشان ہوتا ہے تو ماں باپ کی طرف دوڑتا ہے اور جب بندہ پریشان ہوتا ہے اپنے پروردگار کی طرف لوٹتا ہے۔ لوگ اپنی پریشانی اور مصیبت اپنے ذی اختیار محسن کو بتا کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔ نماز درحقیقت اللہ رب العزت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی مانند ہے۔ دنیا کا دستور ہے کہ کسی دفتر میں کام کروانا ہو تو اسکی درخوست دی جاتی ہے۔ نماز بھی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست پیش کرنے کا دوسرا نام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (البقرة: ۴۵)

(تم مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے)

(۸) حدیث پاک میں ہے کہ جب نبی علیہ السلام کے گھر والوں کو تنگی پیش آتی تو آپ ﷺ انہیں نماز کا حکم فرماتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طٰہٰ: ۱۳۲)

(اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں)

(۹) ایک حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ذرؓ قال قال رسول الله ﷺ ان العبد المسلم ليصلى الصلوٰة يريد بها وجه الله فتهافت عنه ذنوبه كما تها فت هذا الورق عن هذه الشجرة (احمد)

(حضرت ابو ذر ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

دیئے تاکہ پتہ چل جائے کہ بندوں نے ''بے کسی'' کے ہاتھ اٹھا کر اپنی عاجزی کا اظہار کر دیا۔ ویسے ہی جب کوئی مد مقابل پر غالب آتا ہے تو کہتا ہے ''Hands up'' ہاتھ کھڑے کرو۔ پس بندوں نے بھی اپنے پروردگار کے غلبے کو تسلیم کر کے ہاتھ کھڑے کیے اور زبان سے اللہ اکبر کے ساتھ ہاتھوں سے بھی اشارہ کیا کہ ''لا غالب الا اللہ''

علمی نکتہ ۵ انسان جب کسی چیز کے حسن و جمال کو دیکھتا ہے تو بے اختیار ہاتھ اٹھا دیتا ہے۔ مؤمن نے نماز کی نیت کرتے وقت جب مولیٰ کے حسن و جمال کی تجلیات دیکھیں تو حیران و متعجب ہو کر ہاتھ کھڑے کر دیئے کہ اے حسن کے پیدا کرنے والے! تیرے حسن و جمال کا کیا عالم ہے۔

اوجز المسالک میں ہاتھ اٹھانے کی دس حکمتیں لکھی گئیں ہیں۔

۲۳ نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟

عدالت میں جج کے سامنے مجرم کو پیش کیا جائے تو ہاتھ ہتھکڑیوں سے بندھے ہوتے ہیں مؤمن نماز کی حالت میں اپنے آپ کو گنہگار مجرم کی طرح سمجھتا ہے اور شہنشاہ حقیقی کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ یہی ادب سے زیادہ قریب ہے تاکہ اس کی رحم کی اپیل منظور ہو کر رہائی ہو جائے۔

۲۴ نماز کے شروع میں ثناء کیوں ہے؟

جب کسی شخص کو دربار شہنشاہی میں حاضری کی اجازت مل جائے تو وہ گفتگو کی

ملاقات کے دوران کیا کیا باتیں کرنی ہیں۔ میں بادشاہ سلامت کا دل کیسے جیت سکتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اللہ رب العزت تو شہنشاہ حقیقی ہیں اور انسان دنیا میں اللہ رب العزت کا خلیفہ (سرکاری افسر) ہے۔ نماز کے وقت دونوں کی ملاقات ہوتی ہے۔ لہذا مومن نماز کا خوب اہتمام کرتا ہے۔

مندجہ بالا دونوں مثالوں سے معلوم ہوا کہ تعلق محبت کا ہو یا عظمت کا۔ انسان ملاقات کی خوب تیاری کرتا ہے۔ مومن کا تو اللہ رب العزت سے دونوں انداز کا تعلق ہے۔ محبت کا بھی ہے عظمت کا بھی ہے جبکہ نماز معراج المومن ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مومن نماز کا اہتمام کرتا ہے، نماز کو بوجھ سمجھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھتا ہے، نماز سے اسے قلبی سکون ملتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ نبی علیہ السلام اتنی لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ اللہ رب العزت کو فرمانا پڑا

يَا اَيُّهَا الْمُزَمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً (المزمل:۱)

(اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا رہ رات کو مگر تھوڑی رات)

نماز کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”جب بچے کی عمر سات برس کی ہو جائے تو اسے نماز کا حکم کرو۔ اگر بچہ دس برس کا ہو کر نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر پڑھاؤ“ (در منشور)

(۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث قدسی روایت کی ہے:

	مقصود	بندے کا کلام	پروردگار عالم کا کلام
۱	اپنے قدیمی نمک خوار ہونے کا اعتراف	اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے	حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ (بندے نے میری تعریف کی)
۲	سرکار عالیہ کے مہربان ہونے کا اعتراف	اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (رحمان ہے، رحیم ہے)	اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ (بندے نے میری ثناء بیان کی)
۳	عدالت عالیہ کے بااختیار ہونے کا اعتراف	مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مالک ہے روز جزا کا	مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ (بندے نے میری بزرگی بیان کی)
۴	اپنا غلام ہونے اور آقا سے مدد ملنے کا اعتراف	اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں	هٰذَا بَيْنِیْ وَ بَيْنَ عَبْدِیْ فَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ (یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے، میرے بندے نے جو مانگا ملے گا)
۵	مقصود اصلی بیان کیا، گناہوں سے جان چھڑائیے	اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہمیں سیدھے راستے کی رہنمائی فرمائیے	فَهٰؤُلَآءِ لِعَبْدِیْ وَ لِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے وہی ہے جو اس نے مانگا۔
۶	انبیاء اور اولیاء کا ساتھ عطا کیجئے	صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ کا انعام ہوا	
۷	یہود و نصاریٰ کے ساتھ جہنم جانے سے بچائیے	غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر آپ کا غضب ہوا وَ لَا الضَّآلِّيْنَ اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوئے	

نماز کا اہتمام

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء:۱۰۳)

[بے شک نماز ایمان والوں پر اپنے وقت میں فرض کردی گئی ہے]

آداب شاہانہ کا تقاضا تو یہی تھا کہ اس آیت کے اترنے کے بعد ایمان والے نماز ادا کرنے میں دل و جان سے کوشش کرتے اور اسے حکم خداوندی سمجھتے ہوئے بسر وچشم قبول کرتے۔ لیکن انسانی طبائع دنیا کی رنگینیوں میں الجھ کر غفلت میں پڑ جاتی ہیں جبکہ رب کریم اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ رؤف اور رحیم ہے پروردگار عالم کا لطف وکرم ملاحظہ فرمائیے کہ قرآن مجید میں جا بجا سات سو مرتبہ سے زیادہ یاددہانی کروائی گئی۔ فرمایا وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (اور نماز قائم کرو)

یہاں ایک علمی نکتہ غور طلب ہے کہ یہ نہیں فرمایا گیا تم نماز ادا کرو بلکہ فرمایا نماز قائم کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے رکوع سجدہ کو اچھی طرح ادا کرے ہمہ تن متوجہ رہے''۔ گویا نماز ادا کرنے کا اہتمام کرنا یعنی اچھی طرح وضو کرنا۔ صاف ستھرے کپڑے استعمال کرنا۔ وقت سے

میں آیا تو اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (سن لیا مولیٰ نے جو اس کی جناب میں عرض کیا گیا)

۲۸ سجدہ کرنے میں کیا حکمت ہے؟

علمی نکتہ ۱ نمازی جب قومہ میں گناہوں کے بوجھ سے سبکدوش ہوا تو مولیٰ کی عنایات خاصہ نے اس کے دل کو احسان مندی اور احساس تشکر کے جذبات سے بھر دیا۔ پس مؤمن فرط محبت میں اپنے محبوب حقیقی کے قدموں میں جا پڑا۔ جامع الصغیر میں علامہ سیوطی نے روایت نقل کی ہے۔

ان الساجد یسجد فی قدمی الرحمٰن

(سجدہ کرنے والا رحمٰن کے قدموں پر سر رکھتا ہے)

حضرت مولانا یحییٰ سہارنپوری لمبا سجدہ کرنے کے عادی تھے۔ کسی طالبعلم نے پوچھا کہ اتنا لمبا سجدہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سجدہ کی حالت میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں نے اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سر رکھ دیا ہے میرا سر اٹھانے کو جی ہی نہیں چاہتا۔ بعض مشائخ سجدہ میں اکیس مرتبہ **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھنے کے عادی تھے۔

علمی نکتہ ۲ حدیث پاک میں ہے:

کما تموتون تحیون

[جس حال میں تمہیں موت آئے گی تم (روز محشر) اسی حال میں اٹھائے جاؤ گے]

لہٰذا جس شخص کو نماز کے سجدے میں موت آئے گی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے کی حالت میں اٹھے گا، وہ کتنا خوش نصیب انسان ہوگا۔ ہر مؤمن کی تمنا ہونی چاہیے کہ سجدے کی حالت میں موت آئے۔ شاید اسی لئے شاعر نے کہا

ہے۔ حضرت سعید بن میسبؒ نے فرمایا کہ ''جو شخص مسجد میں بیٹھے وہ اپنے رب کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے اس کے حق میں یہی مناسب ہے کہ خیر کے علاوہ اور کوئی بات نہ کہے۔''

(۲۰) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں میری امت میں سے کچھ لوگ آئیں گے اور مسجدوں میں آ کر حلقہ بنا کر بیٹھیں گے، ان کا ذکر دنیا اور دنیا کی محبت ہوگی، تم ان کے پاس مت بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے کچھ مطلب نہیں۔

(۲۱) جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے یا اعتکاف کی نیت سے بیٹھے تو اسے ہر سانس پر ۱۰ نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

(۲۲) مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کے مطابق جو شخص اذان سے پہلے نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آجائے وہ سابق بالخیرات میں سے ہے۔ جو اذان سنکر مسجد میں آجائے وہ مقتصد لوگوں میں سے ہے۔ جو اذان کی آواز سن کر بھی مسجد میں نہ آئے وہ ظالم لنفسہ لوگوں میں سے ہے۔

(۲۳) ایک حدیث میں ہے کہ

من الف المسجد الفه الله تعالیٰ (طبرانی)

جو شخص مسجد سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں

(۲۴) علامہ زمخشریؒ حج بیت اللہ کے لئے گئے تو مسجد حرام میں ڈیرے لگا لیے۔ جب دیکھو مسجد میں موجود۔ جب دیکھو مسجد میں موجود۔ لوگوں نے ان کا نام جار اللہ (اللہ کا پڑوسی) رکھ دیا۔ محمد ابن سیرینؒ کی بہن حفصہ بنت سیرین نے گھر میں مسجد بنائی ہوئی تھی۔ انہوں نے زندگی کے ۳۵ سال اس حال میں گزارے کہ قضائے حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکلتیں اور بقیہ وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں گزار دیتیں۔

؎ میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

سجدے کی لذت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب انسان اپنے ظاہر و باطن کی یکسوئی سے سجدہ کرے۔ دل کہے

الٰھی سجدلک سوادی وخیالی
(اے اللہ میرے تن من بدن اور دل و روح نے آپ کو سجدہ کیا)

اگر یہ کیفیت نہ ہو تو بے ذوق سجدوں اور بے سرور نمازوں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

؎ بہ زمیں چوں سجدہ کردم ز زمیں ندا برآمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی

[جب میں نے زمین پہ سجدہ کیا تو اس سے آواز آئی۔ اور ریاء کے سجدہ کرنے والے! تو نے مجھے بھی خراب کر ڈالا]

علمی نکتہ ۶ قرآن مجید میں اصول بتا دیا گیا کہ

هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (اچھائی کا بدلہ اچھائی ہوتا ہے)

اس اصول کی بنا پر جب مؤمن نے سجدہ کیا سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اپنے پروردگار کی عظمتوں کا اقرار کیا تو پروردگار عالم نے مؤمن پر احسان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ آل عمران:۱۳۹)
(اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم مؤمن ہو گے)

۲۹ نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے کیوں ہیں؟

ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت کرتے ہیں، اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں۔ (در منثور)

(۱۲) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

''اکثر اوقات مسجد میں گزارا کرو۔ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص اکثر اوقات مسجد میں رہتا ہے اس پر رحمت کرونگا۔ اسکو راحت دونگا۔ قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کرونگا اور اپنی رضا نصیب کرونگا''

(۱۳) بعض مشائخ سے منقول ہے کہ روز محشر نمازی لوگ پل صراط سے اپنی مسجدوں میں اسطرح سوار ہو کر گزریں گے جس طرح دنیا میں لوگ بحری جہازوں پر سوار ہو کر سمندروں میں سے گزر جاتے ہیں۔

(۱۴) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ اس بات کو بتانے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے اتنا قریب بلایا کہ مجھے اتنا قرب پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا۔

(۱۵) مشائخ عظام سے منقول ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اسے مسجد کا منتظم بنا دیتے ہیں پس وہ ہر وقت مسجد کی خدمت میں اور اسکے کاموں کو سمیٹنے میں مشغول رہتا ہے''

آجکل کے متولی حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ مسجد کے کام کو اللہ تعالیٰ کی

اللہ اکبر کہہ کر دوسری مرتبہ سجدے میں جا گرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ہم مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے۔ پس مؤمن اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ گویا روز محشر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ اسی معرفت کی بنا پر باقی ارکان ایک ایک ہیں مگر سجدہ ہر رکعت میں دو مرتبہ ہے۔

علمی نکتہ ۴ عام دستور ہے کہ جس کام کو ایک دفعہ کرنے میں خوب مزہ آئے اسے دوسری دفعہ کر کے قند مکرر کا مزہ لیا جاتا ہے۔ مومن کو سجدے میں ایسا لطف ملا کہ بے اختیار دوسری مرتبہ بھی سجدے میں جا گرا۔

علمی نکتہ ۵ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب نماز فرض ہوئی تو اللہ رب العزت نے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ نبی علیہ السلام کو نماز پڑھنا سکھائیں۔ نبی علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس نماز میں دو سجدے ہر رکعت میں ادا کیے گئے۔ لہٰذا ہر رکعت میں دو سجدے کرنا فرض قرار دے دیا گیا۔

۳۰ جلسہ کرنے اور قومہ میں کھڑے ہونے میں کیا راز ہے؟

علمی نکتہ ۱ قومہ کہتے ہیں رکوع کے بعد تھوڑی دیر کے لئے قیام کی مانند کھڑا ہونا اور پھر سجدے میں جانا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ رکوع اور سجدے کا مزہ جدا جدا ہو جائے۔ دونوں میں واضح اور نمایاں فرق ہو جائے۔ اگر بالفرض رکوع سے ہی سجدے میں چلے گئے۔ رکوع سے واپس قیام کی طرف لوٹنا اور پھر سجدہ کرنے میں دونوں اعمال ایک دوسرے سے نمایاں ہو گئے۔ دو سجدوں کے درمیان تھوڑی دیر بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ جلسہ میں بیٹھنے کی وجہ سے پہلے سجدے کے بعد دوسرے کا مزہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ ایک وصل کے بعد تھوڑی دیر کا وقفہ دوسرے وصل کے مزے کو دوبالا کر دیتا ہے۔ عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہے۔

مؤمن بھی مسجد کی طرف چلنا اور مسجد میں وقت گزارنے کو دلی سکون کا باعث محسوس کرتے ہیں۔

سنا ہے مجنوں نے لیلیٰ کی محبت میں یہ اشعار کہے۔

اَطُوْفُ عَلَی الْجِدَارِ دِیَارِ لَیْلٰی
اُقَبِّلُ ذَالْجِدَارَ وَ ذَالْجِدَارَا
وَ مَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَ لٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

[میں لیلیٰ کے گھر کی دیواروں کا طواف کرتا ہوں کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں کبھی اس دیوار کو۔ اور دراصل ان گھروں کی محبت نہیں میرے دل پر چھا گئی بلکہ اس مکیں کی محبت ہے جو اس مکان میں رہتا ہے]

مومن بھی بار بار مسجد کی طرف چل کے جانے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

(۳) نبی علیہ السلام نے اندھیرے میں چل کر مسجد میں جانے والوں کو خوشخبری بھی سنائی۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَشِّرِ الْمَشَّائِیْنَ فِی الظُّلَمِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ (ابن ماجہ)

[حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن کے کامل نور کی خوش خبری دے دو'']

(۴) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے

پسند کرتی ہے کبھی طویل سجدے کو پسند کرتی ہے۔

وللناس فی ما یعشقون مذاهب

(اور لوگوں کیلئے عشق میں کئی راستے ہوتے ہیں)

۳۲ سجدے میں جانے کی ترتیب خاص کیوں ہے؟

علمی نکتہ

شریعت کا حکم ہے سجدے میں جاتے وقت نمازی پہلے اپنے گھٹنے زمین پر ٹکائے پھر ہاتھ زمین پر رکھے پھر پیشانی زمین سے لگائے بلا عذر اس کے برخلاف کرنا سخت مکروہ ہے۔ سجدے سے اٹھتے وقت اس کے برعکس اٹھے یعنی پہلے سر اٹھائے پھر ہاتھ پھر گھٹنے پھر کھڑا ہو جائے۔ معرفت اسکی یہ ہے کہ سجدے میں جانا موت اور فنا کی صورت ہے جبکہ قیام میں کھڑے ہونا زندگانی کی صورت ہے پس سجدے میں جاتے وقت کی ترتیب کو پسند کیا گیا اور قیام میں کھڑا ہوتے وقت زندگانی کی ترتیب کو پسند کیا گیا۔ تاکہ نمازی کے قیام وسجود کو اسکی زندگی اور موت کے ساتھ ظاہری باطنی مشابہت ہو جائے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ موت کے وقت انسانی روح پہلے گھٹنوں پھر ہاتھوں اور آخر میں سر سے نکالی جاتی ہے۔ گویا پاؤں سے نکلنی شروع ہوئی اور بالآخر سر سے نکلی۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح سر کی طرف سے ڈالی گئی تھی جو سینے اور ہاتھوں سے ہوتی ہوئی پاؤں تک پہنچی۔ پس سجدے میں جاتے وقت روح نکلنے کی ترتیب اور قیام میں کھڑے ہوتے وقت روح جسم میں ڈالنے کی ترتیب سے مشابہت ہے۔ سجدے میں جانا فنا ہے تو قیام میں کھڑے ہونا بقا ہے۔

مساجد سے محبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن:۱۱۸)

(یہ مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں نہ تم پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو)

مساجد ان جگہوں کو کہا جاتا ہے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ مساجد بیت اللہ شریف کی شاخیں ہیں۔ قیامت کے دن تمام مساجد کو بیت اللہ شریف کے ساتھ ملا کر جنت کا حصہ بنا دیا جائیگا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتی ہے۔ اس پر خرچ کرنا، اسے پاک صاف رکھنا اس میں عبادت کرنا اور اس سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ. (التوبہ: ۱۸)

(بے شک وہی آباد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مسجدیں جو اللہ پر یقین رکھتا ہے)

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد سے الفت رکھے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

انسانی فطرت ہے کہ اسے جس جگہ سے محبت ہو اس کا دل چاہتا ہے کہ اسکا زیادہ

۳۴ سوال: نماز کے مختلف اعمال کی فضیلت بیان کیجئے؟

نماز سب عبادات میں سے زیادہ بڑی شان والی عبادت ہے۔ اس کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے نماز کے مختلف ارکان کی اپنی اپنی فضیلت بھی ثابت ہے۔ چند احادیث سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

◎ کنز العمال میں روایت منقول ہے۔

التکبیرۃ الاولیٰ خیر من الدنیا وما فیھا

(تکبیر اولیٰ کا حاصل ہو جانا سارے جہان کی دولت سے بہتر ہے)

◎ ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ

لکل شیء صفوۃ وصفوۃ الایمان الصلوٰۃ وصفوۃ الصلوٰۃ التکبیر ۃ الاولیٰ

(ہر چیز کا خلاصہ ہوتا ہے۔ ایمان کا خلاصہ نماز ہے اور نماز کا خلاصہ تکبیر اولیٰ ہے)

◎ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ

اذا کبر العبد سرت تکبیرۃ بین السماء والارض

(جب بندہ اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ تکبیر زمین و آسمان کے درمیان ہر چیز کو خوش کر دیتی ہے)

مَتٰی یَجْمَعُ الْاَیَّامُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ
وَ یَفْرَحُ مُشْتَاقٌ اِذَا جَمَعَ الشَّمَلُ

(دیکھیں زمانہ مجھے اور تمہیں کب جمع کریگا اور عاشق تو تبھی خوش ہوتا ہے جب اسے وصل حاصل ہو)

فَمَنْ شَاهَدَتْ عَیْنَاهُ نُوْرَ جَمَالَکُمْ
یَمُوْتُ اِشْتِیَاقًا نَحْوَکُمْ قَطُّ لاَ یَسْلُوْا

(جس کی آنکھوں نے تمہارے جمال کا نور دیکھ لیا ہے۔ وہ تمہارے اشتیاق میں جان دے دیگا مگر تسلی نہ ہوگی)

۵ حضرت معاذ ابن انسؓ سے روایت ہے

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہُ قَالَ الْجَفَاءُ کُلَّ الْجَفَاءِ وَالْکُفْرِ وَالنِّفَاقِ مَنْ سَمِعَ مُنَادِیَ اللّٰہِ یُنَادِی اِلَی الصَّلٰوۃِ فَلاَ یُجِیْبُہٗ.

(سراسر ظلم اور کفر اور نفاق ہے، جو شخص اللہ کی منادی کی آواز سنے کہ وہ مسجد کی طرف بلاتا ہے اور پھر یہ اس کا جواب نہ دے یعنی مسجد میں جماعت کیلئے حاضر نہ ہو) (احمد)

۶ نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ اِتِّبَاعِہٖ عِذْرٌ قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلُ صَلٰوۃَ الَّتِیْ صَلّٰی. (ابوداؤد)

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اذان سنی اور اس نے اس کی اتباع نہ کی، سوائے اس کے کہ اس کو کوئی عذر

کا ایک حرف نماز سے باہر سنا اس کے لئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا اور دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور دس درجے بلند کئے جائیں گے، جس نے نماز میں بیٹھنے کی حالت میں ایک حرف پڑھا اس کے لئے پچاس نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا اور پچاس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے پچاس درجے بلند کیے جائیں گے اور جس نے کھڑے ہونے کی حالت میں ایک حرف پڑھا اس کے لئے سو نیکیوں کا ثواب لکھا جائے گا سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور سو درجے بلند کئے جائیں گے]

◎ امام سیوطیؒ نے جامع صغیر میں روایت نقل کی ہے۔

اذا قام العبد فی الصلوٰۃ ذر البر علی رأسہ حتی یرکع

[بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے نیکیاں اس کے سر پر برسائی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ رکوع میں جائے]

◎ کنزل العمال میں روایت ہے۔

عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان العبد اذا قام الی الصلوٰۃ فتحت لہ ابواب السماء و کشفت لہ یحجب بینہ وبین ربہ

[حضرت ابی امامہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جس وقت نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور بندے اور اللہ کے درمیان سارے پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں]

◎ ایک حدیث پاک میں ہے۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ طول القنوت فی الصلوٰۃ یخفف سکرات الموت

(حضرت ابوھریرۃؓ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا کہ لمبا قیام کرنا موت کی سختی کو دور کرتا ہے)

◎ ایک حدیث پاک میں وارد ہے۔

طول القیام امان علی الصراط

(نماز میں طویل قیام کرنا پل صراط پر آسانی گزرنے کا سبب ہوگا)

حدیث پاک میں وارد ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان العبد رکع فکا نما تصدق بوزنہ ذھبا و اذ قال سبحان ربی العظیم فکانماقراء کل کتاب نزل من السماء .

[عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب نماز پڑھتے وقت رکوع میں جاتا ہے تو اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے کا ثواب پاتا ہے۔ اور جب رکوع میں سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو ساری آسمانی کتابوں کے پڑھنے کے بقدر ثواب پاتا ہے]

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب انسان اپنے آپ کو چوپائے کی مانند اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے تو اپنے مالک و خالق کے خزانوں سے کس

قدر انعام پاتا ہے۔

سجدہ

- حدیث پاک میں آیا ہے

عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان اقرب مايكون العبد من ربه وهو ساجد

[حضرت ابوھریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے]

- حدیث پاک میں وارد ہے

عن ابی فاطمةؓ قال قال رسول الله ﷺ ان اورث ان تلقافی یا ابا فاطمه فاكثر السجود

[ابو فاطمہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم مجھے سے قیامت کے دن اچھی طرح ملنا چاہو تو سجدوں کی کثرت کرو]

- ایک حدیث پاک میں وارد ہے

عن حذيفةؓ قال قال رسول الله ﷺ ما من حالته يكون العبد عليها احب الى الله من ان يراه ساجده ويغرو جهه فى التراب

[حضرت حذیفہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کی سب سے زیادہ پیاری حالت یہ لگتی ہے کہ وہ سجدے میں پڑا ہو اور اسکا چہرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خاک پر دھرا ہو]

- کنز العمال کی روایت ہے۔

اذا سجد ابن آدم اتمزل الشیطٰن وهو یبکی یقول امر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنه وامرت بالسجود فعصیت فلی النار .

(جب آدمی سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگ جاتا ہے کہتا ہے کہ افسوس۔ انسان کو سجدے کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کر کے جنت خرید لی مگر مجھے سجدے کا حکم ہوا تو میں نے انکار کیا اور جہنم مول لے لی)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت سجدے کی ابتدا ملائکہ سے ہوئی۔ قیامت کے دن سجدے کی انتہا انسان پر ہوگی۔ قرآن مجید کی آیت **یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ** (القلم:۴۲) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب قیامت کے دن بت پرست۔ آتش پرست۔ ستارہ پرست وغیرہ اپنے معبودوں کے ساتھ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو فقط خدا پرست لوگ میدان محشر میں کھڑے رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے **ذَھَبَ کُلُّ اُمَّةٍ بِرَبِّھَا** (ہر ایک قوم اپنے خدا کے ساتھ گئی) تم یہاں کس انتظار میں کھڑے ہو۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم اپنے معبود برحق کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ **ھٰذَا مَکَانُنَا حَتّٰی نَرَوْ رَبَّنَا** (ساری عمر یہاں کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ اپنے رب کا دیدار نہ کر لیں)

پس اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجلی فرمائیں گے تو سب کے سب سجدے میں گر جائیں گے۔ ساری عمر غائبانہ سجدے کئے تھے آج حضوری کا سجدہ نصیب ہوا۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا سَجْدَةَ الشُّھُوْدِ (اے اللہ ہمیں بھی حضوری کا سجدہ نصیب فرما)

● جب آدمی التحیات میں بیٹھتا ہے تو ایسے ہوتا ہے گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے دوزانو بیٹھا ہے۔

● جب نمازی التحیات کیلئے بیٹھتا ہے تو اسے انبیاء کے صبر کا ثواب ملتا ہے مثلاً حضرت ایواب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یحیٰ علیہ السلام کے صبر کا ثواب ملتا ہے۔ (مجالس سنہ)

● التحیات میں جو انگلی کا اشارہ کیا جاتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انگلی کا یہ اشارہ کرنا شیطان پر زیادہ سخت ہے تلوار اور نیزہ وغیرہ مارنے سے۔

● جب نمازی نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ اب تجھے اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔ (شرح اربعین نوویہ)

۳۵ مراتب نماز کتنے ہیں؟

نماز کے مراتب نمازیوں کے اعتبار سے تین ہیں۔

① عوام الناس کی نماز:

ابو داؤد شریف کی روایت ہے کہ ایک دن نبی اکرم مسجد نبوی ﷺ میں جلوہ افروز تھے کہ ایک زمیندار گنوار آیا۔ اس نے نماز پڑھی مگر بہت جلدی۔ نبی اکرم ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو پھر نماز پڑھ۔ تیری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے پھر نماز پڑھی مگر پہلے جیسی اور کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ۔ مجھے تعلیم فرمائیے میں اس سے بہتر نماز کیسے پڑھوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے نیت باندھ لو۔ پھر تمہیں جہاں سے قرآن مجید یاد ہو اسکی قراءت کرو۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاؤ اور سبحان ربی العظیم کہتے رہو۔ رکوع میں اتنے دیر ٹھہرو کہ کمر کی ہڈی کے جوڑ سیدھے ہو جائیں۔ پھر رکوع سے اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ ہڈیوں کے تمام جوڑ قائم ہو جائیں۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ۔ اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر سجدے سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ باقی ماندہ رکعتیں بھی اس طرح ادا کرو۔ پھر دو زانو بیٹھ کر التحیات پڑھو۔ پھر سلام پھیرو۔ جب تم اس طرح نماز پڑھو گے تو تب تمہاری نماز کامل بنے گی۔ ورنہ ناقص رہے گی۔ یہ عوام الناس کی نماز ہے۔

② خواص کی نماز:

خواص کی نماز یہ ہے کہ ظاہری تعدیل ارکان کے ساتھ ساتھ باطنی توجہ بھی ارکان نماز کی طرف ہو۔ روایت ہے کہ حاتم اصم سے عاصم بن یوسفؒ نے پوچھا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑے اہتمام اور احتیاط سے وضو کرتا ہوں۔ جب نماز کیلئے مصلے پر کھڑا ہوتا ہوں تو بیت اللہ شریف کو اپنے سامنے تصور کرتا ہوں۔ پھر اپنی نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کرتا ہوں۔ بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتے ہوئے ادب سے قرآن مجید پڑھتا ہوں بڑی توضع سے معانی میں غور و خوض کرتا ہوں۔ پھر نہایت عاجزی وانکساری سے رکوع وسجود سے فارغ ہوتا ہوں۔ پھر بہت تواضع سے گردن جھکا کر التحیات پڑھ کر سلام پھیرتا ہوں۔

خوف الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں کہ نماز نہ قبول ہونے کا ڈر رہتا ہے تاہم قبول ہونے کی امید غالب ہوتی ہے۔ لہٰذا آئندہ اس سے بہتر نماز پڑھنے کا دل میں عہد کرتا ہوں۔ پورے تیس سال سے اسی طرح کی نماز پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر عاصم بن یوسف بہت روئے اور کہا کہ ہم سے تو پوری زندگی میں ایک نماز بھی اسطرح ادا نہ ہوئی۔

۳ اخص الخواص کی نماز:

نماز کی تیسری قسم سراسر محویت اور استغراق کی نماز ہے۔ یہ اہل عشق کا حصہ ہے۔ بقول

ما عقیمان کوئے دلداریم
رخ بدنیا و دین نمے آریم

[ہم تو محبوب حقیقی کے کوچے میں جا پڑے ہیں۔ اب ہمیں سلطنت یا جنت کی پروانہیں ہے]

روض الریاحین میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام زین العابدینؒ ایک مسجد میں نماز پڑھتے تھے کہ مسجد کی چھت کو آگ لگ گئی۔ بہت لوگ جمع ہوئے، خوب شور و غل مچا مگر آپ کو اصلاً خبر نہ ہوئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ اس شور و غل میں بھی آپ نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے فرمایا، کہ تم لوگ مجھے دنیا کی آگ سے بچانے کے لئے فکرمند رہے جب کہ میں اپنے مالک کی بارگاہ میں آخرت کی آگ سے بچنے کے لئے فریاد کررہا تھا۔

تہذیب الکمال فی اسماء الرجال میں منقول ہے کہ سفیان ثوریؒ ایک دن بیت اللہ کے پاس نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ کوئی چیز گری اور آپ کے ایک پاؤں کی دو انگلیاں اور دوسرے کی تین انگلیاں کٹ گئیں مگر آپ کو خبر نہ ہوئی۔

یہ کیفیت اگرچہ بہت اعلیٰ ہے مگر اہل ہمم کے ظرف بڑے ہوتے ہیں۔ ان کو حضوری بھی نصیب ہوتی ہے مگر گرد و پیش کا پتہ بھی چلتا ہے۔ ہوش سلامت رہتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نماز پڑھی جا رہی تھی کہ عورتوں کی صفوں میں سے کسی عورت کا بچہ رونے لگا۔ نبی علیہ السلام نے بچے پر شفقت کی بنا پر نماز کو مختصر کر کے جلدی سلام پھیر لیا۔ یہ چیز حضوری و استغراق کے منافی نہیں ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پہاڑ پر تجلی ہوئی تو آپ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب کہ نبی علیہ السلام کے سامنے عرش بریں پر اللہ تعالیٰ کی ذات جلوہ گرہ ہوئی، ہمکلام ہوئی مگر آپ کے ہوش برقرار رہے۔ قرآن مجید نے ما زاغ البصر و ما طغیٰ کے الفاظ سے آپ ﷺ کے ادب کی تعریفیں کیں۔ سچ ہے کہ

وصل کا لطف یہی ہے کہ رہیں ہوش بجا
دل بھی قابو میں رہے پہلو میں دلدار بھی ہو

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی نمازیں پڑھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

سیور اربعہ اور اعمال نماز کے درمیان مطابقت بیان کریں۔

مشائخ طریقت نے وصول الی اللہ کے راستے کو چار قدم کہا ہے۔ یہ چار قدم سیور اربعہ کے نام سے مشہور ہیں۔

مثلاً سالک جب روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کے قرب کی منزلیں طے کرتا ہے تو اسے سیر الی اللہ کہتے ہیں۔ جب سالک کو معرفت الٰہی یعنی اسماء و صفات کی تفصیلات اور مشاہدہ ذات باری تعالیٰ نصیب ہوتا ہے تو اسے سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ جب سالک

انوارالٰہی سے فیضیاب ہو کر عالم اسباب کی طرف رجوع کرتا ہے تو اسے سیر عن اللہ باللہ کہتے ہیں۔ جب سالک عالم اسباب میں اتباع شریعت و سنت اور یاد الٰہی کے ساتھ زندگی گزارتا ہے تو اسے سیر فی الاشیاء کہتے ہیں۔ گویا معرفت حاصل کرنے والے ہر سالک کو یہ چار قدم کا فاصلہ طے کرنا ہی پڑتا ہے۔ نماز چونکہ معرفت الٰہی حاصل کرنے کا سب سے بہترین عمل ہے اس کے اعمال کے ساتھ سیور اربعہ کو کامل مشابہت حاصل ہے۔ مثلاً

☆......اذان سن کر مسجد کی طرف چلا سیر الی اللہ کی مانند ہے۔

☆......قیام رکوع و سجود کرنا سیر فی اللہ کی مانند ہے۔

☆......التحیات میں بیٹھنا سیر عن اللہ باللہ کی مانند ہے۔

☆......سلام پھیر کر نماز سے خارج ہونا اور روزمرہ کے اعمال میں لگنا سیر فی الاشیاء کی مانند ہے۔

(۳۷) سوال: مشائخ نے لکھا ہے کہ جب تک سالک کی پوری زندگی نماز کی ترتیب پر نہ آجائے اسے معرفت الٰہی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کی تفصیل بیان کریں؟

سالک کی چوبیس گھنٹے کی زندگی کو اعمال زندگی کے ساتھ کامل مناسبت و مشابہت ہے۔ مثلاً

گناہوں سے سچی توبہ کرنا......طہارت اور وضو کرنے کی مانند ہے۔

اصلاح و تربیت کی نیت سے متبع سنت شیخ سے بیعت کرنا......قبلہ رو ہو جانے کی مانند ہے۔

مجاہدہ نفس کو اختیار کرنا.........قیام صلوٰۃ کی مانند ہے۔

دوام ذکر کو اختیار کرنا.........تلاوت قرآن کرنے کی مانند ہے۔

عجز و انکسار کو اختیار کرنا.........رکوع کرنے کی مانند ہے۔

اللہ کے لئے اپنے نفس کو پامال کرنا.........سجدہ کرنے کی مانند ہے۔

وقوف قلبی کو اختیار کرنا.........تشہد میں بیٹھنے کی مانند ہے۔

ترک لذات دنیا کرنا.........سلام پھیرنے کے قائم مقام ہے۔

پس جس سالک نے مندرجہ بالا اعمال کو اپنا لیا اس کی زندگی نماز کی ترتیب پر آ گئی۔

(۳۱) سوال: نماز کی اہمیت کو قرآنی نقطہ نظر سے واضح کریں؟

جواب

نبی اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو چند دنوں میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

یَا اَیُّهَا الْمُدَثِّرُ . قُمْ فَاَنْذِرْ . وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ . (المدثر:۳)

اس آیت میں وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ کے الفاظ سے اہمیت نماز کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ نماز شروع سے آخر تک اللہ رب العزت کی عظمت و کبریائی کو ظاہر کرتی ہے۔ ویسے بھی اذان میں تکبیر، اقامت میں تکبیر، اور نماز کے ایک عمل سے دوسرے عمل میں منتقل ہونے کے لئے تکبیر کہی جاتی ہے۔ پس نماز وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ کا عملی ثبوت ہے۔ نماز کی فرضیت سے پہلے ہی اس کی اہمیت کے اشارے بھی ملنے شروع ہو گئے۔ نماز تمام انبیائے کرام پر فرض ہوئی مگر اس کی صورت اتنی کامل نہ تھی جتنی کامل نماز نبی علیہ السلام کو عطا کی گئی۔ قرآن مجید سے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

- حضرت زکریا علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیت ہے:

هُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ (آل عمران:۳۹)

(وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے)

- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں قرآنی آیت ہے:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (یونس:۸۷)

(نماز قائم کریں اور مومنوں کو بشارت دیجئے)

- حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیت ہے

وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ (مریم:۵۵)

(وہ اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم دیتے تھے)

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں بشارت سنائی

وَ اَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ (مریم:۳۱)

(اور مجھے نماز کا حکم دیا گیا ہے)

- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لئے دعا مانگی

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ (ابراہیم:۴۰)

(اے میرے پروردگار! مجھے نماز کا پابند بنا دیجئے)

- نبی علیہ السلام کو حکم دیا گیا

وَ أْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طہٰ: ۱۳۲)

(آپ اہل خانہ کو نماز کا حکم دیجئے)

- اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم فرمایا:

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (البقرۃ:۸۳)

(تم نماز قائم کرو)

- مصیبت کے وقت میں نماز سے مدد مانگنے کا طریقہ سکھایا گیا۔ فرمایا:

وَ اسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (البقرة:۸۵)

(مدد مانگو صبر کرنے اور نماز کے پڑھنے سے)

- فلاح دارین کو نماز کے خشوع سے وابستہ کر دیا گیا۔ فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

(وہ مومن فلاح پا گئے جو نماز خشوع سے ادا کرتے ہیں) (المؤمنون:۲)

- جہنم میں جانے کی بڑی وجہ نماز میں سستی کرنا ہے۔ فرشتے جب جہنمیوں سے پوچھیں گے مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَر (تمہیں جہنم میں کیوں ڈالا گیا) تو جہنمی جواب میں کہیں گے

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر: ۴۳)

(ہم نماز ادا نہیں کرتے تھے)

- نماز میں سستی کرنے والوں کو ویل نامی جہنم کے گڑھے میں ڈالا جائے گا۔ فرمایا

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ. (الماعون:۵)

(پس بربادی ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں)

ارکان اسلام میں سب سے زیادہ تذکرہ نماز کا قرآن مجید میں ہے۔ ایک سو دس آیات میں صراحتاً نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ۷۰۰ سے زیادہ آیات میں اہمیت نماز کے اشارے ملتے ہیں۔ اعمال نماز میں سے ہر ہر عمل کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے۔ مثلاً

- قیام کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے مثلاً

وَ هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ (آل عمران:۳۹)

(وہ نماز میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے)

- رکوع کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے مثلاً

وَ ارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (البقرۃ:۴۳)

(اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ)

- سجدہ کا تذکرہ قرآن مجید ہیں ہے مثلاً فرمایا

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق: ۱۹)

(سجدہ کر اور رب کے قریب ہو جا)

- تلاوت قرآن کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا،

وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً (المزمل:۴)

(اور قرآن کریم کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)

- رکوع کی تسبیح کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے مثلاً

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (الحاقہ:۵۲)

(تسبیح بیان کر اپنے عظیم رب کے نام کی)

- سجدے کی تسبیح کا تذکرہ قرآن مجید ہیں ہے مثلاً

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (الاعلیٰ:۱)

(تسبیح بیان کر اپنے بلند رب کے نام کی)

- وضو کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

فَاغْسِلُوا وَجُوهَكُمْ (المائدہ:۶)

(تم اپنے چہروں کو دھولیا کرو)

- تیمم کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا (النساء:۴۳)

(اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے وضو کرلیا کرو)

- صلوٰۃ خوف کا تذکرہ قرآن مجید ہیں ہے فرمایا:

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (النساء:۱۰۱)

(تمہارے اوپر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں سے کچھ کم کرو اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں فتنے میں ڈالیں گے)

- نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھنے کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

وَ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى

(نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ)

- نماز فجر کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرآئیل:۷۸)

(بے شک فجر کے وقت قرآن مجید کا پڑھنا گواہی رکھنے والا ہے)

- نماز ظہر کا تذکرہ قرآن مجید ہیں ہے

وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيْرَةِ (النور:۵۸)

(اور جب آپ اتار رکھتے ہیں اپنے کپڑے ظہر کے وقت)

☆ نماز عصر کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے:

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ: ۲۳۸)

(نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص درمیانی نماز کی)

- نماز مغرب کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

وَ مِنْ اٰنآیئ الَّیْلُ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّھَارِ (طٰہٰ:۱۳۰)

(اور رات کی گھڑیوں میں پس تسبیح کر اور دن کے کناروں پر)

- نماز عشاء کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

مِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ (النور:۵۸)

(عشاء کی نماز کے بعد)

- نماز تہجد کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے فرمایا:

قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً (المزمل:۲)

(رات کو قیام کرو مگر تھوڑا)

علمی نکتہ

روزہ حج اور زکوٰۃ ہر ایک پر ہر حال میں فرض نہیں ہوتے۔ مسافر یا مریض کے لئے مؤخر کرنے کی اجازت ہے۔ حائضہ عورت روزہ نہیں رکھ سکتی، حج فرض ہونے کے لئے صاحب استعداد ہونا ضروری ہے، زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے صاحب نصاب ہونا شرط ہے۔ مگر نماز تو ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ پانی ملے تو وضو کرو اگر نہ ملے تو تیمم کر کے پڑھو۔ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے اگر بیٹھ کے نہ پڑھ سکے تو لیٹ کے پڑھے، اگر جسم کو حرکت نہ دے سکے تو اشارے سے پڑھے ، اگر جسم پر کپڑے نہ ہوں تو بھی بیٹھ کر نماز پڑھے، خوف کی حالت میں بھی پڑھے، امن کی حالت میں بھی پڑھے حتیٰ کے حالت جہاد میں بھی نماز ادا کرے۔ اس سے زیادہ اہمیت اور کیا بیان کی جاسکتی ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر اچھی نکل آئی تو باقی اعمال کا حساب نرمی سے لیا جائے گا۔ اگر ٹھیک نہ نکلی تو باقی اعمال کا حساب سختی سے لیا جائے گا۔ اس سے بھی نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

روز محشر جاں گداز بود
اوّل پرسش نماز بود

باب ۹

نماز کا خشوع

لغت میں خشوع کے معنی سکون، تواضع، خوف اور تذلل کے ہیں۔ محقق علماء نے خشوع کی تعریفیں مختلف الفاظ میں بیان کی ہیں بعض نے کہا:

الخشوع التذلل مع خوف و سکون للجوارح

خشوع انتہائے تذلل، خوف اور اعضاء کے سکون کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا کہ

هو جمع الهم لها والاعراض عماسواهاوالتدبر فیمایجری علی لسانه من القرأة والذکر

توجہ کو کامل طور پر دوسروں سے ہٹا کر نماز کی طرف لگانا اور زبان پر جاری قرأت وذکر میں تدبر کرنا۔

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں کہ "دل کا خشوع اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور نگاہ کو نیچا رکھنا ہے۔"

مجاہد کہتے ہیں

انه ههنا غض البصر و خفض الجناح

''خشوع آنکھیں نیچی کر کے عاجزی سے جھکنے کو کہتے ہیں''

حضرت علیؓ فرماتے ہیں **ترک الالتفات خشوع** ''ہر طرف سے توجہ کا ہٹانا خشوع ہے۔''

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ''خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون کرنے والے ہیں۔''

حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ ''بدن کے کسی حصے سے نہ کھیلنا خشوع ہے''

صاحب قاموس نے لکھا ہے خشوع کا مفہوم تواضع کے قریب ہے۔ خشوع کا تعلق اعضائے بدن سے ہے اور خضوع کا تعلق آواز، نگاہ اور سکون اور اظہار عجز سے ہے۔

مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں کہ خشوع ظاہری سکون اور خضوع باطنی سکون کو کہتے ہیں۔

اب آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز میں خشوع و خضوع کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

خشوع و خضوع (قرآن کی روشنی میں)

قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی مؤمنین کو نماز کی ادائیگی پر زور دیا اور اس کے اوصاف اور ثمرات کا ذکر کیا گیا وہاں اقامت صلوۃ کے عنوان سے ہی بات کی گئی۔ مثلاً

اقم الصلوۃ ، اقیمو الصلوۃ ، اقاموا الصلوۃ ، یقیمون الصلوۃ ، و المقیمین الصلوۃ۔

یعنی نماز پڑھو کی بجائے نماز قائم کرو پر زور ہے۔ اور اقامت صلوۃ کی تفسیر

میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔

نماز میں رکوع وسجدہ کو اچھی طرح سے ادا کرے۔ ہمہ تن متوجہ رہے اور خشوع کے ساتھ پڑھے۔

حضرت قتادہؓ سے بھی یہی نقل کیا گیا کہ نماز کا قائم کرنا اس کے اوقات کی حفاظت کرنا اور رکوع وسجود کا اچھی طرح ادا کرنا ہے۔ گویا اقامت صلوۃ کا یہ شاہی حکم خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی گئی نمازوں سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔ نہ کہ غفلت سے پڑھی گئی نماز کے ساتھ۔ اسی لئے قرآن پاک میں نماز کے اندر خشوع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔

◉ ......فرمایا:

وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ

(اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوا کرو)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قانتین کے معنی خاشعین کے ہیں، یعنی خشوع سے نماز پڑھنے والے۔

مجاہد کہتے ہیں حق تعالیٰ کے ارشاد قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ (اور نماز میں کھڑے رہو اللہ کے سامنے مؤدب) اس آیت میں رکوع بھی داخل ہے اور خشوع بھی اور لمبی رکعت ہونا بھی، اور آنکھوں کو پست کرنا بازوؤں کو جھکانا اور اللہ سے ڈرنا بھی شامل ہے۔ لفظ قنوت میں جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

◉ ......ایک جگہ پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ

(میری یاد کیلئے نماز پڑھو)

جب نماز کا مقصد اللہ کی یاد ہے تو پھر وہ نماز نماز کہلانے کا حق نہیں رکھتی جس میں اللہ کی یاد ہی نہ ہو۔

◎......اسی لئے قرآن مجید میں اسی نماز کو ذریعہ فلاح بتایا گیا جو خشوع کے ساتھ پڑھی گئی ہو۔فرمان باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (المؤمنون:۱)

کامیاب ہو گئے وہ ایمان والے جو اپنی نمازوں کو خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اس آیت میں نماز میں خشوع اختیار کرنے والے مؤمنین کو کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔کامیابی کیلئے یہ جو لفظ فلاح بولا گیا یہ بہت جامع لفظ ہے جس میں دنیا آخرت کی ہر قسم کی کامیابی شامل ہے۔بلکہ محققین نے کہا

لیس فی کلام العرب کله اجمع من لفظة الفلاح لخیری الدنیا و الآخرة

(پوری لغت عرب میں لفظ فلاح سے جامع کوئی ایسا لفظ نہیں جو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہو)

اس کے برعکس قرآن پاک میں متعدد مقامات پر نماز سے غفلت و بے توجہی سے ڈرایا بھی گیا ہے۔اور ایسے نمازیوں کو وعیدیں سنائی گئی ہیں

◎......اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآؤُنَ○ (الماعون:۱۔۳)

(بڑی خرابی ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، جو دکھلاوا

کرتے ہیں)

مفسرین نے بے خبر ہونے کی مختلف تفسیریں کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ نماز کے وقت کی خبر نہ ہو اور قضا کر دے دوسرے یہ کہ متوجہ نہ ہو اور ادھر ادھر مشغول ہو۔ تیسرے یہ کہ یہ ہی خبر نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں نماز سے غفلت کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

و اما عن ادائها بار کا نها و شروطها علی الوجه المامور به و اما عن الخشوع فیها و التدبر لمعانیها فاللفظ یشمل ذلک کله و لکل من اتصف بشیء من ذلک قسط من هذه الآیة (تفسیر ابن کثیر ص ۴۵۵، ج ۴)

''جو لوگ اپنی نمازوں کو اچھی طرح ارکان کی شرائط کے ساتھ ادا کرنے سے غفلت برتتے ہیں، یا جو لوگ اپنی نمازوں میں خشوع پیدا کرنے کی فکر نہیں کرتے اور جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ بھی اس آیت کے مصداق ہیں۔ اور جس ویل کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے ان کو بھی اس عذاب اور سزا میں سے حصہ ملنے والا ہے۔''

◎......ایک دوسری جگہ منافقین کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

وَ اِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا (النساء:۱۴۲)

(اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے اور اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے مگر تھوڑا سا)

ایک جگہ پر چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (مریم:۵۹)

پس ان نبیوں کے بعد بعض ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑ گئے سو عنقریب آخرت میں بڑی خرابی دیکھیں گے۔

◉......ایک جگہ ارشاد فرمایا

وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَ لَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ (توبہ :۵۴)

اور ان کی خیرات قبول ہونے میں اس کے سوا اور کوئی چیز مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز نہیں پڑھتے مگر کاہلی کے ساتھ اور نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتے مگر گرانی کے ساتھ۔

ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت ایسی ہی نماز چاہتے ہیں جو حضور قلب کے ساتھ اور خشوع وخضوع سے پڑھی گئی ہو جب کہ غفلت وسستی اور بے دھیانی سے پڑھی گئی نماز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے۔

خشوع نماز احادیث کی روشنی میں

بہت سے احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے۔

◎......ایک موقع پر آپ نے نماز کے بارے میں فرمایا

انما الصلوة تمکن و تواضع (ترمذی بروایت فضل بن عباس)

بے شک نماز سکون اور تواضع کا نام ہے

◎......ایک حدیث میں فرمایا

و تخشع و تضرع و تمسکن (البخاری،ا:۲۲۳)

اور نماز خشوع، تضرع اور عاجزی کا نام ہے۔

◎......ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا

لا صلوۃ الا بحضور القلب

حضور قلب کے بغیر نماز ہی نہیں

◎......ایک حدیث میں فرمایا

لا ینظر اللہ الیٰ صلوۃ لا یحضر الرجل فیھا قلبہ مع بدنہ

اللہ تعالیٰ ایسی نماز کی طرف دیکھتے ہی نہیں جس میں آدمی اپنے جسم کے ساتھ دل کو بھی حاضر نہ کرے۔

◎......ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا

یا ایھا الناس ایاکم و الا لتفات فانہ لا صلوۃ للملتفت

اے لوگو! غیر کی طرف متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ غیر کی طرف متوجہ ہونے سے نماز نہیں ہوتی۔ (مسند احمد)

◎......ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ عزوجل یقبل علی المصلی مالم یلتفت

اللہ تعالیٰ نمازی پر اس وقت تک متوجہ رہتا ہے جب تک کہ وہ ادھر ادھر

متوجہ نہ ہو۔ (ابوداؤد، نسائی، حاکم، ابوذرؓ)

◎......نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

جب کوئی بندہ نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ نمازی فوراً اللہ کے حضور پہنچتا ہے پھر اگر وہ نمازی کہیں اور خیال لے کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرماتے ہیں الیٰ خیر منی؟ الیٰ خیر منی؟ کیا مجھ سے اچھا کوئی نظر آیا جس کی طرف تو متوجہ ہوتا ہے۔ (ترغیب)

◎......رسالت مآب ﷺ نے خشوع اور بغیر خشوع کے ادا کی جانے والی نماز میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ان الرجلین من امتی لیقومان الیٰ الصلوة و رکوعهما و سجودهما واحد و ان مابین صلاتیهما ما بین السماء و الارض

میری امت میں سے دو آدمی نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، (بظاہر) ان دونوں کے رکوع اور سجدے برابر ہیں، مگر ان دونوں کی نمازوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ (خشوع وخضوع کی وجہ سے)

نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف بہت سی احادیث میں خشوع کی اہمیت کو بیان فرمایا بلکہ صحابہ کرام کی خشوع وخضوع کے معاملے میں عملاً تربیت بھی فرمایا کرتے تھے۔

◎......حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، پھر آکر حضور کو سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

ارجع فصل فانک لم تصل

(جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی)

تین بار ایسا ہی ہوا کہ وہ نماز پڑھ کر آیا اور آپ نے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس نے کہا قسم اللہ کی جس نے آپ کو دین برحق دے کر بھیجا ہے مجھے اس کے سوا اچھی نماز نہیں آتی لہذا مجھے سکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم نماز کو کھڑے ہو تو پہلے خوب اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رو کھڑے ہو جاؤ پھر تکبیر کہو پھر قرآن کا جو حصہ تمہیں آسان ہو وہ پڑھو پھر رکوع کرو اور تمہارا رکوع اطمینان کے ساتھ ہو پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ میں جاؤ اور تمہار سجدہ اطمینان سے ہو پھر سجدے سے اٹھ کر بیٹھو اور اس بیٹھنے میں بھی اطمینان ہو، اس کے بعد دوسرا سجدہ کرو اور یہ سجدہ بھی اسی طرح اطمینان کے ساتھ ہو پھر اسی طرح اپنی پوری نماز میں کرو۔

◎......ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کی ایک جماعت کے ساتھ آپ مسجد ہی میں بیٹھ گئے اتنے میں ایک شخص ان میں آ کر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور لگا جلدی جلدی رکوع کرنے اور سجدے میں ٹھونگیں سی مارنے حضور ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اس شخص کو دیکھتے ہو؟ اگر یہ ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو دین محمدی پر نہیں مرے گا۔ یہ نماز میں ایسی ٹھونگیں مارتا ہے جیسے کوا خون میں جلدی جلدی چونچیں مارتا ہے۔

◎......ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کہ نماز اس طرح پڑھا کرو گویا یہ آخری نماز ہے، اور اس طرح پڑھا کرو جیسے وہ شخص پڑھتا ہے جس کو یہ گمان ہو کہ اس وقت کے بعد مجھے دوسری نماز کی نوبت ہی نہ آئے گی۔ (جامع الصغیر)

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخصیت کو نصیحت فرمائی

و اذا صلیت فصل صلاۃ مودع (ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح)

(جب تو نماز پڑھے تو رخصت ہونے والے کی طرح نماز پڑھ)

◎......ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اسوء الناس سرقة الذی یسرق صلوته ، قالو یا رسول الله و کیف یسرق صلوته قال لا یتم رکوعها و لا سجودها

بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو نماز میں سے بھی چوری کر لے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں سے کس طرح چوری کرے گا۔ ارشاد فرمایا کہ رکوع وسجدہ اچھی طرح سے نہ کرے۔

نبی اکرم ﷺ خشوع خضوع کی تربیت اس انداز میں فرماتے تھے کہ باریک باریک باتوں کی نشاندہی فرماتے۔

◎......آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لو خشع قلب هٰذا الخشعت جوارحه (حکیم ترمذی، ابو ہریرہؓ)

اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خشوع کرتے۔

◎......حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا ینظر الله تعالیٰ الی صلاۃ عبد لا یقیم فیها صلبه بین

رکوعها وسجودها

اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتے جو رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔

⊙......ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا۔

مثل الذی لا یقیم صلبه فی صلاته کمثل حبلی حملت فلما دنا نفاسها اسقطت فلا هی حمل و لا هی ذات ولد

جو شخص نماز میں پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی مثال اس حاملہ عورت کی سی ہے جس کا ولادت کے وقت حمل ساقط ہو جائے، نہ وہ حاملہ رہی نہ صاحب اولاد

⊙......حضرت عائشہؓ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے۔فرمایا یہ شیطان کا نماز میں سے اچک لینا ہے۔

⊙......ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نماز کے وقت اپنے بندے کی طرف برابر متوجہ رہتے ہیں جب تک کہ وہ دوسری طرف التفات نہ کرے۔جب دوسری طرف التفات کرتا ہے یعنی گوشہ چشم سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے رخ پھیر لیتے ہیں۔

⊙......حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

نماز میں خشوع یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا یہ نہ جانے کہ اس کے دائیں طرف کون شخص ہے اور بائیں طرف کون ہے۔

⊙......بعض لوگوں کو نماز میں اوپر دیکھنے کی عادت ہوتی ہے۔اس کے بارے میں

آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی فرمایا:

جو لوگ نماز میں اوپر دیکھتے ہیں وہ اپنی اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ نگاہیں اوپر ہی رہ جائیں گی۔

◉......بعض لوگ نماز میں آنکھیں بند کرنے کے عادی ہوتے ہیں، نبی علیہ السلام نے اس بات سے بھی منع فرمایا۔ فرمایا:

تم میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو آنکھیں بند نہ کرے (طبرانی)

◉......نگاہ کے بارے میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے چنانچہ فرمایا:

اپنی نگاہ کو اس جگہ رکھو جس جگہ سجدہ کرتے ہو اور نماز میں دائیں بائیں التفات نہ کرو۔

◉......بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ آدمی بظاہر تو لمبے لمبے رکوع اور سجدے کرتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے کوئی بڑا ہی ڈوب کر نماز پڑھ رہا ہے لیکن حقیقۃً اس کے دل کی یہ حالت ہوتی ہے کہ غفلت اور انتشار میں ڈوبا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حالت سے بھی متنبہ فرمایا۔

حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نفاق کے خشوع سے اللہ ہی سے پناہ مانگو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ظاہر میں تو سکون اور دل میں انتشار ہو۔

◉......حضرت ابو درداء بھی اس قسم کا ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ

''نفاق کا خشوع یہ ہے کہ ظاہر بدن تو خشوع والا معلوم ہو اور دل میں خشوع نہ ہو''۔

بہت سی احادیث میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام بطور ترغیب خشوع کے فضائل بھی بیان فرمائے تاکہ مؤمنین کے دل میں خشوع وخضوع والی نماز کا شوق پیدا ہو۔

◎......فرمایا:

من صلی رکعتین لم یحدث فیهما نفسه بشیء من الدنیا غفر له ما تقدم من ذنبه (رواہ ابن ابی شیبہ، بخاری ومسلم)

یعنی جو شخص دو رکعتیں پڑھے اور ان میں اپنے دل میں دنیا کی کوئی بات نہ کرے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

◎......ایک موقع پر فرمایا:

فیحسن وضوءها و خشوعها و رکوعها الا کانت له کفارة لما قبلها من الذنوب ما لم تؤت کبیرة (مسلم)

پس اس نے اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع و رکوع خوب کیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے بشرطیکہ اس نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

◎......ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا

اذا قام العبد الی صلاته فکان هواه و وجهه و قلبه الی الله عز و جل انصرف کیوم و لدته امه

جب بندہ نماز کیلئے کھڑا ہو اور اس کی خواہش، اس کا چہرہ اور اس کا دل

سب اللہ کی طرف متوجہ ہو تو وہ نماز سے ایسے فارغ ہوگا جیسے اس دن جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (مسلم، احیاء العلوم)

◉ ......اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا‘

فمن فرغ لها قلبه و حافظ عليها بحدها و وقتها و سننها فهو مؤمن (کنز العمال، ۲۷۹:۷)

جس نے نماز کیلئے دل خالی کرلیا اور نماز کے آداب وسنن کا لحاظ رکھا وہ مؤمن ہے۔

◉ ......اور آپ ﷺ نے فرمایا‘

جنت میں ایک نہر ہے جس کو (کشادہ) کہا جاتا ہے۔ اس میں ایسی حوریں ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے زعفران سے پیدا کیا ہے۔ وہ موتی اور یاقوت سے کھیلتی ہیں اور ستر ہزار زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں ان کی آواز حضرت داؤدؑ کی آواز سے بھی حسین تر ہے اور یہ کہتی ہیں کہ ہم اس کے لئے ہیں جو خشوع وخضوع اور حضور قلب کے ساتھ نماز ادا کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسے ضرور اپنی جنت میں رہائش دوں گا اور ضرور اسے اپنی زیارت کراؤں گا۔

خشوع وخضوع اکابرین امت کی نظر میں

اب خشوع پر اکابرین کے کچھ اقوال اور ملفوظات درج کیے جاتے ہیں۔

◉ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ خشوع دل میں ہوتا ہے۔

یہ بھی ان کا قول ہے کہ

دائیں بائیں التفات یعنی گوشۂ چشم سے دیکھنے سے بچنا خشوع ہے۔

◎ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نماز میں سکون سے رہنے والے ہیں۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے

حضور قلب سے پڑھی گئی دو رکعتیں ان ہزار رکعتوں سے افضل ہیں جن میں دل غیر حاضر ہو (تنبیہ المغترین)

◎ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے برسر منبر ارشاد فرمایا کہ ''آدمی کے دونوں رخسار اسلام میں سفید ہو جاتے ہیں (بوڑھا ہو جاتا ہے) لیکن اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس نے کوئی نماز بھی پوری نہیں پڑھی ہوتی'' لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا وہ نماز میں خشوع اور تواضع اختیار نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ نہیں ہوتا اس لئے اس کی کوئی نماز بھی پوری نہیں۔

◎ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دوسروں سے زیادہ مختصر نماز پڑھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس تخفیف سے ہم شیطانی وساوس کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

◎ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا جو شخص نماز میں بالارادہ دیکھے کہ میرے دائیں اور بائیں کون کھڑا ہے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

◎ حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں صاحب خشوع کی چار صفات ہیں **اعظام المقام و اخلاص المقال و الیقین التمام و جمع الھم** بارگاہ خداوندی کو عظیم جاننا، قرأت میں اخلاص، کامل یقین اور کامل توجہ۔

◎ حضرت عطاؒ سے منقول ہے جب انسان نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ابن آدم الی من تلتفت ان اخیر لک ممن تلتفت الیه

اے ابن آدم! تو کس طرف متوجہ ہے کیا وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہے جس طرف تو متوجہ ہے۔ (ترغیب)

- حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا جسے نماز میں خشوع حاصل نہیں اس کی نماز ہی نہیں۔
- ایک شخص نے بلند آواز سے سید علی خواصؒ سے دریافت کیا کہ آپ نے عصر کی نماز ادا کر لی؟ آپ خاموش رہے اور اس کو کچھ دیر تک جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ آئندہ مجھ سے یہ سوال نہ کرنا ورنہ مجھ سے جھوٹ بلوائے گا کیونکہ نماز اسے کہتے ہیں جس میں شروع سے لے کر آخر تک بندہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو۔
- حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں:

سجدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملانے اور رکوع میں انگلیوں کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ شریعت نے انگلیوں کو ملانے اور کھولنے کا حکم بے فائدہ نہیں دیا...... مزید فرماتے ہیں نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمائے رکھنا رکوع کی حالت میں پاؤں پر نگاہ رکھنا اور سجدہ میں جا کر ناک پر رکھنا اور بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں پر نگاہ رکھنا نماز میں خشوع پیدا کرتا ہے اور اس سے نماز میں دلجمعی نصیب ہوتی ہے۔

- حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ خشوع کی حقیقت یہ ہے کہ:

کسی نیک عمل میں بطور مقصودیت کوئی غیر اللہ قلب میں حاضر نہ ہونا اور قلب کا التفات بطور تخیل بھی کسی جانب نہ ہونا (خشوع ہے) خشوع لغۃً مطلق سکون ہے اور شرعاً سکون جوارح، جسکی حقیقت ظاہر ہے۔

(شریعت و تصوف)

◉ حضرت مولانا مفتی شبیر عثمانی صاحبؒ نے فرمایا کہ:

اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کے تابع ہے۔ جب نماز میں قلب خاشع و خائف اور ساکن و پست ہوگا تو خیالات ادھر ادھر بھٹکتے نہیں پھریں گے ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے پھر خوف و ہیبت اور سکون و خضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہوں گے مثلاً باز و اور سر جھکانا، نگاہ پست رکھنا، ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا، ادھر ادھر نہ تاکنا، کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا، انگلیاں نہ چٹخانا اور اسی قسم کے بہت سے افعال اور احوال لوازم خشوع میں سے ہیں۔

خشوع و خضوع نماز کی روح ہے:

ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ہوتا ہے، ایک جسم ہوتا ہے اور ایک اس کی روح ہوتی ہے۔ نماز بھی اگرچہ ظاہراً کچھ کلمات اور کچھ افعال بدنی (قیام، رکوع و سجود وغیرہ) پر مشتمل ہے لیکن اس کی روح اس کا خشوع و خضوع ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں

و روح الصلٰوۃ ھی الحضور مع اللہ و الاستشراف للجبروت تذکر جلال اللہ تعظیم ممزوج بمحبۃ و طمانینۃ

(اللہ کے سامنے حضوری اور مسکنت و محبت آمیز تعظیم کے ساتھ اس کے جلال و جبروت کا تصور اور گہرا دھیان بس یہی نماز کی روح ہے۔)

اہل لغت نے لفظ صلٰوۃ کے جو معنی بتائے ہیں اس میں صلوۃ بمعنی دعا منقول ہے یعنی اللہ کو پکارنا۔ اور صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق نبی علیہ السلام نے فرمایا

ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانہ یناجی ربہ

(جب کوئی نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے مناجات کرتا ہے)

اور ظاہر ہے کہ دعا اور مناجات تو حضور قلب اور سراپائے انکسار و عجز سے ہی کی جاسکتی ہیں۔اور اگر یہی نہ رہے تو نماز کا مقصود جاتا رہے گا۔

چنانچہ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ:

نماز کی اصل روح خشوع وخضوع ہے اور تمام نماز میں حضوری ءقلب ہے۔نماز اسی قدر لکھی جاتی ہے جس قدر حضوری قلب ہو، نماز باروح وہی ہے جس میں اول سے آخر تک دل حاضر رہے۔

تو معلوم ہوا کہ نماز کی حقیقت اور نماز کی روح اس کا خشوع وخضوع ہی ہے۔ خشوع وخضوع کے بغیر غفلت اور بے توجہی کے ساتھ پڑھی گئی نماز بغیر روح کے ایک بے جاں لاشے کی طرح ہے اگرچہ ظاہری حرکات کے اعتبار سے وہ بھی ایک نماز نظر آتی ہے۔

خشوع کی اہمیت کی ایک تمثیل سے وضاحت

خشوع وخضوع کی اہمیت کو سمجھنے کیلئے درج ذیل تمثیل پر غور فرمائیں۔

جس طرح انسان بہت سے اجزاء کا مجموعہ ہے، مثلاً اس میں روح ہے جو ہم کو نظر ہی نہیں آتی مگر وہی انسان کا سب سے اہم جزو ہے اور اسی سے اس کی زندگی قائم رہتی ہے۔اسی طرح جگر، معدہ، قلب ودماغ وہ اعضاء ہیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی جاتا رہے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔پھر ان کے علاوہ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان ناک، زبان یہ ایسے اعضاء ہیں کہ ان میں سے ہر ایک پر اگرچہ انسان کی زندگی موقوف نہیں، لیکن پھر بھی ان کی خاص اور غیر معمولی اہمیت ہے اور ان میں

سے کوئی ایک بھی ماؤف ہو جائے تو آدمی میں بڑا نقص پڑ جاتا ہے اور انسانیت کے بہت سے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ کچھ ایسے اجزاء ہیں جن کو صرف خوبصورتی میں دخل ہے اور ان کے نہ ہونے یا خراب ہونے سے آدمی بدصورت اور قبیح المنظر معلوم ہونے لگتا ہے جیسا کہ داڑھی کے بال پلکوں کے بال، ناک یا کان کا خارجی حصہ وغیرہ وغیرہ۔ پھر ان سب کے علاوہ کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جس کو صرف کمال حسن میں دخل ہے، مثلاً اٹھی ہوئی ناک کشادہ پیشانی، کمان دار بھویں، رنگ میں سپیدی اور سرخی کی آمیزش وغیرہ وغیرہ۔

بالکل اسی طرح نماز کے بھی بہت سے اجزاء ہیں، جن میں سے بعض بعض سے زیادہ اہم ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کی لاشریک الوہیت اور اس کی شان رحیمی وقہاری کا تصور کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کا قصد اور اس کی عبادت کا ارادہ (یعنی نیت جو قلب کا فعل ہے) اور دوران نماز اس کی عظمت وکبریائی اور اپنی ذلت وپستی کا دھیان، اور خشوع وخضوع کی کیفیت یہ سب بمنزلہ روح کے ہیں۔ لہٰذا بالفرض کوئی نماز ان سے بالکل خالی ہو تو یقیناً وہ بے روح نماز ہے اور اسکی مثال بالکل اسی انسانی ڈھانچے کی سی ہے جس کے ظاہری اعضاء ہاتھ پاؤں وغیرہ تو صحیح وسالم ہوں لیکن اس میں سے روح نکل چکی ہو، الغرض نماز میں نیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا دھیان اور خشوع کی کیفیت کا درجہ وہی ہے جو انسان کے وجود میں روح کا ہے۔

پھر قیام وقرأت، رکوع وسجود وغیرہ ارکان نماز کی حیثیت بالکل وہی ہے جو انسانی جسم میں دل ودماغ اور جگر ومعدہ جیسے اعضاء رئیسہ کی ہے۔ جس طرح ان اعضاء میں سے اگر ایک بھی نکال دیا جائے انسان زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح

نماز کے ارکان میں سے اگر کوئی رکن فوت ہو جائے تو نماز باقی نہ رہے گی۔

تیسرا درجہ واجبات کا ہے ان میں سے کسی کے فوت ہو جانے سے نماز ایسی ناقص ہو جائے گی جیسے کہ ظاہری اعضاء ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک وغیرہ کے جاتے رہنے سے انسان ناقص اور ادھورا رہ جاتا ہے۔

چوتھا درجہ سنن و مستحبات کا ہے، پس نماز میں جو چیزیں سنت اور مستحب کے درجہ کی ہیں، ان کے فوت ہو جانے سے ویسی ہی کمی اور بدصورتی آجاتی ہے جیسا کہ بھوؤں یا پلکوں کے بال گر جانے سے یا ناک، کان ہونٹ کا کوئی حصہ کٹ جانے سے آدمی بدصورت ہو جاتا ہے۔

پانچواں درجہ آداب اور لطائف کا ہے، مثلاً یہ کہ نماز کے افتتاح یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور قیام کے دوران میں نمازی کے ظاہر و باطن کی کیفیت کیا ہو، قرأت کس طرح اور کن رعایات اور کیفیات کے ساتھ کرے، پھر رکوع، قومہ، سجدہ، جلسہ اور قعدہ میں اور ان کے درمیانی انتقالات میں ظاہر و باطن کی کیا کیفیت ہو، سب نماز کے آداب اور لطائف ہیں اور ان کی حیثیت وہی ہے جو انسان کے ظاہری اور باطنی محاسن کی ہوتی ہے اور جس طرح ظاہری و باطنی کمالات اور محاسن کی کمی بیشی آدمی کے درجہ کو گھٹاتی اور بڑھاتی ہے، اسی طرح نمازوں کا درجہ بھی ان آداب و لطائف ہی کے لحاظ سے ادنیٰ یا اعلیٰ ہوتا ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات ایک صف میں برابر برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے دو آدمیوں کی نمازوں میں (ان آداب و لطائف ہی کی کمی بیشی سے) قطرہ و سمندر اور ذرہ و پہاڑ کا سا فرق ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الرجلین من امتی لیقومان الیٰ الصلوۃ و رکوعھما و سجودھما واحد و ان مابین صلاتیھما ما بین السماء و الارض

(میری امت میں سے دو آدمی نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، (بظاہر) ان دونوں کے رکوع اور سجدے برابر ہیں، مگر ان دونوں کی نمازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے)

خشوع کی فقہی حیثیت

خشوع خضوع اگر چہ نماز کی روح ہے تاہم کتب فقہ میں فقہائے کرام نماز کی شرائط اور فرائض و واجبات کو بیان کرتے ہوئے خشوع پر زیادہ کلام نہیں کرتے۔ اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا خشوع بھی نماز کا کوئی رکن ہے یا فضائل میں سے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ فقط تکبیر میں دل حاضر ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ خشوع کو نماز میں ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ فقہاء کے علم کے دائرہ کار میں فقط ہیئت نماز کا بیان ہے کیفیت نماز کا بیان نہیں ہے۔ لہٰذا وہ یہ تو بیان کرتے ہیں کہ کن اراکین کے ادا کر دینے سے نفس نماز ادا ہو جاتی ہے کہ بندہ کا شمار تارکین نماز میں نہ ہو۔ لیکن نماز کس درجے کی ہے قبولیت کا درجہ رکھتی ہے یا منہ پر مار دینے کے قابل ہے اس کا بیان ان کے موضوع علم سے خارج ہے۔ اسی لئے صاحب روح المعانی نے کہا ہے کہ خشوع اجزائے صلوٰۃ کیلئے شرط نہیں ہے لیکن قبول صلوٰۃ کیلئے شرط ہے۔

بعض ائمہ دین کا یہ فتویٰ ہے کہ جو نماز خشوع سے خالی ہو وہ نماز ہی نہیں۔

بروایت شیخ ابو طالب مکی حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا

من لم یخشع فسدت صلوته

جس کی نماز خشوع سے خالی رہی اس کی نماز فاسد ہے۔

اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے نقل کیا گیا

کل صلوۃ لا یحضر فیھا القلب فھی الی العقوبۃ اسرع

جو نماز دل کی حضوری کے بغیر غفلت ہی میں ادا کی جائے اس پر ثواب کی امید سے زیادہ عذاب کا اندیشہ ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ خشوع نماز کے ہر رکن کیلئے شرط ہے۔ بعض احادیث سے اسی بات کی صراحت ثابت ہوتی ہے کہ حقیقی نماز وہی ہے جو خشوع سے پڑھی جائے اور پڑھنے والے کو ثواب بھی اسی قدر ملتا ہے جس قدر اس کا دل نماز میں حاضر ہو مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا

لا صلوۃ الا بحضور قلب

حضور قلب کے بغیر نماز ہی نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

لیس للعبد من الصلوۃ الا ما عقل منھا

آدمی کے لئے نماز میں سے اتنا ہی حصہ ہوتا ہے جتنا کہ اس نے سمجھا ہوتا ہے۔

حافظ ابن قیمؒ اپنی کتاب الصلوۃ و احکام تارکھا میں اسی حدیث مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نمازی نے اگر اپنی نماز میں ی ایک ہی جزو کو سمجھ کر ادا کیا ہو تو اس کو اجر و ثواب صرف اسی جزو کا ملے گا اگرچہ نماز کا بوجھ اس کا سر سے اتر گیا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا

ان الرجل لینصرف و ما کتب له الا عشر صلوته تسعها ثمنها سبعها ، سدسها خمسها ربعها ثلثها نصفها

آدمی جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو کسی کیلئے اس کے ثواب میں سے دسواں حصہ لکھا جاتا ہے، کسی کیلئے نواں حصہ، کسی کیلئے آٹھواں، ساتواں چھٹا پانچواں، چوتھائی، تہائی، اور آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جس قدر خشوع ہوگا اسی قدر وہ مقبول ہوگی اور جس قدر خشوع میں کمی ہوگی اسی قدر اس کے ثواب اور قبولیت میں کمی رہے گی۔ بلکہ بعض اوقات عذاب کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ فقہائے کرام نے خشوع کی کم سے کم مقدار جو رکھی ہے وہ یہ ہے کہ تکبیر کہتے وقت دل حاضر ہو، اگر کوئی اسی شرط کے ساتھ نماز ادا کرلے تو ترک نماز کے حکم سے نکل جائے گا۔ تارک نماز کا عذاب بہ نسبت غافل نمازی کے بہت سخت ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے نمازیوں کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) مطہاون فی الصلوۃ

نمازیوں کی پہلی قسم کو مطہاون فی الصلوۃ کہتے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جو نماز بے قاعدگی سے پڑھتے ہیں یا سستی کرتے ہیں۔ یعنی کبھی پڑھ لی کبھی نہ پڑھی۔ کبھی

دیر سے پڑھی اور کبھی قضا کر کے پڑھی۔ ایسے ہی نمازیوں کے بارے یہ آیت نازل ہوئی کہ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلٰوتِهِمۡ سَاهُوۡنَ۔ ہلاکت ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں۔

(۲) معاقب فی الصلوۃ

دوسری قسم کے نمازیوں کو معاقب فی الصلوۃ کہتے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جو نماز تو باقاعدگی سے پڑھتے ہیں لیکن نماز میں بھی ان کا دھیان دنیا ہی کی طرف لگا رہتا ہے۔ پوری نماز میں وہ بجائے اللہ رب العزت سے مناجات کرنے کے دنیا ہی کے تانے بانے بنتے رہتے ہیں۔ یہ نمازی ایسے ہیں کہ جن سے مؤاخذہ ہوگا کہ نماز کو برے طریقے سے کیوں پڑھا، تمہیں ذرا بھی احساس نہیں کہ تم شہنشاہ کے دربار میں کھڑے ہو۔ لہٰذا ان کو سزا ہوگی لیکن یہ ترک نماز کے بڑے عذاب سے بچ جائیں گے۔

(۳) معفون عنہ

تیسری قسم کے نمازی معفون عنہ کہلاتے ہیں یہ وہ نمازی ہیں جو اپنے دھیان کو اللہ کی طرف لگانے کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ کہ پھر بھی ان کا خیال دنیا کی طرف چلا جاتا ہے لیکن وہ یکسو ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کا معاملہ فرمائیں گے اور ان کی کمی کوتاہی کو معاف فرما دیں گے۔

(۴) خاشعین

چوتھی قسم کے نمازی خاشعین کہلاتے ہیں یہ وہ ہیں جو تکبیر تحریمہ کہتے ہی مخلوق

سے کٹ جاتے ہیں اللہ سے جڑ جاتے ہیں۔ ایسے ہی نمازیوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

(۵) مقربین

پانچویں قسم کے نمازی وہ ہیں جو مقربین کہلاتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ انہیں نماز کے بغیر چین ہی نہیں آتا۔

امت مسلمہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسے نماز جیسی عظیم الشان عبادت کا تحفہ ملا۔ اور تحفہ بھی وہ جو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو عرش پر بلوا کر اپنے قرب خاصہ میں عطا کیا۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہم آج اس تحفے کے ناقدرے نکلے ہیں۔ وہ نماز جسے معراج المؤمنین کہا گیا، آج مؤمنین کی معراج نہ بن سکی۔ وہ نماز جسے نبی علیہ السلام نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتایا تھا۔ آج ہمارے اوپر بوجھ بن گئی ہے۔ آج ۷۵ فیصد مسلمان تو نماز جیسی عظیم عبادت کو ترک ہی کر چکے ہیں اور جو ۲۵ فیصد نمازی ہیں ان میں بھی اکثریت ایسی ہے جو نماز کو بطور خانہ پری کے پڑھتے ہیں۔ شوق و محبت اور احساس بندگی کے ساتھ نماز ادا کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔

آج ہم نمازیں اس طرح سے پڑھتے ہیں کہ اللہ اکبر کہنے سے لے کر سلام پھیرنے تک ہمیں ایک دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کا خیال نہیں آتا۔ دوکاندار اپنی دوکان سے نہیں نکلتا۔ ڈاکٹر اپنے کلینک سے نہیں نکلتا اور کسان اپنی کھیتی سے باہر نہیں آتا۔

ایسے ہی نمازیوں کے لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

یاتی علی الناس زمان یصلون و لا یصلون

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ نماز پڑھتے ہوں گے لیکن نمازی نہیں ہوں گے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں بتاؤں سب سے پہلے کیا چیز دنیا سے اٹھے گی، سب سے پہلے نماز کا خشوع اٹھ جائے گا تو دیکھے گا کہ بھری مجلس میں ایک بھی شخص خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ہوگا۔

آج وہی وقت آچکا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہر مسلمان اجتماعی طور پر بھی پریشان ہے اور اپنے ذاتی احوال میں بھی پریشان ہے۔ اجتماعی طور پر اگر ہم اپنی قوم کو دیکھیں تو جس ذلت و رسوائی اور پستی کا شکار ہم آج ہیں پہلے کبھی نہ تھے۔ آج طاغوتی طاقتیں ہر طرف سے ہمارے اوپر چڑھ دوڑی ہیں لیکن ہماری بے بسی دیدنی ہے۔ اور اگر مسلمانوں کے ذاتی احوال کو دیکھیں تو ہر شخص طرح طرح کے مسائل اور پریشانیوں کا شکار نظر آتا ہے۔ کوئی بیماریوں کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی معاشی حالات کی وجہ سے پریشان ہے اور کوئی خاندانی رشتوں کی وجہ سے پریشان ہے الغرض کہ ہر شخص عجیب و غریب مسائل میں الجھا ہوا نظر آتا ہے۔ ان تمام اجتماعی اور ذاتی مصائب میں مبتلا ہونے کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ ہم نے نماز جیسی عظیم عبادت کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہم نماز کو ہی قائم کر لیتے اور اس کو تمام تر آداب و شرائط کی رعایت کے ساتھ ادا کرنے والے بن جاتے تو یہ ہمارے تمام تر اجتماعی اور ذاتی مسائل کا مداوا بن جاتی۔

اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں و استعینوا بالصبر و الصلوۃ کہ تم اپنے امور میں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرو نماز سے اور صبر سے۔ لیکن ہم اللہ رب العزت کے بتائے ہوئے اس نسخہ پر عمل نہیں کرتے۔ ہم خشوع سے خالی نمازیں پڑھتے ہیں ...... اور ہماری یہ نمازیں بجائے شرف قبولیت پانے کے اللہ کے غضب کا باعث بن جاتی ہیں۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ان الرجل لیصلی ستین سنة و ما له صلوة قیل و کیف ذٰلک؟ قال یتم الرکوع ولا یتم السجود و یتم السجود و لا یتم الرکوع

ایک آدمی ساٹھ (٦٠) سال نماز پڑھتا ہے اور فی الحقیقت اس کی ایک بھی نماز نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا' یہ کیسے؟ ارشاد فرمایا وہ رکوع ٹھیک کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا اور سجدہ پورا کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے خاص راز دار صحابی کہلاتے ہیں۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع سجدہ پورا نہیں کرتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کتنے عرصے سے ایسی نمازیں پڑھتے ہو؟ اس نے کہا' چالیس سال سے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تم نے گویا نماز پڑھی ہی نہیں اگر تم اسی حالت میں مر گئے تو فطرت پر نہیں مرو گے۔ (کتاب الصلوۃ۔ ابن قیمؒ)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جب مؤمن بندہ نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع و سجود کو اچھی طرح بجالاتا ہے تو اس کی نماز بشاشت والی اور نورانی ہوتی ہے اور فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں وہ نماز اپنے نمازی کیلئے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے:

حفظک اللہ سبحانہ کما حفظتنی

اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔

اور اگر نماز کو اچھی طرح سے ادا نہیں کرتا تو وہ نماز ظلمت والی رہتی ہے فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے اور وہ اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے وہ نماز اس نمازی کو بددعا دیتی ہے اور کہتی ہے۔

ضیعک اللہ تعالیٰ کما ضیعتنی

اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔

ایک اور حدیث میں اسی قسم کا مضمون منقول ہے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

کہ جو شخص نماز کو اپنے وقت پر پڑھے، وضو اچھی طرح کرے، خشوع و خضوع سے بھی پڑھے، کھڑا بھی پورے وقار سے ہو پھر اسی طرح رکوع وسجدہ بھی اچھی طرح اطمینان سے کرے غرض ہر چیز کو اچھی طرح ادا کرے تو وہ نماز نہایت روشن چمکدار بن کر جاتی ہے اور نمازی کو دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری بھی ایسی ہی حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو شخص نماز کو بری طرح پڑھے وقت کو ٹال دے وضو بھی اچھی طرح نہ کرے اور رکوع سجدہ بھی اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز بری صورت سیاہ رنگ میں بددعاء دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ایسے ہی برباد کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔ اس کے بعد وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

اب ہم ذرا اپنی نمازوں پر غور کریں کہ ہم ان کی حفاظت کرنے والے ہیں یا انہیں ضائع کرنے والے ہیں۔ یقیناً آج ہم اپنی نمازوں سے غافل ہیں، ان

کی حفاظت نہیں کرتے اسی لئے اللہ کی رحمت ونصرت کی بجائے اللہ کے غضب کا شکار ہیں۔

عارف امت شیخ محی الدین اکبر ابن عربیؒ نے ایسے ہی لوگوں کے متعلق جو غفلت اور بے پروائی سے نمازیں پڑھتے ہیں ایک نظم میں فرماتے ہیں:

کم من مصل ماله من صلوته
سوی روية المحراب و الكد و العنا

(بہت سے نمازی ایسے ہیں کہ مسجد کی محراب دیکھنے اور خواہ مخواہ کی تکلیف ومشقت اٹھانے کے سوا ان کی نمازوں کا کوئی حاصل نہیں)

تصلی بلا قلب صلوة بمثلها
يصير الفتی مستوجبا للعقوبة

(اے غافل! تو بے دل لگائے ایسی نماز پڑھتا ہے کہ اس قسم کی نماز سے آدمی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔)

فويلک تدری من تناجی معرضا
و بين يدی من تنحنی غير مخبت

(افسوس ہے کہ تجھ پر تو جانتا ہے کہ کس سے تو بے توجہی سے باتیں کر رہا ہے اور کس کے سامنے بیدلی سے جھک رہا ہے)

تخاطبه اياک نعبد مقبلا
علیٰ غيره فيها لغير ضرورة

(تو ایاک نعبد کہہ کر اس سے خطاب کرتا ہے اور اسی حالت میں بلا ضرورت تیرا دل دوسری طرف متوجہ ہوتا ہے)

ولورد من ما جاک للغیر طرفہ
تمیزت من غیظ علیہ و غیرۃ

(اور واقعہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تجھ سے بات کرتے ہوئے دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو مارے غصے اور غیرت کے تو پھٹ پڑے)

اما تستحی من مالک الملک ان یریٰ
صدوک عنہ یا قلیل المروۃ

(او بے حیا اور بے مروت! تجھے اس مالک الملک سے شرم نہیں آتی کہ وہ تیری اس غفلت اور بے توجہی کو دیکھتا ہے۔)

صلوۃ اقیمت یعلم اللہ انہا
بفعلک ھذا طاعۃ کالخطیئۃ

(جو نماز اس طرح ادا کی گئی ہو، خدا جانتا ہے کہ وہ تیری اس غفلت کی وجہ سے گناہ کے درجہ میں ہے)

آج بھی اگر مسلمان حقیقت والی نمازیں پڑھنا شروع کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے حالات نہ بدلیں۔ صحابہ کرام خشوع وخضوع والی نمازیں پڑھا کرتے تھے لہٰذا ان کی غیبی طور پر مدد کی جاتی تھی۔ ان کی عادت تھی کہ اپنے تمام کام دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے حل کروالیا کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اللہ رب العزت مدد و نصرت ان کے ساتھ تھی۔ وہ اطمینان وسکون والی زندگیاں گزارتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پوری دنیا میں غلبہ عطا کر دیا تھا۔ آج بھی اگر ہم دنیا و آخرت میں کامیابی و سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اپنی پریشانیوں کا ازالہ چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہمیں عزت رفتہ ملے تو ہمیں اپنی نمازوں کے معاملے میں فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

باب ۱۰

خشوع کیسے حاصل ہو؟

خشوع کی دو اقسام ہیں:

۱۔ دل کا خشوع

۲۔ جسم کا خشوع

دل کا خشوع

دل کا خشوع یہ ہے کہ بندے کے دل میں رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی کا احساس موجود ہو اور وہ اس کی ہیبت و جلال کی وجہ ڈر رہا ہو اور اپنے عجز و انکساری اور بے چارگی کا اعتراف کر رہا ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے بے پایاں احسانات و انعامات سے بھی واقف ہو اور دل احساس ممنونیت کے ساتھ اس کی شکر گزاری میں مصروف ہو۔

جسم کا خشوع

جب دل میں خشوع ہوگا تو اس کا اثر اس کے جسم پر ہوگا اور اس کی مقدس بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہی سر جھک جائے گا، نگاہ نیچی ہو جائے گی، آواز پست اور جسم پر کپکپی و لرزہ طاری ہو جائے گا۔

خشوع کے باطنی اوصاف اوران کے اسباب

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں خشوع کے چھ باطنی اوصاف اوران کے حصول کے اسباب بیان فرمائے ہیں۔

(۱) حضور قلب:

پہلا وصف حضور قلب ہے۔یعنی جس کام میں آدمی مشغول ہو اور جو بات کر رہا ہو اس کے علاوہ کوئی بات اس کے دل میں نہ ہو۔یعنی دل کو فعل اور قول دونوں کا علم ہو اوران دونوں کے علاوہ کسی بھی چیز میں غور وفکر نہ کرتا ہو چاہے اس کی قوت فکر یہ اس کام سے ہٹانے میں مصروف ہی کیوں نہ ہو۔

حضور دل کا سبب

حضور دل کا سبب اس کی ہمت (فکر) ہے۔انسان کا دل ہمیشہ اس کی فکر کے تابع رہتا ہے۔چنانچہ جو بات آدمی کو فکر میں ڈالتی ہے وہی دل میں حاضر رہتی ہے، یہ فطری بات ہے کہ فکر والے کام میں دل خود بخود حاضر رہتا ہے۔انسان کا دل اگر نماز میں حاضر نہ ہوگا تو بے کار نہیں رہے گا بلکہ جس کسی اور چیز میں اس کی فکر مصروف ہوگی اس کا دل بھی ادھر ہی حاضر ہوگا۔نماز میں حضور دل پیدا کرنے کا اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں کہ آدمی فکر کو نماز کی طرف پھیر دے۔اور یہ تبھی ہوسکتا ہے جب دل میں اس بات کا یقین بٹھا دیا جائے کہ آخرت کی زندگی ہی بہتر اور پائیدار زندگی ہے اوراس کے حصول کا ذریعہ نماز ہے پھراس میں دنیا کی ناپائیداری کا تصور بھی شامل کرلیا جائے تو حضور قلب کی صفت پیدا ہو جائے گی۔

کتنی عجیب بات ہے کہ جب ہم لوگ دنیا کے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں

جو نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں تو ہمارا دل حاضر ہوتا ہے اور ہم وہی بات سوچتے ہیں جو اس موقع کے لئے مناسب ہو اور جب ہم شاہوں کے شاہ سے مناجات کرتے ہیں جس کے قبضہ قدرت میں ملک اور ملکوت ہیں اور جس کے اختیار میں نفع و نقصان ہے تو ہمارا دل حاضر نہیں ہوتا۔ اس کا سبب صرف ایمان کا ضعف ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہذا ایمان کو مضبوط اور پختہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۲) تفہیم:

دوسرا وصف تفہیم ہے۔ یعنی کلام کے معنی سمجھنا یہ حضور قلب سے مختلف ایک چیز ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل لفظ کے ساتھ حاضر ہوتا ہے لیکن معنی کے ساتھ حاضر نہیں ہوتا، فہم سے مراد یہ ہے کہ دل میں ان الفاظ کے معنی کا بھی علم ہو۔ یہ ایسا وصف ہے جس میں لوگوں کے درجات مختلف ہیں کیونکہ قرآنی آیات اور تسبیحات کے معنی سمجھنے میں تمام لوگوں کا فہم یکساں نہیں ہوتا۔ بہت سے لطیف معانی ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں نمازی نماز کے دوران سمجھ لیتا ہے حالانکہ خارج نماز میں کبھی اس کے دل میں ان معانی کا گذر بھی نہ ہوا تھا۔ اسی وجہ سے نماز برائی اور فحاشی سے رکنے کا سبب بنتی ہے کہ نماز ایسی ایسی باتیں سجھا دیتی ہے کہ آدمی برائی سے بچ جاتا ہے۔

تفہیم کا سبب

ذہن کو معانی کے ادراک کی طرف موڑنے کی تدبیر وہی ہے جو حضور قلب کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی آدمی کو یہ بھی چاہیے کہ وہ اپنی فکر پر متوجہ رہے اور ان وسوسوں کے دور کرنے کی کوشش کرے جو اس کے فکر کو مشغول کرتے ہیں۔ ان

وسوسوں کے ازالے کی تدبیر یہ ہے کہ جو کچھ مواد ان وسوسوں سے متعلق پاس ہو اسے اپنے سے دور کر دے، یعنی جن چیزوں سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھے جب تک یہ مواد دور نہ ہوگا وسوسے ختم نہ ہوں گے کیونکہ انسان جس چیز کو زیادہ چاہتا ہے اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے اور وہ چیز اس کے دل پر ہجوم کرتی ہے اسی لئے آپ یہ دیکھتے ہوں گے کہ جو شخص غیر اللہ سے محبت رکھتا ہے اس کی کوئی نماز وسوسوں سے خالی نہیں ہوتی۔

(۳) تعظیم

تیسرا وصف تعظیم ہے۔ یعنی انسان جس آقا کے سامنے کھڑا ہے اس کی عظمت کا احساس دل میں ہو۔ یہ حضور قلب اور تفہیم سے مختلف ایک صفت ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص اپنے غلام سے گفتگو کرتا ہے وہ حضور قلب کے ساتھ اس سے گفتگو کر رہا ہے اور وہ اپنے کلام کے معانی بھی سمجھ رہا ہے لیکن اس کے دل میں غلام کی تعظیم نہیں ہوتی، اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم حضور دل اور فہم سے الگ کوئی چیز ہے۔

تعظیم کے اسباب

تعظیم ان دو حقیقتوں کو جاننے سے پیدا ہوتی ہے:

اول : اللہ عزوجل کی عظمت اور جلالت کی معرفت، یہی معرفت ایمان کی اصل ہے کیونکہ جو شخص اس کی عظمت کا معتقد نہیں ہوگا اس کا نفس خدا کے سامنے جھکنے سے گریز کرے گا۔

دوم : نفس کی حقارت اور ذلت کی معرفت اور اس کی حقیقت کی معرفت کہ بندے کا نفس مملوک ہے عاجز و مسخر ہے ان دونوں حقیقتوں کی معرفت سے نفس میں

تواضع ، انکساری اور خشوع پیدا ہوتا ہے، اسی کو تعظیم بھی کہتے ہیں ۔ جب تک کہ نفس کی حقارت اور ذلت کی معرفت کا تقابل خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلالت کی معرفت سے نہ ہوگا تعظیم اور خشوع پیدا نہیں ہوگا۔

(۴) ہیبت:

چوتھا وصف ہیبت ہے ۔ یہ تعظیم سے بھی اعلیٰ ایک وصف ہے کیونکہ ہیبت اس خوف کو کہتے ہیں جس میں تعظیم بھی ہو۔ جو شخص خوفزدہ نہ ہوا سے ہیبت زدہ نہیں کہتے ۔ اسی طرح بچھو اور غلام کی بدمزاجی سے خوف کھانے کو ہیبت نہیں کہتے بلکہ بادشاہ سے خوف کھانے کو ہیبت کہتے ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہیبت اس خوف کا نام ہے جس میں تعظیم ہو۔

ہیبت اور خوف کا سبب

ہیبت اور خوف نفس کی حالت کا نام ہے یہ حالت اس حقیقت کے جاننے سے پیدا ہوتی ہے کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق ہے ۔ اس کی ہر خواہش اور اس کا ہر ارادہ نافذ ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو سوچا جائے ۔ یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ اگلوں پچھلوں سب کو ہلاک کردے تو اس کی سلطنت میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ ہوگا ۔ پھر اس بات کو سوچے کہ مالک الملک کی عجیب حکمتیں ہیں کہ بعض اوقات انبیاء اور اولیاء پر تو طرح طرح کے مصائب نازل ہوتے ہیں جب کہ وہ اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں، اس کے برعکس دنیا پرست بادشاہ طرح طرح کی راحتیں پاتے ہیں ، الغرض کہ ان امور کا علم آدمی کو جتنا زیادہ ہوگا ۔ خداوند تعالیٰ کی ہیبت اور خوف میں اس قدر اضافہ ہوگا ۔

(۵) رجاء

پانچواں وصف رجاء ہے۔ رجاء مذکورہ بالا چاروں اوصاف سے الگ ایک وصف ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہیں اور اس سے ڈرتے بھی ہیں لیکن اس سے کسی قسم کی کوئی توقع نہیں رکھتے۔ بندے کو چاہئے کہ وہ اپنی نماز سے اللہ تعالیٰ کے اجر وثواب کی توقع رکھے، گناہ اور اس پر مرتب ہونے والے عذاب سے خوف زدہ رہے۔

رجاء کا سبب

رجاء کا سبب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے الطاف وکرم سے واقف ہو اور یہ جانے کہ بندوں پر اس کے بے پایاں انعامات ہیں، اس کا بھی یقین رکھے کہ نماز پڑھنے پر اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ اس میں وہ سچا ہے چنانچہ جب وعدہ پر یقین ہوگا اور اس کی عنایات سے واقفیت حاصل ہو جائے گی تو رجاء پیدا ہوگی۔

(۶) حیاء

چھٹا وصف حیاء ہے۔ یہ صفت مذکورہ بالا پانچوں اوصاف سے الگ ہے۔ حیاء کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنی غلطی سے واقف ہو اور اپنے قصور پر متنبہ ہو تعظیم، خوف، رجاء وغیرہ میں یہ امکان ہے کہ حیاء نہ ہو یعنی آدمی کو اپنی تقصیروں اور کوتاہیوں کا خیال اور گناہ کے ارتکاب کا احساس نہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ حیاء نہ ہوگی۔

حیاء کا سبب

حیاء کا سبب یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ میں عبادت میں کوتاہی کرتا ہوں، اللہ کا جو حق مجھ پر ہے اسکی بجا آوری سے عاجز ہوں اور اسے اپنے نفس کے عیوب، نفس کی

آفات اور اخلاص کی کمی، باطن کی خباثت اور نفس کے اس رجحان کے تصور سے تقویت دے کہ وہ جلد حاصل ہو جانے والے عارضی فائدے کی طرف مائل ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی جانے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلالت شان کا تقاضا کیا ہے؟ اس کا بھی اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل کے خیالات سے خواہ وہ کتنے ہی مخفی کیوں نہ ہوں آگاہ ہے۔ جب یہ سب معرفتیں حاصل ہوں گی تو یقیناً ایک حالت پیدا ہو گی جسے حیاء کہتے ہیں۔

خشوع کی چند صفات اور اس کے حصول کے اسباب بیان کر دیئے۔ جو صفت مطلوب ہو پہلے اس کا سبب پیدا کیا جائے سبب پایا جائے گا تو صفت خود بخود پیدا ہو جائے گی۔

ذیل میں کچھ ایسے طریقے بیان کیے جاتے ہیں جن پر کوئی صدق دل سے عمل کرنا شروع کر دے تو اسے نماز میں خشوع و خضوع والی نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔

(۱) گناہوں سے اجتناب

نماز حقیقتاً اللہ رب العزت کے سامنے عجز و انکساری اور بندگی کا اظہار ہے۔ جس انسان کی زندگی خارج نماز میں اس کے الٹ ہوتی ہے یعنی اللہ کی نافرمانی اور گناہوں والی ہوتی ہے تو اسے نماز میں بھی اس کی حقیقت نصیب نہیں ہوتی۔ ہر معصیت میں ایک ظلمت ہوتی ہے جس کا اثر انسان کے قلب پر پڑتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگ جاتا

ہے۔ اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو داغ مٹ جاتا ہے اگر توبہ نہیں کرتا اور مزید گناہ کرتا رہتا ہے تو داغ بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جب ہم اسی سیاہ دل کے ساتھ اللہ کے دربار میں جائیں گے تو اس کی ظلمت کی وجہ سے نماز میں سکون اور یکسوئی پیدا نہیں ہوگی۔

جو شخص خارج نماز میں اپنے اعضاء کی جس قدر حفاظت کرتا ہے اور گناہوں کی گندگی سے پاک رکھتا ہے اسی قدر داخل نماز میں اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص حضوری اور خشوع نصیب ہوتا ہے۔ جتنے بھی گناہ ہم کرتے ہیں ہر ہر گناہ نجاست کی مانند ہے۔ جس عضو سے بھی گناہ کرتے ہیں وہ عضو گناہ کرنے سے نجس ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ گناہ انسان کو ناپاک کر دیتے ہیں اس لئے اس ناپاک انسان کو اللہ رب العزت کی پاک ہستی کا وصل حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی غیر محرم کی طرف دیکھنے سے اپنی آنکھ کو بچائے گا اللہ رب العزت اسے عبادت کی لذت عطا فرما دیں گے۔ اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اعضاء کو گناہوں سے روکنے سے اللہ تعالیٰ عبادت کا لطف عطا فرماتے ہیں لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم ذوق وشوق اور حضوری والی نمازیں پڑھیں تو روزمرہ زندگی میں ہمیں اپنے آپ کو اللہ رب العزت کی نافرمانی سے بچانا چاہئے۔

(۲) حرام سے اجتناب

دوسری بات یہ ہے کہ آدمی حرام غذا اور لباس وغیرہ سے بچے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ نے غلاف کعبہ کو پکڑ کر کہا، یا اللہ! یا اللہ!...... مگر اس کا کھانا پینا حرام، لباس حرام تھا اس لئے اس کی دعا کو رد کر دیا۔ تو معلوم ہوا حرام کھانے سے اور حرام پہننے سے نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی۔ اس بات کو بڑی صراحت سے

ایک دوسری حدیث میں بھی بیان کر دیا گیا نبی علیہ السلام نے فرمایا:

جس نے ایک لقمہ حرام کا کھایا اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔

لہٰذا اس معاملے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کہ حرام اور مشتبہ مال سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اس سے نہ صرف عبادت غیر مقبول ہوتی ہے بلکہ دل پر ایک طرح کی ظلمت طاری ہوتی ہے جو بندے کو عبادت کی طرف آنے سے روکتی ہے۔ اور اگر بندہ کسی طرح آ بھی جائے تو دل غیر حاضر رہتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے شکایت کی کہ میں نماز میں اکثر بھول جاتا ہوں مجھے یاد نہیں رہتا کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں، فرمایا کہ اپنے منہ کو حرام اور کپڑوں کو نجاست سے پاک رکھو۔

(۳) وضو میں قلب کو حاضر کرے

نمازی جب نماز کیلئے وضو کرتا ہے تو چاہئے کہ اسی وقت اپنے دل کو غیر اللہ سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لے۔ وضو میں قلب حاضر ہوگا تو نماز میں بھی حاضر ہوگا جب وضو میں شیطان داخل ہوگا تو نماز میں بھی وسوسے آئیں گے۔ اس سلسلے میں وضو کی بعض دعائیں صحابہ کرام اور مشائخ سے منقول ہیں ان کو حضور قلب سے پڑھنا مفید ہے۔

(۴) اذان کی طرف دل متوجہ کرے

مؤمن کو چاہئے کہ جب اذان کی آواز آئے تو انتہائی ادب کے ساتھ اذان کو سنے اور اس کے ہر ہر کلمے کا جواب دے اور دل میں اس بات کو بٹھائے کہ بڑے

عظمت والے بادشاہ کی طرف سے بلاوا ہے لہٰذا اب مجھے تمام دیگر مصروفیات کو ترک کر کے اس کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے۔ اور اذان کے بعد دل کا نماز کی طرف متوجہ کر لینا تو آپ ﷺ کی سنت ہے اسی لئے حدیث میں آتا ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

کان رسول الله ﷺ یحدثنا و نحدثه فاذاحضرت الصلاة فکانه لم یعرفنا ولم نعرفه

رسول اللہ ﷺ ہم سے گفتگو کیا کرتے تھے اور ہم آپ سے گفتگو کیا کرتے تھے، مگر جب نماز کا وقت آجاتا تو ایسا لگتا کہ گویا آپ ہمیں نہ جانتے ہوں، اور ہم سب آپ کو نہ جانتے ہوں۔ (احیاء العلوم)

ہمیں بھی اسی سنت پر عمل کرنا چاہیۓ اور جب اذان کی آواز آجائے تو ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیۓ۔

(۵) مانع خشوع ماحول سے اجتناب

خشوع حاصل کرنے کی یہ بھی ایک تدبیر ہے کہ ایسے امور کو اور ایسے ماحول کو چھوڑ دے جو خشوع میں مانع ہوتے ہیں۔ بعض اوقات انسان اپنے آپ کو خواہ مخواہ ایسے امور میں الجھا لیتا ہے کہ ان کا اثر اس کے دل پر رہتا ہے اور پھر نماز میں بھی ادھر ہی دھیان لگا رہتا ہے۔ انسان کو اپنی زندگی کی ترتیب اس طرح کی بنانی چاہیۓ کہ دل کو ایسی تمام لغویات سے بچا کر رکھا جائے جو دل کے مشغول ہونے کا سبب بن سکتی ہیں۔ اسی لئے ایک روایت میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

اپنی کمر اور پیٹ کو نماز کیلئے ہلکا رکھو۔

کیا مطلب؟ پیٹ کو فارغ رکھنے کا مطلب یہ کہ پیٹ زیادہ نہ بھرو کہ جس کی

وجہ سے عبادت میں گرانی ہو اور کمر کو ہلکا رکھنے مطلب یہ ہے کہ ایسے جھمیلوں سے بچا جائے کہ جس سے نماز میں خشوع پر فرق پڑ سکتا ہو۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ

''مانع خشوع اسباب کا ماحول تم کیوں اختیار کرتے ہو جو پھر شکایت کرتے ہو کہ ہمیں نماز میں ایسے ایسے خیالات آتے ہیں۔ ناچ رنگ میں جاؤ گے تو وہی خیالات آئیں گے اچھے لوگوں کے پاس جاؤ گے تو اچھے خیالات آئیں گے۔''

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہمیں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ مانع خشوع چیزوں کو خود سے دور فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ابوجہمؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دو پلو والی سیاہ چادر پیش کی آپ نے اسے اوڑھ کر نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اسے اتار دیا اور فرمایا:

اذاهبوا بها الى ابى جهم فانها الهتنى آنفاعن صلاتى وائتونى بانجبانية جهم (بخاری ومسلم)

(اسے ابوجہم کے پاس لے جاؤ اس لئے کہ اس نے مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا اور مجھے ابوجہم سے سادہ چادر لا کر دو)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے جوتے میں نیا تسمہ لگانے کا حکم دیا جب تسمہ لگا دیا گیا اور آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کی نگاہ نیا تسمہ ہونے کی وجہ سے اس پر پڑی تو اسے اتارنے کا حکم دیا اور فرمایا اس میں وہی پرانا تسمہ لگا دو۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان ابن ابی شیبہ سے مخاطب ہو کر

فرمایا:

فانہ لا ینبغی ان یکون فی البیت شیء یشغل الناس عن صلاتھم (ابوداؤد)

(انسان کیلئے مناسب نہیں کہ گھر میں کوئی ایسی چیز چھوڑ کر آئے جو اسے نماز کی بجائے ادھر مشغول کردے)

ان احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایسی چیزیں جو نماز سے توجہ ہٹنے کا باعث بنتی ہوں ان کو اپنے سے دور کر دینا بھی سنت ہے۔ بھوک کی حالت میں کھانا نماز سے پہلے کھانے کا حکم اسی لئے ہے تا کہ دل نماز میں حاضر ہو جائے۔

ہمارے مشائخ نماز کیلئے دل کو فارغ رکھنے کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ تاریک کمروں میں عبادت کرتے تھے کہ توجہ دوسری چیزوں کی طرف نہ جائے۔ اور بعض عابد و زاہد حضرات تو اپنی عبادت کے کمرے اس قدر چھوٹے بناتے تھے کہ بمشکل ایک مصلے کی جگہ بنتی تھی تا کہ نظر اپنے مصلے کے علاوہ اور کہیں جائے ہی نہیں۔

(۶) انتظارِ صلوٰۃ

انتظارِ صلوۃ کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ اس کا بڑا ثواب ہے بلکہ فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے وہ گویا نماز میں ہی ہوتا ہے۔ اس کا ثواب تو اپنی جگہ ہے اس میں ایک بڑی حکمت اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے نمازی کو یکسوئی اور حضور قلب کی نعمت میسر آتی ہے۔ اس لئے جب فرض نماز کا وقت ہو تو کچھ وقت پہلے ہی مسجد میں چلے جانا چاہیے۔ بلکہ مشائخ نے تو یہ لکھا ہے نماز سے پہلے کچھ دیر مراقبہ کرنا چاہیئے تا کہ دل کا انتشار دور ہو کر توجہ نماز کی طرف مرکوز ہو جائے۔ حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا ''نماز سے پہلے کچھ دیر مراقبہ کرنا چاہیئے اور جو نماز

بلا انتظار کے ہو وہ پھسپھسی ہوتی ہے‘‘ (ملفوظات الیاس)

(۷) غیر اللہ سے بے التفاتی

نماز شروع کرنے کیلئے جیسے ہی اللہ اکبر کہنے کیلئے ہاتھ اٹھائیں تو ہر غیر سے دل کو پھیر لیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کیلئے اٹھانا ایسے ہے جیسے دنیا سے ہاتھ جھاڑ لئے ہوں۔ صرف اور صرف اللہ کی ذات دل میں رہ جائے۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ یہ تصور کر لیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز پڑھ رہا ہوں اور انہیں دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ جیسے کہ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك

(اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اور تم سے یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے)

لہٰذا نماز کا جو کوئی رکن بھی ادا کریں قیام کریں، رکوع کریں سجدہ کریں یا تشہد میں بیٹھیں تو اسی تصور میں بیٹھیں کہ اللہ میرے ہر عمل کو دیکھ رہے ہیں اور میری تسبیحات کو سن رہے ہیں۔

جب کوئی بادشاہ کے دربار میں ہو تو اس وقت وہ کسی اور کی طرف توجہ کرنے کی جرأت نہیں کیا کرتا۔ لہٰذا اس حالت میں اگر دل کسی اور طرف متوجہ ہوگا تو بھی مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ حضرت عطارؒ سے منقول ہے جب انسان نماز کی حالت میں کہیں اور متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

يا ابن آدم الىٰ من تلتفت ؟ انا خير لك ممن تلتفت اليه

اے ابن آدم! تو کس کی طرف توجہ کر رہا ہے حالانکہ میری ذات توجہ کیلئے

سب سے بہتر ہے

جب ان تمام باتوں کا لحاظ دل میں رکھیں گے تو دل خود بخود نماز میں حاضر رہے گا۔

(۸) نماز کے الفاظ کی طرف توجہ

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں خیالات جان نہیں چھوڑتے اور باوجود کوشش کے بار بار آتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے خشوع کو قائم رکھنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی توجہ کو نماز کے الفاظ کی طرف رکھیں

مثلاً **الله اکبر** کہہ کر کھڑا ہو تو یوں سوچے کہ میں اب **سبحانک اللھم** پڑھ رہا ہوں پھر سوچے کہ اب **وبحمدک** کہہ رہا ہوں، پھر دھیان کرے کہ اب **تبارک اسمک** منہ سے نکل رہا ہے اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرے پھر الحمد اور سورۃ، رکوع اور سجدے اور ان کی تسبیحوں میں غرضیکہ ساری نماز میں یہی طریقہ رکھے۔

(۹) نماز کے معانی کی طرف غور

ایک احسن نماز کیلئے یہ ضروری ہے کہ دوران نماز جو الفاظ زبان سے ادا کیے جا رہے ہوں ان کے معانی کو دل میں حاضر کیا جائے اور اس بات کو سمجھا جائے کہ بارگاہ خداوندی میں کیا کہا جا رہا ہے۔ اس سے نہ صرف خشوع حاصل ہوگا بلکہ نماز کا درجہ بھی بڑھ جائے گا۔ کیونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ کے سامنے مناجات اور نیاز مندانہ عرض معروض کا نام ہے۔ وہ کیسی مناجات ہوگی جس میں کہنے والے کو پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ حمد وثنا، تسبیح وتمجید، دعا واستغفار اور تشہد ودرود ان تمام

اذکار کو سمجھ اور شعور کے بغیر محض الفاظ کی حد تک نکالنے سے ان کا حقیقی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ معانی کی طرف دھیان ہوگا تو مناجات کا حق بھی ادا ہوگا اور خشوع بھی حاصل ہوگا

امام شاذلیؒ کا فرمان ہے کہ ''نماز میں اگر الفاظ اور معنی کی طرف خیال جمایا جائے تو وساوس بند ہو جاتے ہیں''۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ فرمایا:

لیس للعبد من الصلوۃ الا ما عقل منھا (احیاء العلوم)

(بندے کو نماز میں اتنے ہی حصے کا اجر ملے گا جتنے کو اس نے سمجھا ہوگا)

نماز کے معانی سمجھنے کیلئے کوئی لمبی چوڑی عربی دانی کی ضرورت نہیں ہے معمولی قابلیت کا شخص بھی کسی سے سن کر یا کتاب کو دیکھ کر چند دنوں میں نماز کے تمام اذکار کے معانی ومطالب کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ بس تھوڑا سا فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔

(۱۰) تعدیل ارکان

تعدیل ارکان کا مطلب ہے نماز کے تمام ارکان کو ٹھہر ٹھہر کر اور پورے سکون کے ساتھ ادا کرے۔ ایسی نماز جو جلد بازی سے ادا کی جائے اور رکوع سجدہ سکون سے ادا نہ کیا جائے تو اس کو نبی اکرم ﷺ نے ''نماز کی چوری'' سے تعبیر فرمایا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نماز جیسی عبادت میں چوری کرنے سے بچیں۔

نماز میں کے ہر رکن میں ٹھہر کر سکون اور اعتدال سے اس کی تسبیحات اور دعائیں مکمل کریں۔ پھر ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے وقت بھی جلد بازی کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ صبر اور وقار کے ساتھ دوسرے رکن میں جائیں۔ جب ظاہری اعضاء میں سکون اور اعتدال ہوگا تو اس کا لازمی اثر دل پر ہوگا میں اور دل

میں بھی یکسوئی حاصل ہو جائے گی۔

(۱۱) آخری نماز سمجھ کر پڑھو

ایک طریقہ خشوع حاصل کرنے کا یہ ہے کہ دل میں یہ احساس پیدا کریں کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو۔ اور واقعی زندگی کا کیا پتہ کہ کس وقت اجل آپہنچے۔ تو جب دل میں یہ خیال ہوگا کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہوسکتی ہے تو لا محالہ دل میں پیدا ہونے والے دنیا کے تمام پروگرام جن کے اوپر خیالات کا تانا بانا بُنا جاتا ہے، بے معنی ہوکر رہ جائیں گے۔ اور ایک یہی خیال دل میں رہ جائے گا کہ میری یہ نماز زیادہ سے زیادہ اچھے طریقے سے ادا ہو جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی کہ

اذا قمت فی صلٰوتک فصل صلاۃ مودع (مشکوۃ المصابیح)

جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو رخصت ہونے والے کی طرح نماز پڑھ

ایک اور حدیث میں فرمایا:

اذا صلی احدکم فلیصل صلٰوۃ مودع صلٰوۃ من لا یظن انه یرجع الیها ابداً

جب تم نماز پڑھو تو الوداع ہونے والوں کی طرح پڑھو کہ پھر تمہیں شاید نماز کی طرف آنا نصیب نہ ہو۔

(۱۲) اہل اللہ کی صحبت

نماز میں خشوع و خضوع، اخلاص و للّٰہیت اور احسان والی کیفیات پیدا کرنے کا سب سے کامل ترین طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اپنا کچھ وقت عقیدت و محبت کے ساتھ

ایسے مشائخ اولیاء اللہ کے پاس گزارے جو کہ ان کیفیات کو حاصل کر چکے ہوں۔
کتب اور رسالوں سے ایسے مضامین اور ایسی تدابیر پڑھ لینے سے کچھ ذہن تو ضرور بدل جاتا ہے اور کچھ شوق بھی پیدا ہو جاتا ہے لیکن صرف مطالعہ سے دل کا رخ بدل جانا اور باطن میں ان کیفیات کا پیدا ہونا اور پھر اس پر استقامت کا پیدا ہو جانا ایک مشکل کام ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں خواجہ میر محمد نعمانؒ کو نماز کے کچھ اسرار و معارف لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"اگر ان مکتوبات کے مطالعہ کے بعد تمہارے دل میں نماز سیکھنے اور اس کے مخصوص کمالات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو جائے اور تمہیں بے چین کر دے تو استخارہ کرنے کے بعد ادھر کا رخ کرو اور یہاں آ کر اپنی عمر کا کچھ حصہ نماز کی تکمیل میں صرف کرو، اللہ سبحانہ ہی ٹھیک راستے پر چلانے والے ہیں" (جلد اول مکتوب ۲۶۱)

تو معلوم ہوا کہ میر محمد نعمانؒ جیسے اکابر کو بھی اپنی نماز کی تکمیل کی ضرورت ہے۔ اور وہ بھی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کو پڑھ کر اپنی اس کمی کو پورا نہ کر سکے بلکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کو نصیحت فرماتے ہیں کہ کچھ وقت سرہند میں میرے پاس آ کر گزاریں تبھی آپ کو نماز کا کمال حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۳) اللہ سے حضوری والی نمازوں کی دعا کریں

نماز کا خشوع و خضوع حاصل کرنے کے لئے تمام تدابیر اختیار کریں اور پھر اللہ کے آگے گڑگڑائیں کہ یا اللہ! ہمیں حضوری والی نمازیں عطا فرما۔ جس کو حضوری والی نماز نصیب ہوگئی اسے گویا معراج نصیب ہوگئی۔ لیکن یہ نعمت محض اللہ کی توفیق

سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس لئے اپنی نمازوں کے بعد کثرت سے یہ دعا کیا کریں کہ اے اللہ نماز کو ہماری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے۔ یا اللہ ہمیں بھی ایسی ہی نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرما کہ نیت باندھتے ہی دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو جائیں۔ اے اللہ! ہمیں بھی نماز میں اپنے اکابر جیسا انہماک نصیب فرما کہ عین نماز میں تیر وں پر تیر کھا رہے ہوتے تھے لیکن نماز توڑنے کا جی نہیں چاہتا تھا۔ اللہ رب العزت جب ہماری طلب اور شوق کو دیکھیں گے تو یقیناً ہمیں محروم نہیں فرمائیں گے۔

نماز کی بارہ ہزار چیزیں

صوفیا کہتے ہیں کہ نماز میں بارہ ہزار چیزیں ہیں جن کو حق تعالیٰ شانہ نے بارہ چیزوں میں منقسم فرمایا ہے ان بارہ کی رعایت ضروری ہے تاکہ نماز مکمل ہو جائے اور اس کا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ بارہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) علم، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی جہل کی حالت کے بہت سے عمل سے افضل ہے،

(۲) وضو، (۳) لباس، (۴) وقت، (۵) قبلہ کی طرف رخ کرنا، (۶) نیت، (۷) تکبیر تحریمہ، (۸) نماز میں کھڑا ہونا، (۹) قرآن شریف پڑھنا، (۱۰) رکوع، (۱۱) سجدہ، (۱۲) التحیات میں بیٹھنا

ان سب کی تکمیل اخلاص کے ساتھ ہے۔

پھر ان بارہ کے تین تین جزو ہیں۔

علم کے تین جزو یہ ہیں کہ فرضوں اور سنتوں کو علیحدہ علیحدہ معلوم کرے، دوسرے یہ معلوم کرے کہ وضو اور نماز میں کتنی چیزیں فرض ہیں کتنی سنت ہیں، تیسرے یہ معلوم کرے کہ شیطان کس کس مکر سے نماز میں رخنہ ڈالتا ہے۔

وضو کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ دل کو کینہ اور حسد سے پاک کرے جیسا کہ ظاہری اعضاء کو پاک کر رہا ہے۔ دوسرے ظاہری اعضاء کو گناہوں سے پاک رکھے۔ تیسرے وضو کرنے میں نہ اسراف کرے نہ کوتاہی کرے

لباس کے بھی تین جزو ہیں اوّل یہ کہ حلال کمائی سے ہو دوسرے یہ کہ پاک ہو تیسرے سنت کے موافق ہو کر ٹخنے وغیرہ ڈھکے ہوئے نہ ہوں تکبر اور بڑائی کے طور پر نہ پہنا ہو۔

وقت میں بھی تین چیزوں کی رعایت ضروری ہے اوّل یہ کہ دھوپ ستاروں وغیرہ کی خبر گیری رکھے تا کہ اوقات صحیح معلوم ہو سکیں (اور ہمارے زمانہ میں اس کے قائم مقام گھڑیاں ہیں) دوسرے اذان کی خبر رکھے تیسرے دل سے ہر وقت نماز کے وقت کا خیال رکھے کبھی ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے پتہ نہ چلے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنے میں بھی تین چیزوں کی رعایت رکھے۔ اول یہ کہ ظاہری بدن سے ادھر متوجہ ہو، دوسرے یہ کہ دل سے اللہ کی طرف توجہ رکھے کہ دل کا کعبہ وہی ہے، تیسرے مالک کے سامنے جس طرح ہمہ تن متوجہ ہونا چاہیے اس طرح متوجہ ہو۔

نیت بھی تین چیزوں کی محتاج ہے۔ اول یہ کہ کون سی نماز پڑھ رہا ہے دوسرے یہ کہ اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ دیکھتا ہے، تیسرے یہ کہ وہ دل کی حالت کو بھی دیکھتا ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت بھی تین چیزوں کی رعایت کرنا ہے۔ اول یہ کہ لفظ صحیح ہو، دوسرے ہاتھوں کو کانوں تک اٹھائے (گویا اشارہ ہے کہ اللہ کے ماسوا سب چیزوں کو پیچھے پھینک دیا) تیسرے یہ کہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اللہ کی بڑائی اور عظمت دل میں موجود ہو۔

قیام یعنی کھڑے ہونے میں بھی تین چیزیں ہیں۔ اوّل یہ کہ نگاہ سجدہ کی طرف رہے، دوسرے دل سے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا خیال کرے، تیسرے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو، کہتے ہیں کہ جو شخص نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بڑی مشکل سے دربانوں کی منت سماجت کر کے بادشاہ کے حضور میں پہنچے اور جب رسائی ہو اور بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ ادھر ادھر دیکھنے لگے ایسی صورت میں بادشاہ اس کی طرف کیا توجہ کریگا۔

قرأت میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اول صحیح ترتیل سے پڑھے۔ دوسرے اس کے معنی پر غور کرے، تیسرے جو پڑھے اس پر عمل کرے

رکوع میں بھی تین چیزیں ہیں، اول یہ کہ کمر کو رکوع میں بالکل سیدھا رکھے نہ نیچا کرے نہ اونچا (علماء نے لکھا ہے کہ سر اور کمر اور سرین تینوں چیزیں برابر رکھیں) دوسرے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر چوڑی کر کے گھٹنوں پر رکھے، تیسرے تسبیحات کو عظمت اور وقار سے پڑھے۔

سجدہ میں بھی تین چیزوں کی رعایت کرے۔ اوّل یہ کہ دونوں ہاتھ سجدہ میں کانوں کے برابر رہیں، دوسرے ہاتھوں کی کہنیاں کھڑی رہیں، تیسرے تسبیحات کو عظمت سے پڑھے۔

تشہد میں بھی تین چیزیں ہیں، یہ کہ عظمت کے ساتھ معنی کی رعایت کر کے تشہد

پڑھے کہ اس میں حضور ﷺ پر درود ہے، مؤمنین کے لئے دعا ہے پھر فرشتوں پر اور دائیں بائیں جانب جو لوگ ہیں ان پر سلام کی نیت کرے۔

پھر اخلاص کے بھی تین جزو ہیں۔ اول یہ کہ اس نماز سے صرف اللہ کی خوشنودی مقصود ہو۔ دوسرے یہ سمجھے کہ اللہ ہی کی توفیق سے یہ نماز ادا ہوئی، تیسرے اس پر ثواب کی امید رکھے۔

خشوع والی نماز کیسی ہو؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے اپنی کتاب حقیقت صلوٰۃ میں خشوع والی نماز کا ایک پورا نقشہ کھینچا ہے۔ جس میں انہوں نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ نمازی کی کیفیات اذان سے لے کر مسجد جانے تک اور تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک کیا ہونی چاہئے۔ قارئین کے استفادے کیلئے پیش خدمت ہے۔

اذان سنتے وقت دل کی حالت

جب اذان کی آواز کان میں آئے تو ایمان والوں کو چاہئے کہ ادب کے ساتھ ادھر متوجہ ہو جائیں اور خیال کریں کہ یہ پکارنے والا، اللہ تعالیٰ مالک الملک کی طرف سے پکار رہا ہے اور اس کے دربار میں حاضری اور اظہار عبودیت کے لئے بلا رہا ہے۔

پھر جب مؤذن اللہ اکبر، اللہ اکبر اور اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہے تو اللہ کی بے انتہا عظمت و کبریائی اور اس کی لاشریک الوہیت کے تصور کو تازہ کرتے ہوئے خود بھی دل و زبان سے یہی کلمات کہیں، اور اگر بالفرض کسی کام میں مشغول ہوں یا

کسی خدمت میں لگے ہوئے ہوں تو یہ خیال کر کے کہ اللہ تعالیٰ سب سے برتر اور بالا تر ہے اور اسکی عبادت کا حق سب سے اہم اور مقدم ہے، نماز کے واسطے اس کام کو ملتوی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

پھر جب مؤذن **اشھد ان محمدا رسول اللہ** کہے تو حضور اکرم ﷺ کی رسالت کے یقین کو دل میں تازہ کرتے ہوئے اور رسالت کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے دل و زبان سے بھی یہی شہادت ادا کریں۔

پھر جب مؤذن **حی علی الصلوٰۃ** اور **حی علی الفلاح** کہے تو خیال کریں کہ یہ مؤذن حضور ﷺ کی تعلیم سے، بلکہ گویا آپ ﷺ ہی کی طرف سے ہم کو نماز کے لئے بلا رہا ہے جس میں سراسر ہمارا بھلا ہے بلکہ اسی پر ہماری نجات اور کامیابی کا انحصار ہے، پھر اپنے نفس اور اپنی روح کو مخاطب کر کے مؤذن کا یہی پیغام خود اپنی زبان سے دھرائیں۔

پھر اخیر میں جب مؤذن کہے **اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ** تو اپنی زبان سے بھی ان کلمات کو دھراتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی اور لاشریک الوہیت و ربوبیت کا تصور پھر دل میں تازہ کریں اور خیال کریں کہ ایسے عظمت و جلال والے مالک الملک لاشریک لہٗ کے دربار میں حاضری اور اسکی بندگی کتنی بڑی سعادت ہے، اور اس میں غفلت و کوتاہی کس قدر کمینگی اور کتنی محرومی اور کیسی شقاوت ہے۔

مسجد جاتے ہوئے دل کی حالت

پھر اس مالک الملک کے قہر و جلال کے تصور سے لرزتے ہوئے اور اس کی شان رحیمی و کریمی سے لطف و کرم اور عفو و رحم کی امید کرتے ہوئے نہایت عاجزی اور

مسکنت اور خوف و ادب کی کیفیت کے ساتھ مسجد کی طرف چل دیں اور اس چلنے کے وقت قیامت کے دن قبر سے اٹھ کر میدان حشر اور مقام حساب کی طرف چلنے کو یاد کر کے قلب میں ایک بیم و امید کی سی کیفیت پیدا کریں۔

پھر جب مسجد میں داخل ہونے لگیں تو تصور کریں کہ یہ خانہ خدا اور مالک الملک کا دربار ہے، اور یہاں کا ادب یہ ہے کہ داہنا پاؤں پہلے اندر رکھا جائے یہ خیال کر کے داہنا پاؤں پہلے مسجد میں رکھیں اور دعا کریں۔

رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک

میرے مالک! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔

وضو کی کیفیت

پھر اگر وضو کرنا ہو تو یہ خیال کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پاک وصاف ہو کر حاضر ہونا چاہیے جیسا کہ اس کا حکم ہے نیز احادیث نبویہ میں وضو کے جو فضائل آئے ہیں مثلاً یہ کہ ''وضو کے وقت اعضاء وضو کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں'' اور مثلاً یہ کہ ''قیامت میں اعضاء وضو روشن اور منور ہوں گے جس کے ذریعہ سے اس امت کے نمازی تمام دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوں گے اور یہ ان کی خاص نشانی اور پہچان ہوگی''۔ سو وضو کے وقت ان فضائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی پوری امید کرتے ہوئے وضو کریں اور سنن و مستحبات کی کماحقہٗ رعایت رکھیں بالخصوص مسواک کا ہمیشہ اہتمام کریں اور خیال کریں کہ اپنے مولا سے اسی منہ سے کچھ عرض کرنا ہے اور اس کا پاک کلام اس کے حضور پڑھنا ہے اس لئے مسواک کے ذریعہ منہ کے صاف کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

ـ ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

رسول اللہ ﷺ خود بھی مسواک کا حد سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی بہت تاکید فرماتے تھے، اور اس کے بڑے فضائل اور فوائد بیان فرماتے تھے۔

پھر وضو کرنے والا جب اس طرح وضو کر کے فارغ ہو جائے تو خیال کرے کہ یہ تو میں نے صرف ظاہری طہارت کی ہے اس سے زیادہ ضروری باطن کی طہارت ہے یعنی گندے ارادوں اور ناپاک خیالات سے اور گناہوں کی ناپاکی سے اپنے دل کی طہارت، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ پاؤں اور چہروں سے زیادہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ پس بڑا احمق اور بیوقوف ہے وہ انسان جس نے اللہ کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں وغیرہ چند ظاہری اعضاء تو دھو لئے لیکن دل کی صفائی اور پاکی کی کوئی فکر نہ کی حالانکہ جس مالک و مولا کے سامنے اس کو حاضر ہونا اور جس کو کچھ عرض و معروض کرنا ہے وہ سب سے زیادہ دلوں ہی کو پاک اور صاف دیکھنا چاہتا ہے، اور پاکی کا خاص ذریعہ توبہ و استغفار ہے پس وضو کے بعد تمام گناہوں سے توبہ و استغفار بھی کرے۔

نماز شروع کرتے وقت دل کی حالت

پھر جب نماز کے لئے کھڑا ہونے لگے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونے والی اپنی پیشی کو یاد کرے اور ندامت و حیا اور خوف سے اس کے دل کی حالت وہ ہونی چاہیے جو نہایت محسن آقا کے سامنے حاضر ہوتے وقت کسی بھاگے ہوئے خطاکار غلام کی ہوتی ہے۔ نیز نماز کے فضائل کا بھی دھیان کریں، خصوصاً اس کی یہ

فضیلت یاد کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضوری اور انتہائی قرب کا خاص موقع ہے، اور یہ کہ قیامت میں نماز ہی کی اچھائی یا برائی پر آدمی کی سعادت کا یا شقاوت کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ پھر یہ خیال کرے کہ کیا خبر ہے یہی نماز میری آخری نماز ہو اور اس کے بعد کوئی نماز پڑھنی مجھے نصیب نہ ہو۔ لہٰذا بہتر سے بہتر نماز ادا کرنے کا عزم کرے، اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگے۔

نیت کی کیفیت

پھر جب قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو جائے تو خیال کرے جس طرح میں نے اپنے جسم کا رخ بیت اللہ کی طرف کر لیا ہے جو ہمارے جسموں کا قبلہ ہے اسی طرح میرے دل کا رخ پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ ہی کی طرف ہونا چاہیئے جو قلوب وارواح کا قبلہ ہے۔ یہ خیال کر کے دل و زبان سے کہے:

انی وجهت وجهی للذی فطر السمٰوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ط ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العٰلمین ط لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اوّل المسلمین ط

میں نے اپنا رخ یکسوئی کے ساتھ اس اللہ کی طرف پھیر دیا، جس نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب العٰلمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم ہے اور میں اس کا حکم ماننے والوں میں سے ہوں۔

تکبیر تحریمہ کی کیفیت

اس کے بعد نماز شروع کرے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عظمت و کبریائی کا تصور کرتے ہوئے اور اپنی ذلت و بیچارگی اور تمام ماسویٰ اللہ کی بے حقیقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دل وزبان سے کہے اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے، ہر طرح کی کبریائی اور برتری اسی کے لئے ہے) اس تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلالت کا زیادہ سے زیادہ دھیان اور دل میں زیادہ سے زیادہ خشوع اور تذلل کی کیفیت ہونی چاہیے۔ بعض عارفین نے لکھا ہے کہ پوری نماز کی اجمالی حقیقت اللہ اکبر میں سمٹی ہوئی ہے اور ساری نماز اسی اللہ اکبر کے معنی کی تفصیل اور عملی صورت ہے۔

ثناء کی کیفیت

پھر اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر یقین کرتے ہوئے اور اپنے آپ کو اس کے حضور میں کھڑا ہوا تصور کر کے اولاً ثناء پڑھے اور اس خیال کے ساتھ پڑھے کہ حق تعالیٰ اپنی خاص کریمانہ شان کے ساتھ متوجہ ہے اور سن رہا ہے۔

سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک.

(اے میرے اللہ! پاک ہے تیری ذات اور تیرے ہی لئے ہے ہر تعریف اور برکت والا ہے تیرا نام، اور اونچی ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں)

تعوذ کی کیفیت

اور پھر یہ خیال کر کے کہ شیطان ہمارے دین و ایمان کا اور خاص طور سے ہماری نمازوں کا بڑا سخت دشمن ہے اور وہ ہماری گھات میں ہے اور میں آگے جو کچھ اپنے رب سے عرض کرنا چاہتا ہوں وہ اس میں ضرور خرابی ڈالنے کی کوشش کرے گا اور صرف اللہ تعالیٰ ہی اس کے شر سے میری حفاظت فرما سکتا ہے۔ غرض اپنے آپ کو شیطان کے بچاؤ سے عاجز سمجھ کر اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور عرض کرے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے

سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے دل کی حالت

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الخ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اَلْحَمْدُ شروع کرے، اور ایک ایک آیت کو ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ کر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھا جائے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان فرمایا کہ۔ بندہ جب نماز میں یہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (سب تعریفیں اللہ رب العلمین کے لئے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ (میرے بندے نے میری حمد کی) پھر جب کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (جو بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ (میرے بندے نے میری صفت بیان کی) پھر جب کہتا ہے مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (جو یوم جزا کا مالک ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ (میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی) پھر جب کہتا ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھٰذَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ

عَبْدِیْ وَالْعَبْدِیْ مَاسَئَلَ (اس میرے بندے نے میری توحید کا اقرار کیا اور اپنے واسطے مجھ سے مدد مانگی، میرے بندے کو اس کی مانگ ملے گی) اس کے بعد جب بندہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیم سے آخر تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھٰذَالِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَاسَئَلَ (میرے بندہ نے اپنے لئے مجھ سے ہدایت مانگی اور میرے بندہ کی یہ مانگ پوری کی جائے گی)۔

پس نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ سورۃ فاتحہ کی ہر آیت کو سمجھ کر اور ٹھہر ٹھہر کر اس تصور کے ساتھ نماز پڑھے کہ اللہ تعالیٰ میری سن رہے ہیں اور مذکورہ بالا احادیث کے مطابق میری ہر بات کا جواب دے رہے ہیں، چنانچہ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ کے اس جواب کا خیال آئے کہ "میرا بندہ جو مانگے گا وہ اس کو ملے گا، تو یہ تصور کر کے کہ میری سب سے بڑی حاجت اور سب سے اہم ضرورت صراط مستقیم کی ہدایت اور دین حق پر چلنا ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے گا وہ اس کو عطا کرنے کا وعدہ فرما رہا ہے دل کی پوری تڑپ کے ساتھ اس رب کریم سے عرض کرے۔

اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیھم ٥ غیر المغضوب علیھم و لا الضآلین آمین

اے اللہ! ہم کو سیدھے راستہ پر چلا ان اچھے بندوں کے راستے پر جن پہ تو نے فضل فرمایا۔ نہ ان کے راستہ پر جن پر تیرا غضب ہوا، اور نہ گمراہوں کے راستہ پر، اے اللہ! میری یہ دعا قبول فرما۔

اس کے بعد جو سورت پڑھنی ہو پڑھے، اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی میری دعا کا جواب ہے جو خود میری زبان سے کہلوایا جا رہا ہے۔ قرآن

شریف کی جو بھی چھوٹی بڑی سورۃ پڑھی جائے یا جہاں سے بھی اس کی دو چار آیتیں پڑھی جائیں لازماً اس میں ہماری ہدایت کا کوئی نہ کوئی سبق ہوگا، یا تو اللہ تعالیٰ کی توحید، تسبیح و تقدیس اور اسکی صفات عالیہ کا بیان ہوگا یا قیامت و آخرت کا ذکر ہوگا یا عبادات اور اخلاق کا یا معاملات و معاشرت کے اچھے اصولوں کی تلقین ہوگی، یا گذشتہ پیغمبروں اور ان کی امتوں کے سبق آموز واقعات ہونگے۔ غرض قرآن شریف کی ہر آیت میں ضرور بالضرور ہمارے لئے کوئی خاص ہدایت ہوگی۔

قرأت کرتے ہوئے دل کی حالت

پس نمازی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی جو سورۃ یا آیت بھی پڑھے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی دعا کا جواب سمجھے اور اپنے آپکو مثل شجرہ موسوی کے تصور کرے (یعنی اس درخت کی مانند جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادی طوی میں حق تعالیٰ کا کلام سنا تھا) درحقیقت کلام اللہ پڑھنے والے ہر مؤمن پر (اور بالخصوص نماز میں قرآن شریف پڑھنے والے مؤمنین پر) اللہ تعالیٰ کے ہزاروں بڑے بڑے احسانات میں سے ایک بڑا احسان و انعام یہ بھی ہے کہ شجرہ موسوی والی سعادت عظمیٰ ان کو حاصل ہوتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے حقیقی اور ازلی مقدس کلام کو اپنی زبان سے ادا کرنا اور دہرانا نصیب ہوتا ہے۔

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

رکوع کی کیفیت

پھر جب قرأت ختم کر چکے تو شکر کے جذبہ سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی وراء والوریٰ شان کبریائی کا دھیان کرتے ہوئے اور اپنے کو اس کی عبادت

اور اس کے شکر کی کما حقہ ادائیگی سے قاصر سمجھتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کے رکوع کرے،، اور سر نیاز اس کے آگے جھکائے اور اپنی ذلت وحقارت اور حق تعالیٰ کی بے انتہا عظمت وجلالت کا تصور کر کے دل وزبان سے بار بار کہے۔

سبحان ربی العظیم، سبحان ربی العظیم ،سبحان ربی العظیم

پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار، پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار
پاک ہے میرا عظمت والا پروردگار،

قومہ کی کیفیت

اس کے بعد سر اٹھائے اور کہے **سمع اللہ لمن حمدہ** (اللہ نے حمد کرنے والے کی سن لی) یہ کلمہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور جواب کے ہے، جو بندے ہی کی زبان سے کہلوایا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اے بندے! تیری حمد کو تیرے رب نے سن لیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قدر افزائی اور یہ بندہ نوازی معلوم کر کے بندہ کو چاہیے کہ اس کے تمام ظاہر و باطن پر حمد وشکر کا جذبہ طاری ہو جائے اور وہ دل وزبان اور جسم وجان سے کہے **ربنالک الحمد** (اے میرے پروردگار! ساری حمد وثنا تیرے ہی لئے ہے)

سجدے کی کیفیت

اس کے بعد حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اپنی بے حقیقی اور شکر و عبادت کا حق ادا کرنے میں اپنی عاجزی اور کوتاہی کا تصور کرتے ہوئے دل وزبان سے **اللہ اکبر** کہتا ہوا سجدے میں گر جائے اور اپنی پیشانی (جو اس کے جسم کا سب سے اعلےٰ اور اشرف حصہ ہے) اللہ کے حضور میں زمین پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عظمت و

ورفعت کے سامنے اپنی انتہائی ذلت وپستی اور بندگی اور سرافگندگی کی عملی شہادت دے، اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا جلال وجبروت کا تصور کر کے اپنے کو اس کا عبد ذلیل اور خاک پر پڑا ہوا ایک کیڑا سمجھتے ہوئے اسی حالت میں بار بار دل وزبان سے کہے:

سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ

(پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالاتر ہے، پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالاتر ہے، پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالاتر ہے)

پھر اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے سجدے سے اعلےٰ وارفع اور اپنے سجدے اور اپنی عبادت کو اس دربار عالی کی شان کے لحاظ سے نہایت ناقص اور ناقابل قبول سمجھتے ہوئے ندامت اور اعتراف قصور کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کے سجدے سے سر اٹھائے اور سیدھا بیٹھنے کے بعد پھر اسی تصور وتاثر کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر دوبارہ سجدے میں گر جائے اور اس وقت اس کا دل اللہ تعالیٰ کی بے نہایت رفعت وعظمت اور اپنی انتہائی حقارت وذلت کے خیال میں ڈوبا ہوا ہو، اور اس کو ہر کمزوری اور ہر نامناسب بات سے پاک اور اپنے کو سراسر گندگیوں اور عیبوں کا مجموعہ اور نہایت حقیر اور خطا کار بندہ تصور کرتے ہوئے پھر بار بار زبان سے کہے:

سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی.

دوسری رکعت

پھر یہ تصور کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان ہمارے ان سجدوں اور ہماری عبادات سے بہت بالاتر اور برتر ہے، اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور جن تصورات

کے ساتھ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھی تھی اس رکعت میں پھر اسی طرح سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی سورۃ پڑھے اور مذکورہ تفصیل کے مطابق رکوع وسجدہ کرے۔ غرض ہر رکعت میں اسی طرح کرے۔

تشہد کی کیفیت

پھر جب بیٹھ کر تشہد پڑھنے کا وقت آئے تو دل کو پوری یکسوئی کے ساتھ متوجہ کر کے عرض کرے:

التحيات لله والصلوٰات والطيبات السلام عليک ايهاالنبی ورحمة الله وبرکاته السلام علينا وعلىٰ عبادالله الصٰلحين اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمداً عبده رسوله .

ادب وتعظیم کے سارے کلمے اللہ ہی کے لئے ہیں اور تمام عبادات اور تمام صدقات اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو تم پر اے نبیؐ اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں، سلام ہو تم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی قابل عبادت نہیں سوا اللہ کے اور شہادت دیتا ہوں، کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔

درود شریف پڑھتے ہوئے دل کی کیفیت

اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد یہ خیال کر کے رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے کہ اس دربار خداوندی تک ہم کو رسائی رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی سے حاصل ہوئی ہے اور ہمارا ایمان واسلام اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق حضور ﷺ ہی کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے اور آپ ہی ہمارے ہادی اول ہیں، اور

اللہ تعالیٰ ہی حضور ﷺ کو اس ہدایت و رہنمائی کا اور اس سلسلہ کی تکلیفوں اور مصیبتوں کا بدلہ دے سکتا ہے، لہٰذا دعائے رحمت یعنی درود کی شکل میں آپ کے احسان کا اعتراف کیے بغیر اللہ تعالیٰ سے عرض و معروض کے اس سلسلے کو ختم کر دینا بڑے بے مروتی اور احسان فراموشی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جس درود شریف کی تعلیم فرمائی تھی اور جو عام طور پر نمازوں میں پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے:

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید. اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید.

اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر ان کی آل پر (یعنی ان کے متعلقین اور متبعین پر) اپنی خاص رحمت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر رحمت کی، تو قابل حمد ہے اور صاحب مجد ہے۔ اے اللہ حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر برکتیں نازل کیں، تو قابل حمد ہے اور صاحب مجد ہے۔

استغفار

درود شریف پر گویا نماز پوری ہوگئی مگر اس کو اللہ تعالیٰ کی شان عالی کے لحاظ سے نہایت ناقص اور نا قابل اعتبار سمجھتے ہوئے اور اس بارہ میں اپنے کو سراسر قصور وار اور خطا کار تصور کرتے ہوئے اپنے اندر خوف اور دل شکستگی کی کیفیت پیدا کرے اور

نہایت الحاح اور تضرع کے ساتھ حق تعالیٰ سے عرض کرے:

اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانہ لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک و ارحمنی انک انت الغفور رحیم (صحیح بخاری)

اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا میں سخت قصوروار ہوں اور صرف تو ہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، پس تو مجھے معافی دے دے محض اپنے فضل سے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ دعا رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی درخواست پر نماز ہی میں پڑھنے کے لئے تعلیم فرمائی تھی۔

اس دعا و استغفار ہی کو اپنی نماز کا خاتمہ بنائے،

سلام کی کیفیت

اس کے بعد سلام کے ذریعہ نماز ختم کر دے۔ دائیں جانب کے سلام میں دائیں جانب کے رفقاء نمازی اور فرشتوں کی نیت کرے اور بائیں جانب کے سلام میں اس جانب والوں کی۔ اور امام جس جانب ہو اس کی نیت اسی جانب کے سلام میں کرے۔

یہ ظاہر ہے کہ سلام کا اصل موقع ابتدائے ملاقات ہے، یعنی جدا ہونے کے بعد جب وہ مسلمان باہم ملیں تو انہیں سلام کا حکم ہے۔ پس نماز کے ختم پر دو طرفہ سلام کی مشروعیت میں ہمارے لئے اشارہ ہے کہ ہم پوری نماز میں اس قدر یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اس سے مناجات اور عرض معروض میں ایسے غرق رہیں کہ اپنے گرد و پیش کی دنیا سے بھی، حتیٰ کہ اپنے ساتھ کے فرشتوں سے بھی منقطع اور

غائب ہو کر گویا کسی دوسرے ہی عالم میں ہیں اور نماز کے ختم پر گویا اس عالم سے پلٹ کر تازہ ملاقات کرتے ہیں اور دائیں بائیں کے رفیقوں اور فرشتوں کو سلام کرتے ہیں۔

سلام کے بعد

سلام پھیرنے کے بعد پھر یہ خیال کرے کہ میری یہ نماز بہت ناقص ہوئی اور اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے معاف نہ فرمائے تو میں اس پر سزا کا مستحق ہوں بہر حال یہ خیال کر کے شرم وندامت اور خفت کے جذبہ کے ساتھ اپنی نماز کی کوتاہیوں اور دوسری عام مصیبتوں سے معافی مانگے اور عفو ودرگزر کی التجا کرے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ ایسی آواز سے **استغفر الله . استغفر الله . استغفر الله .** کہتے تھے کہ پیچھے کے لوگ بھی آپ کے اس استغفار کو سن لیتے تھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے خاص اور مقبول بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے:

کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون

وہ راتوں کو بہت کم سوتے ہیں، بلکہ راتوں کا زیادہ حصہ اللہ کی عبادت اور اس کی یاد میں گزارتے ہیں، اور پھ سحر کے وقت اس سے معافی مانگتے ہیں۔

گویا رات بھر کی عبادت کے بعد بھی اپنے کو قصور وار اور خطا کار گردانتے ہوئے اپنے مالک ومولیٰ سے اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کی معافی ہی چاہتے ہیں۔ بہر حال ایمان والوں کا یہی حال ہونا چاہیے کہ اپنی طرف سے اچھی سے اچھی نماز پڑھنے کی کوشش کریں اور سلام پھیرنے کے بعد اپنے قصور اور اپنی کوتاہ کاری کا

اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اس سے بخش دینے کی التجا کریں، اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو چاہیں دعائیں مانگیں۔

سلف صالحین کی نمازیں

سلف صالحین کو نماز سے کس قدر شغف اور لگاؤ تھا ان کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ہمیں اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ نمونے کے طور پر نبی اکرم ﷺ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابرین امت کے کچھ واقعات درج کیے جاتے ہیں۔

◎......ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو سنا دیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔ ہر بات عجیب ہی تھی۔ ایک دن رات کو تشریف لائے اور میرے پاس لیٹ گئے، پھر فرمانے لگے، چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک تک

بہنے لگے، پھر رکوع فرمایا اس میں بھی روتے رہے، پھر سجدے سے اٹھے اس میں بھی اسی طرح روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال ؓ نے آ کر صبح کی نماز کیلئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو بخشے بخشائے ہیں پھر آپ اتنا کیوں روئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

◉...... بہت سی روایات میں یہ بات آئی ہے حضور اکرم ﷺ رات کو اس قدر لمبی نماز پڑھا کرتے تھے کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ بخشے بخشائے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

◉...... ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ نماز پڑھتے تو آپ کے سینہ مبارک سے رونے کی آواز ایسی آتی تھی جیسے چکی کی آواز ہوتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایسی آواز ہوتی تھی جیسے ہنڈیا کے پکنے کی آواز ہوتی ہے۔

◉...... حضرت عوف ؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ہمرکاب تھا۔ آپ ﷺ نے مسواک فرمائی وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ لی میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا۔ آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ ایک رکعت میں پڑھی اور جو آیت رحمت کی آتی حضور ﷺ اس جگہ دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے اور جو آیت عذاب کی آتی اس جگہ دیر تک عذاب سے پناہ مانگتے رہتے۔ سورۃ کے ختم پر رکوع کیا اور اتنا ہی لمبا رکوع کیا جتنی دیر میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی، اور رکوع میں **سبحان ذی الجبروت و الملکوت و العظمة** پڑھتے جاتے تھے۔ پھر اتنا ہی لمبا سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں اسی طرح سورۃ آل عمران پڑھی اور اسی طرح ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔

◎......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اسی طرح کا نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ چار رکعتوں میں چار سورتیں سورۃ بقرۃ سے سورۃ مائدہ تک پڑھیں۔

ان چار سورتوں کے سوا چھ پارے بنتے ہیں جو حضور ﷺ نے چار رکعتوں میں پڑھے اور نبی اکرم ﷺ کی عادت شریفہ تجوید اور ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے کی تھی جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر آیت رحمت اور آیت عذاب پر ٹھہرنا اور دعا مانگنا پھر اتنا ہی لمبا رکوع وسجدہ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس طرح چار رکعات میں کس قدر وقت خرچ ہوا ہوگا بعض مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ایک رکعت میں سورۃ بقرۃ، آل عمران اور مائدہ تین سورتیں پڑھیں جو تقریباً پانچ پارے بنتے ہیں، یہ تبھی ہوسکتا ہے جب نماز میں چین اور آنکھوں میں ٹھنڈک ملے۔

◎......حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نماز میں اس قدر لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک زیادہ دیر کھڑا رہنے کی وجہ سے سوج جاتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ معصوم اور بالکل بے گناہ تھا، رونے کی وجہ سے آپ مصلےٰ پر آنکھوں سے اس طرح آنسو ٹپکتے تھے جیسے کہ ہلکی ہلکی بارش کی طرح بوندیں پڑا کرتی تھیں۔

◎......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رو رہے تھے حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح کر دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز

◎......بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو یوں لگتا تھا جیسے کوئی لکڑی گاڑ دی گئی ہو یعنی بالکل حرکت نہیں ہوتی تھی۔

◎......حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرے کا رنگ بدل جاتا، بدن پر کپکپی آجاتی۔ کسی نے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان وزمین نہ اٹھا سکے، پہاڑ اسکے اٹھانے سے عاجز ہو گئے، میں نہیں سمجھتا کہ اسکو پورا کرسکوں گا یا نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب لڑائی میں انکے تیر لگ جاتے تو وہ نماز ہی میں نکالے جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ران میں ایک تیر گھس گیا۔ لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی نہ نکل سکا۔ آپس میں مشورہ کیا کہ جب یہ نماز میں مشغول ہوں اس وقت نکالا جائے۔ آپ نے جب نفلیں شروع کیں اور سجدہ میں گئے تو ان لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھا، فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے واسطے آئے ہو، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا۔ آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔

◎......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام رات جاگتے اور ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔

◎......ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز ایسی ہوتی تھی گویا ایک لکڑی گاڑ دی گئی ہو۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ ابن زبیر جب سجدہ کرتے تو اس قدر لمبا اور بے حرکت ہوتا تھا کہ چڑیاں آکر کمر پر بیٹھ جاتی تھیں۔ بعض اوقات سجدہ اتنا لمبا

ہوتا کہ تمام رات سجدے میں گزر جاتی اور اسی طرح بعض اوقات پوری رات رکوع میں گزرتی۔

ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے۔ بیٹا پاس سو رہا تھا۔ چھت سے ایک سانپ گرا اور بچہ پر لپٹ گیا۔ وہ چلایا گھر والے سب دوڑے آئے، شور مچ گیا اس سانپ کو مارا گیا لیکن عبداللہ ابن زبیر ؓ اسی طرح اطمینان سے نماز پڑھتے رہے، سلام پھیرنے کے بعد کہا کہ کچھ شور کی سی آواز تھی کیا ہوا؟ بیوی نے کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے، بچے کی تو جان بھی گئی تھی اور آپ کو پتہ ہی نہ چلا۔ فرمایا تیرا ناس ہو نماز میں اگر دوسری طرف توجہ چلی جاتی تو نماز کہاں رہتی۔

......حضرت حسن ؓ جب وضو فرماتے تو چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیا بات ہے تو ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آگیا ہے، پھر وضو کر کے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ فرماتے

الٰھی عبدک ببابک یا محسن قداتاک المسئ وقدامرت المحسن منا ان تجاوز عن المسئ فانت المحسن وانا المسئ فتجاوز عن قبیح ماعندی بجمیل ماعندک یا کریم.

یا اللہ! تیرا بندہ تیرے دروازے پر حاضر ہے۔ اے احسان کرنیوالے اور بھلائی کا برتاؤ کرنیوالے، بداعمال تیرے پاس حاضر ہے۔ تو نے ہم لوگوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اچھے لوگ بروں سے درگذر کریں، تو اچھائی والا ہے اور میں بدکار ہوں، اے کریم ! میری برائیوں سے ان خوبیوں کی بدولت جن کا تو مالک ہے درگذر فرما"۔ اس کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

......حضرت عبداللہ بن عباس ؓ جب اذان کی آواز سنتے تو اسقدر روتے کہ

چادر تر ہو جاتی، رگیں پھول جاتیں آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہم تو اذان سنتے ہیں مگر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، آپ کیوں اسقدر گھبراتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مؤذن کیا کہتا ہے تو راحت و آرام سے محروم ہو جائیں اور نیند اڑ جائے۔ اسکے بعد اذان کے ہر ہر جملہ کی تنبیہ کو مفصل ذکر فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جب آنکھیں جاتی رہیں اور آپ نابینا ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا حضور اپنی آنکھیں بنوا لیجئے لیکن آپ کو کچھ روز کیلئے نماز چھوڑنی پڑے گی۔ کیونکہ ان ایام میں حرکت مضر ہو گی۔ چند روز تک سیدھا لیٹے رہنا پڑے گا۔ آپ نے سن کر فرمایا یہ کام مجھ سے نہیں ہو گا۔ کیونکہ میرے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہایت غصہ و غضب کے ساتھ ملاقات کرے گا۔ مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن خدا کے غضب اور غصہ کو میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔

◉ ...... خلف بن ایوب رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ یہ مکھیاں آپ کو نماز میں تنگ نہیں کرتیں۔ کہنے لگے میں اپنے کو کسی ایسی چیز کا عادی نہیں بناتا، جس سے نماز میں نقصان آئے۔ یہ بدکار لوگ حکومت کے کوڑوں کو برداشت کرتے رہتے ہیں محض اتنی سی بات کے لئے کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا متحمل مزاج ہے اور پھر اسکو فخریہ بیان کرتے ہیں۔ میں اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوں اور ایک مکھی کی وجہ سے حرکت کرنے لگوں۔

◉ ...... بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے، ایک چور آیا اور گھوڑا کھول کر لے گیا۔ لیجاتے ہوئے اس پر نظر بھی پڑ گئی، مگر نماز نہ توڑی۔ بعد میں کسی نے کہا بھی کہ آپ نے پکڑ نہ لیا۔ فرمایا میں جس چیز میں مشغول تھا وہ اس سے بہت اونچی تھی۔

اکابر کی نمازیں

⊙...... کہتے ہیں کہ ان حضرات میں سے جس کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تین دن تک اس کا رنج کرتے تھے اور جس کی جماعت جاتی رہتی سات دن تک اس کا افسوس کرتے تھے۔

⊙...... حضرت زین العابدینؒ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ تہجد کا کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا' کیا تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی یہ نماز میں مشغول رہے، لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا۔

⊙...... ایک شخص نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنورین مصریؒ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی جب انہوں نے اللہ اکبر کہا تو لفظ اللہ کے وقت ان پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ تھا گویا انکے بدن میں روح نہیں رہی بالکل مبہوت سے ہو گئے اور جب اللہ اکبر زبان سے کہا تو میرا دل ان کی تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

⊙...... حضرت اویس قرنیؒ مشہور بزرگ اور افضل ترین تابعی ہیں۔ بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گزار دیتے، کبھی سجدہ میں یہی حالت ہوتی کہ تمام رات ایک ہی سجدہ میں گذار دیتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ فرشتے تو عبادت کرتے کرتے نہیں تھکتے اور ہم اشرف المخلوقات ہو کر تھک جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں۔

......حضرت سفیان ثوریؒ ایک دن خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ سجدے میں گئے تو کسی دشمن نے آکر وار کر کے آپ کے ایک پاؤں کی دو انگلیاں کاٹ ڈالیں لیکن آپ کو خبر نہ ہوئی۔ جب سلام پھیرا تو اوّل نماز کی جگہ خون پڑا ہوا دیکھا اور پھر پاؤں میں تکلیف محسوس ہوئی تب معلوم ہوا کہ کسی شخص نے میری انگلیاں کاٹ ڈالی ہیں۔

......عصامؒ نے حضرت حاتمؒ زاہد بلخی سے پوچھا کہ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آتا ہے اوّل نہایت اطمینان سے اچھی طرح وضو کرتا ہوں پھر اس جگہ پہونچتا ہوں جہاں نماز پڑھنی ہوتی ہے اور اوّل نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے، داہنی طرف جنت ہے بائیں طرف دوزخ ہے۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے۔ پھر کوئی اور نماز شاید میسر ہو، اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اسکے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں، پھر معنی کو سوچ کر پڑھتا ہوں، تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور اطمینان سے نماز پوری کرتا ہوں۔ اسی طرح اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ اور اپنے اعمال سے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔ عصامؒ نے پوچھا کہ کتنی مدت سے آپ ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حاتمؒ نے کہا تیس برس سے۔ عصامؒ رونے لگے مجھے ایک بھی ایسی نماز نصیب نہ ہوئی۔

......کہتے ہیں کہ حاتمؒ کی ایک مرتبہ جماعت فوت ہوگئی جس بیحد اثر تھا ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی۔ اس پر رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ دس ہزار آدمیوں سے زیادہ تعزیت

کرتے۔ جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی۔ یہ صرف اس کی وجہ سے ہے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

◎......حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ بیس برس کے عرصہ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اذان ہوئی ہو اور مسجد میں پہلے سے موجود نہ ہوں۔

◎......محمد بن واسعؒ کہتے ہیں کہ مجھے دنیا میں صرف تین چیزیں چاہئیں۔ایک ایسا دوست جو مجھے میری لغزشوں پر متنبہ کرتا رہے۔ایک بقدر زندگی روزی جس میں کوئی جھگڑا نہ ہو۔ایک جماعت کی نماز ایسی کہ اس میں کوتاہی ہو جائے تو وہ معاف ہو اور ثواب جو ہو مجھے مل جائے۔

◎......حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی، نماز کے بعد فرمانے لگے کہ شیطان نے اسوقت مجھ پر ایک حملہ کیا۔میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں افضل ہوں (اسلئے کہ افضل کو امام بنایا جاتا تھا) آئندہ کبھی نماز نہیں پڑھاؤں گا۔

میمونؒ بن مہران ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لے گئے تو جماعت ہو چکی تھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ نماز کی فضیلت مجھے عراق کی سلطنت سے بھی زیادہ محبوب تھی۔

◎......مکبرؒ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اگر تو اپنے مالک سے اور مولا سے بلا واسطہ بات کرنا چاہے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔کسی نے پوچھا کہ اسکی کیا صورت ہے۔فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر اور نماز کی نیت باندھ لے۔

◎......سعید تنوخیؒ جب تک نماز پڑھتے رہتے مسلسل آنسوؤں کی لڑی رخساروں پر جاری رہتی۔

◎......مسلم بن یسارؒ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں سے کہہ دیتے کہ تم باتیں کرتے

رہو مجھے تمہاری باتوں کا پتہ نہیں چلے گا۔ اور واقعی بچے جتنا بھی شور و غل مچاتے آپ کو نماز میں اتنی محویت اور استغراق ہوتا کہ کچھ پتہ نہ چلتا۔

ایک دفعہ اپنے گھر کے کمرے میں نماز پڑھ رہے تھے، اتفاق سے اس کمرے کے کسی کونے میں آگ لگ گئی۔ آپ برابر نماز میں مشغول رہے۔ سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں نے عرض کیا حضرت تمام محلّہ والے آگ بجھانے کیلئے جمع ہو گئے لیکن آپ نے نماز نہ چھوڑی حالانکہ اس موقع پر تو شرعاً اجازت تھی کہ آپ نماز توڑ دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے آگ لگنے کا پتہ چل جاتا تو میں نیت توڑ دیتا لیکن مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا۔

◉...... ربیعؒ کہتے ہیں کہ میں جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں مجھ پر اس کا فکر سوار ہو جاتا ہے کہ مجھ سے کیا کیا سوال و جواب ہوگا۔

◉...... عامرؒ بن عبداللہ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی تو کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ تمہیں نماز میں کسی چیز کی خبر بھی ہوتی ہے۔ فرمایا مجھے اس کی خبر ہوتی ہے کہ ایک دن اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونا ہوگا اور دونوں گھروں جنت یا دوزخ میں سے ایک میں جانا ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا، یہ نہیں پوچھتا ہماری باتوں میں سے بھی کسی کی خبر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ مجھے نیزوں کی بھالیں گھس جائیں یہ زیادہ اچھا ہے اس سے کہ مجھے نماز میں تمہاری باتوں کا پتہ چلے۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر آخرت کا منظر اس وقت میرے سامنے ہو جائے تو میرے یقین اور ایمان میں اضافہ نہ ہوگا (کہ غیب پر ایمان اتنا ہی پختہ ہے جتنا مشاہدہ پر ہوتا ہے)

◉...... حضرت محمد نصر مشہور محدث ہیں اس انہاک سے نماز پڑھتے تھے جس کی نظیر

ملنا مشکل ہے ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے نماز میں کاٹا جس کی وجہ سے خون بھی نکل آیا مگر نہ حرکت ہوئی اور نہ خشوع خضوع میں کوئی فرق آیا۔ کہتے ہیں کہ نماز میں لکڑی کی طرح سے بے حرکت کھڑے رہتے تھے،

◎...... حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تو بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا ہے۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دو پہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دو پہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔

◎...... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ رمضان میں ساٹھ قرآن شریف نماز میں پڑھتے تھے۔ ایک شخص کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک امام شافعیؒ کے یہاں رہا صرف رات کو تھوڑی دیر سوتے تھے۔

◎...... حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تین سو رکعتیں روزانہ پڑھتے تھے۔ اور جب بادشاہ وقت نے آپ کو کوڑے لگوائے اور اس کی وجہ سے ضعف بہت ہو گیا تو ۱۵۰ رہ گئی تھیں اور تقریباً اسی برس کی عمر تھی۔

◎...... حضرت سعیدؒ بن جبیر ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔

◎...... حضرت محمد بن المنکدر حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ آپ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ ماں کی خدمت کے لئے دوسرا حصہ بہن کی خدمت کے لئے تیسرا حصہ عبادت کے لئے۔ جب ان کی بہن کا انتقال ہو گیا اب رات کے دو حصے کر دیئے ایک والدہ کی خدمت کے لئے دوسرا حصہ عبادت کیلئے۔ جب والدہ کا انتقال ہو گیا تو ساری رات نماز میں گزار دیتے۔

ایک رات تہجد میں اتنی کثرت سے روئے کہ حد نہ رہی کسی نے دریافت کیا تو فرمایا تلاوت میں آیت آگئی تھی وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون ......الخ ۔ ''اور اللہ کی طرف سے ان کے لئے (عذاب کا) وہ معاملہ پیش آئے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور اس وقت انکو اپنی تمام بداعمالیاں ظاہر ہو جائیں گی''۔ حضرت محمدؒ ابن منکدر وفات کے وقت بھی گھبرا رہے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی آیت سے ڈر رہا ہوں۔

◎......حضرت ثابت بنانیؒ حفاظ حدیث میں ہیں۔ اسقدر کثرت سے اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں ۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی ۔ فرمایا کہ ان آنکھوں سے اگر روئیں نہیں تو فائدہ ہی کیا ہے۔ اس کی دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہوسکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے ۔ ابوسنانؒ کہتے ہیں خدا کی قسم! میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت کا عمل کیا تھا اس نے کہا کیوں پوچھتے ہو۔ ہم نے قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ! اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔

◎......حضرت امام ابو یوسفؒ باوجود علمی مشاغل کے جو سب کو معلوم ہیں اور ان کے علاوہ قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے قضا کے مشاغل علیحدہ تھے لیکن پھر بھی دوسو رکعت نوافل روزانہ پڑھتے تھے۔

◎...... ہناد ایک محدث ہیں ان کے شاگرد کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی زیادہ روتے تھے۔ ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آ کر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے۔ مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے کہا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ ستر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔

◎...... مسروقؒ ایک محدث ہیں۔ ان کی بیوی کہتی ہیں کہ وہ نمازیں اتنی لمبی لمبی پڑھا کرتے تھے کہ ان کی پنڈلیوں پر ہمیشہ اسکی وجہ سے ورم رہتا تھا اور میں ان کے پیچھے بیٹھی ہوئی ان کے حال پر ترس کھا کر رویا کرتی تھی۔

◎...... سعید بن المسیبؒ کے متعلق لکھا ہے کہ پچاس برس تک عشاء اور صبح کی نماز ایک ہی وضو سے پڑھی۔

◎...... ابو المعتمرؒ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک ایسا ہی کیا۔ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ ان میں سے بعض کا چالیس برس تک یہی عمل رہا۔

◎...... بہجۃ النفوس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے کے لئے آیا۔ وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نفلوں میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نفلیں پڑھتے رہے۔ یہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر ذکر میں مشغول ہو گئے اور مغرب تک مشغول رہے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی اور نفلیں

شروع کردیں۔ عشاء تک اس میں مشغول رہے۔ یہ بیچارہ انتظار میں بیٹھا رہا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر نفلوں کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور اوراد ووظائف پڑھتے رہے۔ اسی میں مصلے پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اٹھے، استغفار وتوبہ کرنے لگے اور یہ دعا پڑھی۔ اعوذباللہ من عین لا تشبع من النوم (میں اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں)

◎...... ایک صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ وہ رات کو سونے کیلئے لیٹتے تو کوشش کرتے کہ آنکھ لگ جائے مگر نیند نہ آتی تو اٹھ کر نماز میں مشغول ہو جاتے اور عرض کرتے یا اللہ! تجھ کو معلوم ہے کہ جہنم کی آگ کے خوف نے میری نیند اڑا دی۔ یہ کہہ کر صبح تک نماز میں مشغول رہتے۔

◎...... ایک سید صاحبؒ کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں، اور پندرہ برس تک لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ کئی کئی دن ایسے گذر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔

◎...... رابعہ عدویہؒ دن رات میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ یہ چند رکعتیں کوئی ثواب حاصل کرنے کیلئے نہیں پڑھتی بلکہ اس لئے پڑھتی ہوں تاکہ نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن دوسرے انبیاء علیہم السلام کے سامنے یہ فرما کر سرخرو ہو سکیں کہ میری امت کی ایک ادنیٰ سے عورت کی یہ عبادت ہے۔

◉......رابعہ عدویہؒ نے آٹا گوندھا اور پھر نماز کی نیت باندھ کر نماز پڑھنے لگیں۔ نماز کے دوران آٹے کا خیال آ گیا کہ اس کو ڈھانپا نہیں تھا۔ اس رات جب سوئیں تو دیکھا کہ جنت میں ایک محل ان کے لئے بنایا گیا ہے، محل بہت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے لیکن اس کے سارے کنگرے گرے ہوئے ہیں۔ عرض کیا یا الٰہی! یہ کیوں گر گئے ہیں۔ جواب آیا کہ جس وقت تو نے ہمارا دھیان چھوڑ کر آٹے کی طرف دھیان کیا اسی وقت یہ کنگرے گر گئے۔

◉......حفصہ بنت سیرین مسلسل تیس سال اپنے گھر کی مسجد میں معتکف رہیں۔ وہ رات بھر عبادت کرتیں اور نماز میں مشغول رہتی تھیں اور آدھا قرآن پاک تلاوت کیا کرتی تھیں۔ ان کے بارے میں ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ان کی کسی باندی سے کسی نے پوچھا کہ تم نے اپنی خادمہ کو کیسا پایا تو اس نے جواب دیا کہ بہت نیک ہیں لیکن نہ جانے ان سے ایسا کونسا گناہ ہوا ہے کہ ساری رات نماز میں کھڑی روتی رہتی ہیں۔

◉......حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا، وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی جو دیوانی بتائی جاتی تھی میں نے سات دینار میں خرید لی اور اپنے گھر لے آیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اٹھی وضو کیا نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے اسکا دم نکلا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس نے مناجات شروع کی اور یہ کہنے لگی' اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرمایئے، میں نے اس سے کہا کہ اس طرح نہ کہو، بلکہ یوں کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سن کر اس کو غصہ آ گیا اور کہنے لگی قسم ہے اس ذات کی، اگر اسکو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سلاتا اور مجھے یوں نہ کھڑا رکھتا۔ پھر اوندھے منہ گر گئی اور چند شعر پڑھے، جن کا مطلب یہ ہے کہ بے چینی بڑھتی جا

رہی ہے اور دل جلا جارہا ہے اور صبر جاتا رہا اور آنسو بہہ رہے ہیں اس شخص کو کس طرح قرار آسکتا ہے جس کو عشق وشوق اور اضطراب سے چین ہی نہیں۔ اے اللہ! اگر کوئی خوشی کی چیز ہو تو عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما۔ اسکے بعد بلند آواز سے یہ دعا کی کہ یااللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ تھا اب مخلوق کو خبر ہو چلی اب مجھے اٹھا لیجئے۔ یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری اور مرگئی۔

◎......اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت سریؒ کے ساتھ بھی پیش آیا، کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خدمت کے لئے ایک باندی خریدی۔ ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی۔ وہ اپنی حالت کا مجھ سے اخفا کرتی تھی، اس کی نماز کی ایک جگہ متعین تھی، جب کام سے فارغ ہو جاتی وہاں جا کر نماز میں مشغول ہو جاتی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات میں مشغول ہو جاتی ہے اور کہتی ہے کہ آپ اس محبت کے وسیلہ سے فلاں فلاں کام کر دیں۔ میں نے آواز سے کہا کہ اے عورت! یوں کہہ کہ میری محبت کے وسیلہ سے جو مجھے آپ سے ہے۔ کہنے لگی' میرے آقا! اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں نماز سے بٹھلا کر مجھے کھڑا نہ کرتا۔ سریؒ کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو بلا کر کہا کہ تو میری خدمت کے قابل نہیں، اللہ ہی کی عبادت کے لائق ہے۔ چنانچہ اس کو کچھ سامان دے کر آزاد کر دیا۔

◎......حضرت سری سقطیؒ ایک عورت کا حال فرماتے ہیں کہ جب وہ تہجد کی نماز کیلئے کھڑی ہوتی تو کہتی "اے اللہ! ابلیس بھی تیرا ایک بندہ ہے، اس کی پیشانی بھی تیرے قبضہ میں ہے، وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھتی، تو اسے دیکھتا ہے اور اسکے سارے کاموں پر قادر ہے اور وہ تیرے کسی کام پر بھی قدرت نہیں رکھتا، اے اللہ! اگر وہ میری برائی چاہے تو تو اس کو دفع کر اور وہ میرے ساتھ مکر کرے تو تو اس

کے مکر کا انتقام لے ، میں اسکے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھکیلتی ہوں ۔اس کے بعد وہ روتی رہتی تھی ۔حتیٰ کے روتے روتے اس کی ایک آنکھ جاتی رہی لوگوں نے اس کہا خدا سے ڈر کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے، اس نے کہا' اگر یہ آنکھ جنت کی آنکھ ہے تو اللہ جل شانہ اس سے بہتر عطا فرمائیں گے اور اگر دوزخ کی آنکھ ہے تو اسکا دور ہونا ہی اچھا ہے۔

◉......ابو عامرؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک باندی دیکھی جو بہت کم داموں میں فروخت ہو رہی تھی جو نہایت دبلی پتلی تھی ۔ اس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا ۔ بال بکھرے ہوئے تھے ۔ میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو خرید لیا اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ بازار چل ۔ رمضان المبارک کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لیں ، کہنے لگی اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیئے ۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی ۔رات بھر نماز پڑھتی ۔ جب عید قریب آئی تو میں نے اس سے کہا کہ کل صبح بازار چلیں گے تو بھی ساتھ چلنا۔عید کے واسطے کچھ ضروری سامان خرید لائیں گے ، کہنے لگی میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو، پھر اندر گئی اور نماز شروع کر دی اور پہلی رکعت میں تمام سورہ بقرہ (ڈھائی سپارے) ختم کی ۔دوسری رکعت شروع کی تو اس میں تمام سورۃ عمران (سوا پارہ) ختم کی ،تیسری رکعت شروع کی تو اس میں سورہ نساء (ڈیڑھ پارہ) ختم کی میں حیران ہو کر اس کی کیفیت دیکھ رہا تھا سوچا کہ شائد یہ سوا پانچ سپارے پڑھ کر سانس لے گی لیکن اس اللہ کی بندی نے دوبارہ نیت باندھ لی اور جب پڑھتے پڑھتے سورۃ ابراہیم کی اس آیت پر آئی وَ يُسْقٰى مِن مَّآءٍ صَدِيْدٍ اس آیت کو بار بار پڑھتی رہی اور ایک چیخ مار کر اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

عجیب و غریب واقعات

⊙......حضرت ابن عباسؓ جب نابینا ہو گئے تو اپنے ساتھ ایک لڑکا رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو اس کو بطور رہبر اپنے ساتھ لے کر مسجد میں تشریف لاتے۔ ایک دن یہ لڑکا اتفاق سے نہیں آیا اور اتفاق سے نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے اسے آواز دی لیکن وہ ہوتا تو آتا۔ آپ نے نماز کے شوق میں بے چین ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی یا اللہ یہ نابینا ہونا کہیں مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کر دے، مجھے اس رسوائی اور شرمساری سے بچا لے۔ اس دعا کی برکت سے اسی وقت آپ کی بینائی لوٹ آئی۔ آپ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے مسجد تشریف لے گئے اور نماز پڑھ کر واپس گھر تشریف لائے تو پھر نابینا ہو گئے۔ پھر تو روز ہی ایسے ہونے لگا حتیٰ کہ آخر وقت تک آپ کا یہی حال رہا۔ (شواہد النبوت)

⊙......شیخ عبدالواحدؒ مشہور صوفیا میں ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک روز نیند کا اتنا غلبہ ہوا کہ رات کے اوراد وظائف بھی چھوٹ گئے، خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت حسین خوبصورت لڑکی سبز ریشمی لباس پہنے ہوئے ہے۔ جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں، کہتی ہے کہ میری طلب کی کوشش کر، میں تیری طلب میں ہوں، اسکے بعد اس نے چند شوقیہ شعر پڑھے، یہ خواب سے اٹھے اور قسم کھالی کہ رات کو نہیں سوؤں گا، کہتے ہیں کہ چالیس برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

⊙......شیخ مظہر سعدیؒ ایک بزرگ ہیں جو اللہ جل شانہ کے عشق و شوق میں ساٹھ برس تک روتے رہے۔ ایک شب خواب میں دیکھا گویا ایک نہر ہے جس میں خالص مشک بھرا ہوا ہے، اس کے کناروں پر موتیوں کے درخت سونے کی شاخوں والے لہلہا رہے ہے

ہیں، وہاں چند نوعمر لڑکیاں پکار پکار کر اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے دو شعر پڑھے، جن کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں لوگوں کے معبود اور محمد کے پروردگار نے ان لوگوں کے لئے پیدا فرمایا ہے جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے اللہ سے مناجات کرتے رہتے ہیں

◉......ابو بکر ضریرؒ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک نوجوان غلام رہتا تھا، دن بھر روزہ رکھتا تھا اور رات بھر تہجد پڑھتا، ایک دن وہ میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ میں اتفاق سے آج رات سو گیا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ محراب کی دیوار پھٹی اس میں چند لڑکیاں نہایت حسین اور خوبصورت ظاہر ہوئیں مگر ان میں ایک نہایت بدصورت بھی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور یہ بدصورت کون ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ ہم تیری گزشتہ راتیں ہیں اور یہ تیری آج کی رات ہے۔

◉......ایک بزرگؒ کہتے ہیں کہ مجھے ایک رات ایسی گہری نیند آئی کہ آنکھ نہ کھلی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی نہایت حسین لڑکی ہے کہ اس جیسی میں نے عمر بھر نہیں دیکھی، اس میں سے ایسی تیز خوشبو مہک رہی تھی کہ میں نے ویسی خوشبو بھی کبھی نہیں سونگھی۔ اس نے مجھے ایک کاغذ کا پرچہ دیا جس میں تین شعر لکھے ہوئے تھے، ان کا مطلب یہ تھا کہ ''تو نیند کی لذت میں مشغول ہو کر جنت کے بالا خانوں سے غافل ہو گیا جہاں ہمیشہ تجھے رہنا ہے اور موت بھی وہاں نہ آئے گی۔ اپنی نیند سے اٹھ، سونے سے تہجد میں قرآن پڑھنا بہت بہتر ہے'' کہتے ہیں کہ اسکے بعد جب مجھے نیند آتی اور یہ اشعار یاد آتے ہیں تو نیند بالکل اڑ جاتی ہے۔

◉......شیخ ابو عبداللہ جلاءؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے میرے والد سے مچھلی کی فرمائش کی۔ والد صاحب بازار تشریف لے گئے، میں بھی ساتھ تھا، مچھلی خریدی، گھر تک لانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی کہ ایک نوعمر لڑکا جو پاس ہی کھڑا

تھا کہنے لگا چچا جان اسے اٹھانے کے واسطے مزدور چاہیے کہا، ہاں، اس لڑکے نے اپنے سر پر اٹھائی اور ہمارے ساتھ چل دیا، راستہ میں اس نے اذان کی آواز سن لی۔ کہنے لگا اللہ کے منادی نے بلایا ہے مجھے وضو بھی کرنا ہے۔نماز کے بعد لے جاسکوں گا، آپ کا دل چاہے انتظار کر لیجئے ورنہ اپنی مچھلی لے لیجئے۔ یہ کہہ کر مچھلی رکھ کر چلا گیا۔ میرے والد صاحب کو خیال آیا کہ یہ مزدور لڑکا تو ایسا کرے ہمیں بطریق اولیٰ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ بھی مچھلی رکھ کر مسجد میں چلے گئے۔نماز سے فارغ ہو کر ہم سب آئے تو مچھلی اسی طرح رکھی ہوئی تھی۔ اس لڑکے نے اٹھا کر ہمارے گھر پہنچا دی۔ گھر جا کر والد نے یہ عجیب قصہ والدہ کو سنایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو روک لو وہ بھی مچھلی کھا کر جائے۔ اس سے کہا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرا تو روزہ ہے، والد نے اصرار کیا کہ شام کے وقت یہیں افطار کرے۔ لڑکے نے کہا کہ میں ایک دفعہ جا کر دوبارہ نہیں آتا، یہ ممکن ہے کہ میں پاس ہی مسجد میں ہوں شام کو آپ کی دعوت کھا کر چلا جاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی مسجد میں چلا گیا۔ شام کو بعد مغرب آیا کھانا کھایا اور کھانے سے فراغت پر اسکو تخلیہ کی جگہ بتا دی۔ ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آرہی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہوگئی۔ کہا میں نے اس مہمان کے طفیل سے دعا کی تھی کہ یا اللہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کردے، میں فوراً اچھی ہوگئی۔ اسکے بعد جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا کہیں پتہ نہ تھا۔

اکابرین کے نماز میں ذوق وشوق کے یہ واقعات آج ہماری زندگی کیلئے مشعل راہ ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنی نمازیں مارے بندھے اور فقط ضابطے کی کاروائی کے طور پر پڑھنے کی بجائے بطور اہل عشق اپنی نماز ادا کریں۔ **اللھم اجعلنا منھم .**

نماز کا قائم کرنا

قرآن مجید میں جہاں بھی نماز پڑھنے کا حکم وارد ہوا ہے وہاں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ واقیموا الصلوٰۃ (اور نماز قائم کرو) مفسرین نے نماز قائم کرنے سے مراد یہ لیا ہے کہ نماز اہتمام سے ادا کرو۔ یعنی اچھی طرح وضو کرو پھر جماعت کی پابندی کے ساتھ تسلی سے نماز پڑھو اور مسنون وقت کا لحاظ رکھو۔ اسی پر نبی علیہ السلام نے مداومت فرمائی۔ پھر صحابہ کرامؓ نے اسی نہج پر زندگی گزاری۔ حتی کہ علمائے اہلسنت والجماعت اور ان کے متبعین نے دور تابعین سے لیکر آج تک اسی طرز پر نماز پڑھنے کی سعادت پائی۔ ہر دور اور ہر زمانے میں کچھ لوگوں کو شیطان نے بہکایا نفس کا غلام بنایا اور انہیں کتاب اللہ میں منشائے خداوندی تلاش کرنے کی بجائے اپنی منشا پوری کرنے کے بہانے تلاش کرنے پر لگایا۔

حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک مرید نے عرض کیا۔ حضرت کچھ لوگوں کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ ہم نے معیت الٰہی حاصل کر لی ہے۔ ہم ہر وقت

حضوری کی حالت میں رہتے ہیں۔لہٰذا ہمارے لئے ظاہری نمازیں پڑھنا ضروری نہیں چونکہ ہم پہنچ چکے ہیں۔حضرت نے فرمایا ہاں وہ پہنچ چکے ہیں ولٰکن الی سقر (مگر جہنم میں پہنچ چکے ہیں)

دو حاضر میں کچھ جاہل صوفیاء اسی بات کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔کہ نماز کا اصل مقصد تو یاد الٰہی ہے۔ہمیں چونکہ توجہ الی اللہ کی کیفیت حاصل ہے لہٰذا لوگ پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں ہم تو ہر وقت نماز پڑھتے ہیں۔بقول شخصے

''تہاڈی پنج ویلے ساڈی ہر ویلے''

(تمہاری پانچ وقت نماز اور ہماری ہر وقت نماز)

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ''تم شریعت کی نماز پڑھتے ہو ہم حقیقت کی نماز پڑھتے ہیں'' دلیل اس بات سے پکڑتے ہیں کہ قرآن مجید میں نماز ادا کرنے کا حکم نہیں فرمایا گیا بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ہم نے توجہ الی اللہ کے ذریعے نماز قائم کرلی ہے۔عوام الناس اپنے فسق و فجور کی وجہ سے پہلے ہی فرار کی راہیں تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ان کو ایسی بات بڑی اچھی لگتی ہے لہٰذا ان کی بے عملی اور بدعملی میں اضافے کا سبب بن جاتی ہے۔ایسے لوگ فقط خود ہی گمراہ نہیں ہوتے بلکہ اوروں کی گمراہی کا بھی ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مشائخ کو ہماری طرف سے بہترین اجر اور بدلہ عطا فرمائے کہ انہوں نے ہمیں اپنے پیچھے چلانے کی بجائے شریعت مطہرہ کی روشن راہ پر چلایا۔خود بھی ہر معاملے میں سنت نبوی ﷺ کی پابندی فرمائی اور اپنے مریدین و متوسلین کو بھی یہی راہ نجات دکھائی۔سوچنے کی بات ہے کہ اگر نماز کے قیام سے مراد قلب

کی حضوری لی جائے تو نبی اکرم ﷺ تو ہر وقت اسی کیفیت کے حامل تھے لہٰذا انہیں پانچ وقت پابندی سے نماز ادا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ ﷺ تو بیماری کی حالت میں دو صحابہ کرامؓ کے سہارے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے چل کر مسجد تشریف لائے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام کا یہ فرمان منقول ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ کسی کو کہوں کہ اذان دے۔ پھر جو لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ جو لوگ گرمیوں کی دوپہر میں اور سردیوں کی ٹھنڈی رات میں چل کر مسجد نماز ادا کرنے کے لئے جاتے ہیں انہیں قیامت کے دن کے نور کی خوشخبری دے دو۔

پس ثابت ہوا کہ پانچ وقت باجماعت نماز کا اہتمام کرنا ہی نماز کا قائم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفس و شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائے اور اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولیاء کے سردار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے مکاتیب میں نماز کے اہتمام پر خوب اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ صوفیائے خام کو اگر قرآن و حدیث کی بات سمجھ نہیں آتی تو اولیائے کاملین ہی کی بات سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ درج ذیل میں ان مکاتیب سے کچھ اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

نماز کی فضیلت

◉ ...... پنجگانہ ارکان میں سے ''نماز'' رکنِ دوم ہے جو تمام عبادات کی جامع ہے اور ایک ایسا جزو ہے کہ جس نے اپنی جامعیت کی وجہ سے کل کا حکم پیدا کرلیا ہے اور تمام مقرب اعمال پر سبقت لے گئی ہے اور وہ دولتِ رویت (باری تعالیٰ) جو سرور عالمیان علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کو شب معراج بہشت میں میسر ہوئی تھی، دنیا میں نزول فرمانے کے بعد اس جہان کے مناسب آپ ﷺ کو وہ دولت نماز میں میسر ہوئی تھی۔ اسی لئے آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ **الصلوۃ معراج المؤمن** (نماز مومن کی معراج ہے) اور یہ بھی آپ نے فرمایا ہے **اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوۃ** (بندے کو اپنے رب کے ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے) اور آپ علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات کے کامل تابعداروں کو بھی اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے، اگرچہ حقیقی رویت میسر نہیں ہے کیونکہ یہ جہان میں اس کی تاب و طاقت نہیں رکھتا۔ اگر (حق تعالیٰ) نماز کا حکم نہ فرماتا تو مقصود کے چہرے سے نقاب کون اٹھاتا اور طالب کو مطلوب کی طرف کون رہنمائی کرتا۔

نماز ہی ہے جو غمگساروں کے لئے لذت بخش ہے اور نماز ہی ہے جو بیماروں کو راحت دہ ہے۔ **ارحنی یا بلال** (اے بلالؓ مجھے راحت دے) اس حقیقت کا رمز ہے۔ اور **قرۃ عینی فی الصلوۃ** (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) میں اسی

آرزو کی طرف اشارہ ہے۔ وہ ذوق ومواجید، علوم ومعارف، احوال ومقامات، انوار والوان، تلوینات وتمکینات (بے قراری واطمینان) تجلیاتِ متکیّفہ وغیر متکیفہ (کیفیت والی اور بے کیفیت والی تجلیات) اور ظہوراتِ متلوّنہ وغیر متلونہ (رنگارنگ و بے رنگ ظہورات) ان میں سے جو کچھ نماز کے علاوہ (اوقات میں) میسر ہوں اور نماز کی حقیقت سے آگاہی کے بغیر ظاہر ہوں ان سب کا منشا ظلال وامثال ہے بلکہ وہم وخیال سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ نمازی جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے نماز کی ادائیگی کے وقت گویا عالمِ دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالمِ آخرت میں پہنچ جاتا ہے لہٰذا وہ اس وقت اس دولت سے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہے حصہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور اصل سے ظلیت کی آمیزش کے بغیر فائدہ اٹھاتا ہے۔ کیونکہ عالمِ دنیا (کا معاملہ) کمالاتِ ظلی تک محدود ہے اور وہ معاملہ جو ظلال سے باہر ہے آخرت کے ساتھ محضور ہے۔ پس معراج سے چارہ نہ ہوگا اور وہ مؤمنوں کے حق میں نماز ہے، اور دولت اس امت کے ساتھ مخصوص ہے جو اپنے پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت کے سبب جو کہ شب معراج میں دنیا سے آخرت میں تشریف لے گئے اور بہشت میں پہنچ کر (حق تعالیٰ کی) رویت کی دولت سے مشرف ہوئے (لہٰذا یہ امت بھی) اس کمال کے ساتھ مشرف اور اس سعادت سے فیضیاب ہوئی۔ **اللھم اجزہ عنا ما ھوا ھلہ و اجزہ عنا افضل ما جزیت نبیا عن امتہ و اجز الانبیاء کلھم جزاءً خیرًا فانھم دعاۃ الخلق الی اللہ سبحانہ و ھداتھم الیٰ لقاء اللہ تعالیٰ** ۔ (یا اللہ! تو ہماری طرف سے ان (آنحضرت ﷺ) کو ایسی جزا عطا فرما جو انکی شایان شان ہے اور ان کو ہماری طرف سے اس سے بھی افضل جزا عطا فرما جو تو نے امت کی طرف سے کسی نبی کو عطا فرمائی ہو اور

ہماری طرف سے تمام انبیاء علیھم السلام کو جزا عطا فرما کیونکہ وہ سب کے سب مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے اور اس (حق تعالیٰ) کی طرف ہدایت دینے والے ہیں)

اس گروہ میں سے بعض لوگ جن کو نماز کی حقیقت سے آگاہی حاصل نہیں ہوئی اور اسکے مخصوص کمالات پر اطلاع نہیں بخشی گئی انہوں نے اپنے امراض کا علاج دوسرے امور میں تلاش کیا اور اپنی مرادوں کا حاصل دوسری چیزوں پر وابستہ جانا، بلکہ ان میں سے ایک گروہ نے نماز کو بے فائدہ اور دور از کار سمجھ کر اس (وصولِ الی اللہ) کی بنیاد (نماز کے علاوہ) اور چیزوں (عبادات) پر رکھی اور روزہ کو نماز سے افضل جانا۔ (مثلاً) صاحب فتوحاتِ مکیہ کہتے ہیں کہ "روزہ میں جو کھانے پینے کا ترک ہے وہ صفتِ صمدیت سے متحقق ہونا ہے اور نماز میں غیر و غیریت کی طرف آنا اور عابد و معبود کا جاننا ہے"۔ اس قسم کی باتیں اہل سکر کے احوال میں سے ہیں جو مسئلہ "توحیدی وجودی" پر مبنی ہیں اور ایسی باتیں "حقیقتِ نماز" سے عدم آگاہی" (بے خبری) کی وجہ سے ہیں، بلکہ اس طائفہ (صوفیہ) کی ایک کثیر جماعت نے اپنے اضطراب و بے قراری کی تسکین کو سماع و نغمہ اور وجد و تواجد میں تلاش کیا اور اپنے مطلوب کو نغمہ کے پردوں میں مطالعہ کیا اور رقص و رقاصی کو اپنا مسلک بنالیا ہے، حالانکہ انہوں نے سنا ہوگا **ما جعل اللہ فی الحرام شفآءً** (اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی) ہاں **الغریق یتعلق بکل حشیشٍ و حب الشیء یعمی ویصم** (ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی تو وہ ہر گز سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے۔

چون ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

(جب حقیقت نہ ملی ڈھونڈ لی افسانے کی راہ)

اے بھائی! جس قدر فرق نماز و نغمہ میں ہے اسی قدر فرق نماز کے مخصوصہ کمالات اور نغمہ سے پیدا ہونے والے کمالات میں ہے۔ عاقل کو ایک اشارہ ہی کافی ہے۔ (مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب ۲۶۱، ص ۲۳۸)

◉ ...... جاننا چاہئے کہ وہ لذت جو عین نماز کی حالت میں حاصل ہوتی ہے اس میں نفس کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہے بلکہ وہ عین اس لذت کے وقت نالہ و فغاں میں ہوتا ہے، سبحان اللہ کیا بلند مرتبہ ہے۔

هنیئًا لا رباب النعیم نعیمها (مبارک نعمتیں جنت کی ہوں ارباب نعمت کو)

ہم جیسے بوالہوس (حریص آدمیوں) کو اس قسم کی باتوں کا کہنا اور سننا بھی بسا غنیمت ہے۔

بارے بہ ہیچ خاطرِ خود شاد میکنم

(اسی خیال سے میں اپنے دل کو خوش کر لوں)

اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا مرتبہ (آخرت میں) رویت باری تعالیٰ کے مرتبہ کی مانند ہے، دنیا میں نہایت قرب نماز کے اندر ہے اور آخرت میں نہایت قرب اللہ تعالیٰ کے دیدار کے وقت ہوگا۔ اور یہ بھی جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کے لئے وسیلہ ہیں اور اصل مقصد نماز ہی ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ اول: مکتوب نمبر ۱۳۷ص ۳۲۶)

◉ ......اور وہ وقتِ خاص جو حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کو حاصل تھا جس کی تعبیر لی مع اللہ وقت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک وقت ہے) سے کی

ہے فقیر کے نزدیک نماز ہی میں ہے۔ نماز ہی گناہوں کا کفارہ ہے اور نماز ہی فواحش و منکرات سے روکتی ہے اور نماز ہی ہے جس میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے راحت تلاش کرتے تھے۔ اسی لئے آپ ﷺ فرماتے تھے ارحني یا بلال (اے بلال مجھے آرام دو)۔ اور نماز ہی کو دین کا ستون فرمایا ہے اور نماز ہی اسلام اور کفر میں فرق ظاہر کرتی ہے۔ (مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب نمبر ۲۶۰ ص ۲۲۷)

فرض نماز کی اہمیت:

◉ ...... وہ اعمال جن سے حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں قرب نصیب ہوتا ہے فرائض ہیں یا نوافل، فرضوں کے مقابلہ میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ فرضوں میں سے کسی ایک فرض کا اس کے اپنے وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگر چہ وہ نوافل خلوصِ نیت کے ساتھ ادا کئے جائیں، خواہ وہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور ذکر وفکر وغیرہ میں سے کوئی بھی نفل ہو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے کسی سنت کی اور مستحبات میں سے کسی مستحب کی رعایت کرنے کا بھی یہی حکم ہے (کہ وہ نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے)۔

منقول ہے کہ "ایک روز امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فجر کی نمازِ جماعت سے فارغ ہونے کے بعد مقتدیوں کی طرف دیکھا تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص (سلیمانؓ ابن ابی حثمہ) کو اس وقت موجود نہ پایا (دریافت) فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں ہوا؟ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ رات کا اکثر حصہ جاگتا رہتا ہے گمان ہے کہ وہ اس وقت سو گیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا "اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تو زیادہ اچھا ہوتا"۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ اول: مکتوب نمبر ۲۹ ص ۱۱۱)

◉ ......عبادت میں لذت یابی اور اس کی ادائیگی میں کلفت و گرانی کا نہ ہونا حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ خصوصاً نماز کے ادا کرنے میں جو کہ غیر منتہی کو (جس نے سلوک کی تکمیل نہ کی ہے) میسر نہیں ہے خاص طور پر فرض نماز کے ادا کرنے میں، کیونکہ ابتداً (مبتدی کو) نفلی نمازوں کے ادا کرنے میں لذت بخشتے ہیں (بعد ازاں) نہایت النہایت میں پہنچ کر لذت کی یہ کیفیت فرضوں کی ادائیگی سے متعلق ہو جاتی ہے۔ اور بندہ اپنے نوافل کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو بے کار جانتا ہے اس کے نزدیک فرضوں کو ادا کرنا بڑا اہم کام ہو جاتا ہے اور بس

این کار دولت است کنوں تاکرا رسد

(یہ بڑی دولت ہے دیکھیے اب کسے نصیب ہوتی ہے)

(مکتوب نمبر ۱۳۷، ص ۳۲۶ دفتر اول)

◉ ......وہ قرب جو ادائے فرض کا ثمرہ ہے عالمِ خلق کا نصیب ہے اور وہ قرب جو ادائے نوافل کا ثمرہ ہے وہ عالمِ امر کا نصیب ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ نفل کی فرض کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ کاش! اس کو دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ ہی کی نسبت ہوتی، بلکہ سنت کے مقابلے میں نفل کی یہی نسبت ہے، اگرچہ سنت اور فرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے۔ لہٰذا دونوں قربوں (قرب بالنوافل اور قرب بالفرائض) کے درمیانی فرق کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے اور عالمِ خلق کا شرف عالمِ امر پر اسی فرق سے سمجھ لینا چاہئے۔

اکثر لوگ جو اس معنی سے بے نصیب ہیں اپنے فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ صوفیائے خام ذکر اور فکر کو اہم ترین ضروریات جان کر فرائض اور سنتوں کی بجا آوری میں سستی کرتے ہیں اور چلّوں اور ریاضتوں کو

اختیار کر کے جمعہ اور جماعت کو ترک کر دیتے ہیں، وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلّوں سے بہتر ہے۔ہاں آدابِ شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر وفکر میں مشغول ہونا بہت بڑا اور اہم ترین کام ہے۔

اور علماءِ بے سرانجام بھی نوافل کو رواج دینے میں کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو خراب و ابتر کرتے ہیں۔مثلاً نماز عاشورا کو جو حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات سے صحت کے ساتھ نہیں پہنچی جماعت اور تمام جمعیت کے ساتھ اہتمام سے ادا کرتے ہیں، حالانکہ جانتے ہیں کہ فقہ کی روایات نمازِ نفل با جماعت کی کراہت پر ناطق ہیں اور فرض کی ادائیگی میں سستی برتتے ہیں۔ بہت کم (لوگ) ایسے ہیں کہ فرض نماز کو مستحب وقت میں ادا کریں بلکہ اصل وقت سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور نماز با جماعت کا بھی زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔ایک یا دو آدمیوں کی جماعت پر قناعت کر لیتے ہیں۔بلکہ بسا اوقات تنہا پڑھ لینے پر ہی کفایت کرتے ہیں۔جب اسلام کے پیشواؤں کا یہ حال ہو تو عوام کے بارے میں کیا کہا جائے۔اس عمل کی نحوست کی وجہ سے اسلام میں ضعف پیدا ہو گیا اور اس فعل کی ظلمت کی وجہ سے ہوا و ہوس اور بدعت عام ہو گئی۔

اند کے پیش تو گفتم غمِ دل تر سیدم
کہ دل آزردہ شوی در نہ سخن بسیا راست

[غمِ دل مختصر ہی کہتا ہوں، دکھ نہ پہنچائے میری بات طویل]

اور اسی طرح نوافل کی ادائیگی منجملہ ظلال کے ایک ظل سے قریب کر دیتی ہے اور اصل قرب فرائض کی ادائیگی میں ہے کہ جس میں ظلیت کی آمیزش نہیں ہے۔مگر وہ نوافل جو فرائض کی تکمیل کے لئے ادا کئے جائیں وہ بھی قربِ اصلی کے لئے مد

ومعاون اور فرج کے ملحقات سے ہیں، لہٰذا لازمی طور پر فرائض کی ادائیگی کا تعلق عالمِ خلق کے مناسب ہے جو اصل کے ساتھ متوجہ ہے، اور نوافل کی ادائیگی عالمِ امر کے مناسب ہے جس کا چہرہ ظل کی طرف ہے۔ تمام فرائض اگر چہ اصل کی طرف قرب بخشتے ہیں لیکن ان میں سب سے افضل و اکمل صلوۃ ہے۔ **الصلوۃ معراج المؤمن** (نماز مومن کی معراج ہے) اور **اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوۃ** (بندے کو سب سے زیادہ قرب اپنے پروردگار سے نماز میں ہوتا ہے)۔

(مکتوب ۲۶۰، ص ۲۲۷ دفتر اوّل حصہ دوم)

◉...... جاننا چاہئے کہ اس زمانے میں اکثر خواص وعوام نوافل کے ادا کرنے میں تو بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور فرض نماز میں سستی کرتے ہیں اور ان (فرائض) میں سنن ومستحبات کی رعایت بھی بہت کم کرتے ہیں۔ نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار، بہت کم لوگ ایسے ہیں جو فرائض کو مستحب وقتوں میں ادا کرتے ہوں، جماعت مسنونہ کی تکثیر (کثرت) میں بلکہ نفسِ جماعت کی بھی کوئی پابندی نہیں کرتے اور نفسِ فرائض کو غفلت وسستی کے ساتھ ادا کرنے کو غنیمت جانتے ہیں لیکن عاشورا (دسویں محرم) کے دن اور شبِ برأت اور ماہ رجب کی ستائیسویں شب اور ماہ مذکورہ (رجب) کے اول جمعہ کی شب کو جس کا نام انہوں نے لیلۃ الرغائب (ماہ رجب کی پہلی شبِ جمعہ) رکھا ہے نہایت اہتمام کر کے نوافل کو بہت بڑی جمعیت کے ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک ومستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ (نوافل کو اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا) شیطان کا مکر وفریب ہے جو کہ سیئات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب ۲۸۸ ص ۳۹۳)

نماز تہجد کی تاکید

◎ ...... دوسری نصیحت جو دوستوں کے لئے کی جاتی ہے وہ نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے جو طریقے کی ضروریات میں سے ہے۔(یہ بات) بالمشافہ بھی آپ سے کہی گئی تھی۔اگر یہ چیز دشوار ہو اور بیدار ہونا خلاف عادت میسر نہ ہو تو اپنے متعلقین کی ایک جماعت کو اس کام کے لئے مقرر کر دیں تا کہ وہ وقت پر آپ کو طوعاً و کرھاً بیدار کر دیں اور آپ کو خواب غفلت میں نہ پڑا رہنے دیں۔ جب چند روز ایسا کریں گے تو امید ہے کہ اس دولت پر بے تکلف مداومت میسر ہو جائے گی۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۶۹ ص ۲۵۸)

◎ ......نماز تہجد بھی اس راہ کی ضروریات میں سے ہے۔کوشش کریں کہ بغیر عذر ترک نہ ہو، اگر شروع میں (نماز تہجد) دشوار ہو اور اس وقت میں جاگنا میسر نہ ہو تو کسی خدمت گار کو اس کام کے لئے مقرر کر دیں کہ وہ اس وقت میں بیدار کر دے خواہ آپ چاہیں یا نہ چاہیں آپ کو نیند میں نہ رہنے دے، چند روز کے بعد بیداری کی عادت ہو جائے گی اور اس تکلف و تحمل کی ضرورت نہ رہے گی۔

جو شخص چاہتا ہے کہ آخر شب میں جلد بیدار ہو جائے اس کو چاہئے کہ اول شب میں عشاء کی نماز کے بعد جلد سو جائے اور بیکار مشاغل میں جاگتا نہ رہے اور سوتے وقت استغفار و توبہ، التجا و تضرع کرے اور اپنے عیوب و نقائص میں غور کرے اور عذابِ اُخروی کے خوف اور دائمی رنج والم سے ڈرے اور اس وقت کو غنیمت جانے، اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے عفو و مغفرت کی درخواست کرے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۷ا ص ۶۲)

چاشت کی ترغیب

◎ ......اور اگر نماز چاشت بھی ادا کی جائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے۔کوشش کریں کہ کم از کم دو رکعت چاشت کی دائمی طور پر ادا کریں۔نمازِ چاشت کی زیادہ سے زیادہ رکعتیں نمازِ تہجد کی طرح بارہ رکعات ہیں۔وقت اور حال کے مطابق جس قدر ادا ہو جائیں غنیمت ہے۔اور کوشش کریں کہ ہر نمازِ فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی جائے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص ہر نمازِ فرض کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کو بہشت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ (مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۷ص ۶۲)

نماز کے آداب وسنن کی ترغیب

◎ ......محبت کے طریقے والے! چونکہ یہ دنیا دارِ عمل ہے اور دارِ جزا آخرت ہے اس لئے اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں کوشش کرنی چاہئے (اعمال میں) بہترین عمل اور (عبادات میں) بہترین عبادت اقامتِ صلوٰۃ (نماز کو قائم کرنا) ہے۔ جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔اس لئے اس کے ادا کرنے میں بہت اہتمام کرنا چاہئے اور کامل احتیاط برتنی چاہئے تاکہ نماز کے ارکان وشرائط اور سنن وآداب کما حقہ ادا ہو جائیں۔طمانیت اور تعدیل ارکان کے بارے میں بار بار تاکید کی جاتی ہے ان کی اچھی طرح محافظت کریں۔اکثر لوگ نماز کو ضائع کر دیتے ہیں اور طمانیت وتعدیل ارکان کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ایسے لوگوں کے حق میں بہت سی وعیدیں اور تہدیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جب نماز درست ہو جائے تو نجات میسر ہو جانے کی بڑی امید ہے۔کیونکہ نماز کے قائم ہونے سے دین قائم ہو جاتا ہے اور

عروج کا مرتبہ اپنی معراج کو پہنچ جاتا ہے۔

بر شکر غلطید اے صفرائیاں
از برائے کوری سودائیاں
(شکر کھائیں صفرائی اندھے بنیں سودائی)

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۲۰ص ۷۰)

◉......ان پنجگانہ ارکان کی ادائیگی میں دل و جان سے کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر نماز کے قائم کرنے میں جو دین کا ستون ہے جہاں تک ہو سکے اس کے آداب میں سے کسی ادب کے ترک کرنے پر راضی نہ ہونا چاہئے۔ (اور فرض، سنت، مستحب میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کرنا چاہئے)۔ اگر نماز کو کامل طور پر ادا کر لیا تو گویا اسلام کی اصلِ عظیم حاصل ہوگئی اور نجات کے لئے حبل متین یعنی مضبوط رسی مل گئی۔ واللہ سبحانہ الموفق (اور اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے)

جاننا چاہئے کہ نماز میں تکبیر اولیٰ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ وتقدس عابدوں کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے مستغنی و برتر ہے اور وہ تکبیر جو ہر رکنِ نماز کے بعد ہیں وہ اس امر کے رموز و اشارات ہیں۔ یہ رکن جو ادا ہوا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو حق تعالیٰ کی بارگاہِ قدس کی عبادت کے لائق کہا جا سکے۔ رکوع کی تسبیح **سبحان ربی العظیم** (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑی عظمت والا ہے)۔ اس میں چونکہ تکبیر کے معنی ملحوظ ہیں اس لئے رکوع کے آخر میں تکبیر کے کہنے کا حکم نہیں فرمایا گیا (بلکہ **سمع اللہ لمن حمدہ**) اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی (بات) سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔ برخلاف دونوں سجدوں کے کہ ان میں بھی اگرچہ تسبیحات ہیں پھر بھی اول و آخر تکبیر (اللہ اکبر) کہنے کا حکم فرمایا ہے کہ

کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ سجود میں چونکہ نہایت عاجزی و پستی اور نہایت ذلت و انکساری ہے اس لئے حق عبادت ادا ہو جاتا ہے، لہٰذا اس وہم کو دور کرنے کے لئے سجود کی تسبیح (**سبحان ربی الاعلیٰ**) پاک ہے میرا پروردگار جو اعلیٰ شان والا ہے۔ میں لفظ اعلیٰ اختیار کیا ہے اور تکبیر کی تکرار بھی مسنون ہوئی۔

اور چونکہ نماز مومن کی معراج ہے اس لئے نماز کے آخر میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا جن کے ساتھ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام شب معراج میں مشرف ہوئے تھے۔ لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اپنی نماز کو اپنے لئے آلہ معراج بنائے اور نماز ہی میں انتہائی قرب خداوندی ڈھونڈے۔ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے **اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوۃ** (بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے)۔ اور چونکہ نمازی اللہ تعالیٰ عز شانہ سے مناجات کرنے والا اور نماز کے ادا کرتے وقت حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کا رعب و ہیبت اس پر چھا جاتا ہے اس لئے اس کی تسلی کے واسطے نماز کو دو سلاموں پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔ اور یہ حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام میں ہر فرض نماز کے بعد سو مرتبہ تسبیح و تحمید، تکبیر اور تہلیل کا حکم ہے فقیر کے علم میں اس کا راز یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی میں جو قصور و کوتاہی واقع ہوئی ہو اس کی تلافی تسبیح و تکبیر کے ساتھ کی جائے تاکہ اپنی عبادت کے ناتمام و ناقابل ہونے کا اقرار ہو سکے اور چونکہ حق تعالیٰ کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہوا ہے تو اس نعمت کا الحمد للہ کہہ کر شکر بجا لانا چاہئے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو عبادت کا مستحق نہ بنانا چاہئے۔ امید ہے کہ جب نماز اس طرح ان شرائط و آداب کے ساتھ ادا کی جائے گی اور اس کے بعد تہ دل سے

ان کلمات طیبہ کے ساتھ تقصیر وکوتاہی کی تلافی کر لی جائے اور توفیق عبادت کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے مستحق عبادت ہونے کی نفی کر لی جائے تو امید ہے کہ وہ نماز حق تعالیٰ جل شانہ کی بارگاہ میں قبولیت کے لائق ہو جائے گی اور ایسی نماز ادا کرنے والا فلاح پانے والا ہو جائے گا اللھم اجعلنی من المصلین المفلحین بحرمة سید المرسلین علیه و علیهم وعلیٰ اٰله الصلوات والتسلیمات (اے اللہ! ہم کو سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ہم کو فلاح پانے والے نمازیوں میں سے بنا دے)۔

(مکتوب ۳۰۴ ص ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷ دفتر اول حصہ دوم)

◉ ...... کمالِ طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا چاہیے جو مومن کی معراج ہے اور کوشش کرنی چاہیے کہ فرض نماز باجماعت ادا ہو بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی ترک نہیں ہونی چاہیے اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا چاہیے، قرأت میں قدر مسنون کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ رکوع وسجود میں بھی طمانیت ضروری ہے کیونکہ فرض ہے یا بقول مختار واجب، قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور سیدھا کھڑے ہونے کے بعد طمانیت درکار ہے کیونکہ طمانیت فرض ہے یا واجب یا سنت علی اختلاف الاقوال، ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان ہے اچھی طرح بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے جیسا کہ قومہ میں۔ اور رکوع وسجود کی کم سے کم تسبیحیں تین بار ہیں اور زیادہ سے زیادہ سات بار یا گیارہ بار ہیں علی اختلاف الاقوال، اور امام کی تسبیح مقتدیوں کے حال کے اندازہ کے مطابق ہونی چاہیے۔ شرم کی بات ہے کہ انسان تنہا نماز پڑھنے کی حالت میں طاقت ہوتے ہوئے اقل تسبیحات پر کفایت کرے، اگر زیادہ نہ ہو سکے تو پانچ یا

سات بار تو کہے۔ اور سجدہ کرتے وقت اول وہ اعضا زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں، پس اول دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی، زانو اور ہاتھ زمین پر رکھتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کی جائے۔ اور سر اٹھاتے وقت اول ان اعضا کو اٹھانا چاہئے جو آسمان سے نزدیک ہیں، پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہئے اور قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر، اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر، سجدے میں ناک کی نوک پر، اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا اپنی گود کی طرف نظر رکھنی چاہئے۔ جب نظر پراگندہ ہونے سے روک لی جائے اور مذکورہ بالا جگہوں پر جمالی جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ نماز بجمعیت اور حضورِ دل کے ساتھ میسر ہوگئی اور خشوع کے ساتھ ادا ہوگئی جیسا کہ نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام سے منقول ہے۔ اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب و بے فائدہ نہیں ہے، صاحبِ شرع نے اس میں کئی قسم کے فائدے ملاحظہ کر کے اس پر عمل فرمایا ہے۔ نیز صاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کی متابعت کے برابر کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ سب احکام مفصل اور واضح طور پر کتبِ فقہ میں درج ہیں، یہاں بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ علم فقہ کے مطابق عمل بجالانے میں ترغیب ہو۔ (مکتوب دفتر اول حصہ دوم ۲۶۶ص ۲۹۰، ۲۹۱)

◎ ...... اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد عبادتوں میں بہترین عبادت "نماز" ہے۔ اور اس میں ایمان کی طرح حسن لذاتہ ہے بخلاف تمام عبادات کے کہ ان میں ذاتی حسن نہیں ہے۔ طہارتِ کاملہ کے بعد جیسا کہ شرعِ مبین کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے بغیر کسی سستی و کاہلی کے نماز ادا کرنی چاہئے، اور

قرأت، رکوع، سجود، قومہ، جلسہ اور باقی تمام ارکان میں احتیاط کرنی چاہیے تاکہ کامل درجہ احتیاط کے ساتھ ادا ہوں۔ اور رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں سکون و طمانیت کو لازم جاننا چاہیے۔ اور سستی و لاپروائی سے نماز ادا نہ کریں۔ اور نماز کو اول وقت میں ادا کریں اور سستی اور جہالت کی وجہ سے تاخیر نہ کرنی چاہیے۔

مقبول بندہ وہی ہے جو اپنے مولا کا حکم ملتے ہی اس کی تعمیل میں لگ جائے کیونکہ حکم کی بجا آوری میں دیر کرنا سرکشی اور سوءِ ادب ہے۔ اور فقہ کی کتابیں جو فارسی میں لکھی گئی ہیں جیسے ترغیب الصلوۃ اور تیسیر الاحکام اور ان جیسی کتابیں چاہیے ہر وقت اپنے پاس رکھیں اور شرعی مسائل کو ان میں پڑھ کر عمل کریں۔ کتاب ''گلستاں'' وغیرہ نظم کی فارسی کتابوں کے مقابلے میں فضول و بیکار ہیں بلکہ ضروری امر کی نسبت سے لایعنی ہیں۔ دین میں جس چیز کی ضرورت ہے اس کو لازم جاننا چاہیے اور اس کے علاوہ کسی اور کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۷، ص۶۲)

◉ ......ایک روز ہمارے پیغمبر ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے دریافت کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ چوروں میں سب سے زیادہ چوری کرنے والا کون ہے یعنی بدترین چور کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم کو نہیں معلوم، آپ ﷺ ہی فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چوروں میں سے بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے اور نماز کے ارکان کو تمام و کمال آداب کے ساتھ ادا نہیں کرتا، لہٰذا اس چوری سے بھی پرہیز لازم ہوا تاکہ بدترین چوروں میں شمار نہ ہو۔ حضورِ دل کے ساتھ نماز کی نیت کرنی چاہیے کیونکہ حصولِ نیت کے بغیر عمل صحیح نہیں ہوتا۔ اور قرأت کو صحیح طرح پڑھنا چاہیے اور رکوع و سجود کو اطمینان کے ساتھ بجالانا چاہیے اور قومہ و

جلسہ کو بھی اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے یعنی رکوع کے بعد صحیح طریقے پر کھڑا ہونا چاہئے اور ایک تسبیح کی مقدار کھڑا رہنا لازم ہے، اور دونوں سجدوں کے درمیان بھی صحیح طریقے پر بیٹھنا چاہئے اور ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنے میں توقف کرنا چاہئے تاکہ قومہ اور جلسہ میں اطمینان میسر ہو۔ اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا وہ اپنے کو چوروں کی صف میں داخل سمجھے اور وعید کا مستحق جانے۔ (مکتوب ۱۴۱ ص ۱۳۲، ۱۳۳ دفتر سوم)

◎ ......آپ نے لکھا تھا کہ یہ خادم جس کام پر (آپ کی طرف سے) مامور ہے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ جو طریقے میں داخل ہو چکی ہے اس پر مداومت اختیار کئے ہوئے ہے اور پچاس ساٹھ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہے۔

اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ باطن ذکر الٰہی جل شانہ سے معمور ہو اور ظاہر احکام شرعیہ سے آراستہ ہو۔ چونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ نماز کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت اور تعدیل ارکان میں کوشش نہیں کرتے (یعنی ہر رکن کو اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کرتے) اس لئے اس بارے میں بڑی تاکید اور مبالغہ کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ غور سے سنیں

مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ چوروں میں سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اپنی نماز سے کوئی کس طرح چراتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ وہ نماز کے رکوع و سجود کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے جل شانہ اس شخص کی نماز کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت (سیدھا) نہیں رکھتا۔ اور آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے

ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا کہ رکوع وسجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمدی پر تیری موت نہ ہوگی۔

نیز آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک کامل نہیں ہوگی جب تک کہ رکوع کے بعد پوری طرح سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرلے اور اس کا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ قرار نہ پکڑ لے۔ اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔ حضرت رسالت مآب ﷺ ایک نمازی کے پاس سے گزرے دیکھا کہ وہ احکام وارکان، قومہ وجلسہ پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو قیامت کے دن تجھ کو میری امت میں سے نہ کہا جائے گا اور دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمدی پر نہ مرے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی کیونکہ اس شخص نے رکوع وسجود کو بخوبی ادا نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ زید بن وہب نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع وسجود پوری طرح ادا نہیں کر رہا تو آپ نے اس شخص کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو کب سے اس طرح کی نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا چالیس سال سے۔ آپ نے فرمایا، کہ اس چالیس سال کے عرصہ میں تیری ایک نماز بھی نہیں ہوئی اگر تو مر گیا تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر نہ مرے گا۔

منقول ہے کہ جب مومن بندہ نماز (اچھی طرح) ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع

وسجود بخوبی بجالاتا ہے تو اس کی نماز بشاشت والی اور نورانی ہوتی ہے۔ فرشتے اس نماز کو آسمان پر لئے جاتے ہیں اور وہ نماز اپنے نمازی کے لئے اچھی دعا کرتی ہے اور کہتی ہے۔ **حفظک اللہ سبحانہ کما حفظنی** یعنی خدائے عزوجل تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔ اور اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ نماز ظلمت والی رہتی ہے۔ فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے اور اس نماز کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور وہ نماز اس نمازی کے لئے بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے۔ **ضیعک اللہ تعالیٰ کما ضیعتنی** یعنی خدائے عزوجل تجھ کو ضائع کرے جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا۔

پس نماز کو عمدہ طریقے پر ادا کرنا چاہئے۔ اور تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ اچھی طرح بجالانا چاہئے اور دوسرے لوگوں کو بھی ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ نماز کو کامل طور پر ادا کریں اور تعدیل ارکان کو طمانیت کے ساتھ ادا کرنے میں کوشش کریں کیونکہ اکثر لوگ اس دولت سے محروم ہیں اور یہ عمل متروک ہو رہا ہے اس عمل کا زندہ کرنا بھی دین کی اہم ضروریات میں سے ہے۔

آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص میری کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لیں کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے وقت صفوں کو سیدھا اور برابر کرنا چاہئے تا کہ نمازیوں میں سے کوئی شخص آگے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ کوشش کرنی چاہئے کہ سب نمازی ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں۔ آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام پہلے صفوں کو درست فرما لیا کرتے تھے پھر تکبیر تحریمہ کہتے۔ آنسرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ صفوں کا برابر کرنا بھی اقامت صلوٰۃ میں سے ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۶۹ ص ۲۵۵)

نماز کا خشوع وخضوع

◎......آدمی کے لئے جس طرح اعتقادات درست کرنے سے چارہ نہیں ہے اسی طرح اعمالِ صالحہ کے بجالانے سے بھی چارہ نہیں ہے اور عبادتوں میں سب سے جامع عبادت اور طاعتوں میں سب سے زیادہ قرب والی طاعت نماز کا ادا کرنا ہے۔حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا **الصلوۃ عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین ومن ترکها فقد هدم الدین** (یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے اپنے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو ترک کیا اور اس نے دین کو گرادیا)۔اور جس شخص کو ہمیشہ پابندی سے نماز ادا کرنے کی توفیق عنایت فرماتے ہیں اس کو برائیوں اور خلاف شرع کاموں سے بھی باز رکھتے ہیں۔ آیت کریمہ **ان الصلوۃ تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر** (بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے)(عنکبوت آیت ۴۵) اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اور جو نماز ایسی نہیں ہے وہ نماز کی صرف صورت ہے (نماز کی) حقیقت نہیں ہے۔ لیکن حقیقتِ نماز کے حاصل ہونے تک، صورت کو بھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ **مالا یدرک کله لایترک کله** (جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو بالکل ترک بھی نہیں کرنا چاہئے یعنی جس قدر مل سکے حاصل کرلے)۔اکرم الاکرمین (حق سبحانہ تعالیٰ) اگر نماز کی صورت کو نماز کی حقیقت کے درجہ میں اعتبار کرلے تو کچھ بعید نہیں ہے۔پس آپ پر واجب ہے کہ تمام (فرض) نمازوں کو خشوع وخضوع کے ساتھ جماعت سے ادا کریں کیونکہ یہی نجات وکامیابی کا ذریعہ ہے۔حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ** (المؤمنون آیت ۱،۲) (بے شک ان ایمان والے لوگوں نے کامیابی حاصل کی جو اپنی نماز میں خشوع و

عاجزی کرنے والے ہیں)۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ اول: مکتوب نمبر ۸۵ ص ۲۵۱)

⊙ ...... اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے! واضح ہو کہ نماز کو کامل طور پر ادا کرنے اور اس میں کمال حاصل ہونے سے مراد فقیر کے نزدیک یہ ہے کہ نماز کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات جن کا بیان کتبِ فقہ میں تفصیل کے ساتھ آچکا ہے۔ (سب کو احتیاط سے ادا کرنا چاہئے) ان چاروں امور کے علاوہ اور کوئی امر ایسا نہیں ہے جس کو نماز کے کامل کرنے میں دخل ہو، نماز کا خشوع و خضوع بھی ان ہی (چاروں) پر وابستہ ہے، بعض لوگ ان امور کے جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل کرنے میں سستی و کاہلی کرتے ہیں اس لئے لازمی طور پر نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور بعض لوگ حق سبحانہ کے ساتھ حضورِ قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں لیکن اعمال ادبیّہ جوارح (یعنی ظاہر اعضا سے تعلق رکھنے والے مستحبات) کی طرف کم توجہ کرتے ہیں، صرف فرائض اور سنتوں پر کفایت کرتے ہیں، یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں اور کمالِ نماز کو غیر نماز سے ڈھونڈتے ہیں کیونکہ حضورِ قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے

لا صلوة الا بحضور القلب (نماز حضورِ قلب کے بغیر کامل نہیں ہوتی)

ممکن ہے کہ اس میں حضورِ قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امورِ اربعہ کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تا کہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں کچھ فتور واقع نہ ہو۔ اس حضورِ قلب کے علاوہ اور کوئی حضور فی الحال اس فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا۔

سوال: جب نماز کی تکمیل اور اس کا کمال ان چار امور کے بجالانے پر وابستہ ہوا اور کوئی دوسرا امر کمالِ نماز کے لئے ملحوظ نہ رہا تو منتہی، مبتدی بلکہ عامی کی نماز میں کیا

فرق ہوا، جوان چاروں امور کے بجالانے پر مشروط ہے؟

جواب: (مبتدی ومنتہی کی نماز میں) فرق عمل کرنے والے کی طرف سے ہے، نہ کہ عمل کی رو سے ایک ہی عمل کا ثواب عمل کرنے والوں کے تفاوت سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً وہ عمل جو کسی مقبول ومحبوب عامل سے وقوع میں آئے اس کا اجراس کے اجر سے کئی گنا زیادہ ہوگا جو اس عامل کے سوا کسی غیر کے اسی عمل پر مرتب ہو، کیونکہ عامل جتنا عظیم القدر ہوتا ہے اسی قدر اس کے عمل کا اجر بھی عظیم تر ہوگا، اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ عارف کا نمائشی عمل مرید کے اخلاص والے عمل سے بہتر ہوتا ہے، پھر کس طرح بہتر نہ ہو، جبکہ عارف کا عمل سراسر اخلاص سے لبریز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے سہو کو اپنے صواب سے بہتر جانتے ہوئے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے سہو کی آرزو کرتے تھے جیسا کہ (حضرت صدیقؓ) فرماتے تھے۔ **یا لیتنی کنت سھو محمدٍ** (اے کاش میں حضرت محمد ﷺ کا سہو ہو جاتا)۔ گویا ان کی آرزو یہی تھی کہ کلی طور پر آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا سہو ہو جائیں۔ لہٰذا اپنے تمام اعمال واحوال کو آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے عمل سہو سے کم جانتے ہیں اور پوری آرزو کے ساتھ سوال کرتے ہیں کہ ان کی تمام نیکیاں آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے سہو کے برابر ہی ہو جائیں۔ اور آنحضرت ﷺ کے سہو کی مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت والی فرض نماز میں سہو کی وجہ سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ پس منتہی کی نماز پر دنیاوی نتائج اور ثمرات کے باوجود آخرت کا بڑا بھاری اجر بھی مرتب ہوتا ہے بخلاف مبتدی اور عامی کی نماز کے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک (کہاں خاک اور کہاں یہ عالم پاک)

منتہی کی نماز کی چند خصوصیات بیان کی جاتی ہیں، ان سے قیاس کرلیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ منتہی نماز میں قرأت قرآن کے وقت اور تسبیحات و تکبیرات کے اوقات میں اپنی زبان کو شجرہ موسوی کی مانند پاتا ہے اور اپنے قوی و اعضا کو آلات و وسائط سے زیادہ نہیں جانتا، اور کبھی ایسا محسوس کرتا ہے کہ ادائیگی نماز کے وقت اس کے باطن و حقیقت نے (اس کی) ظاہر و صورت سے اپنا تعلق منقطع کرلیا ہے اور وہ عالمِ غیب سے ملحق ہوگیا ہے اور غیب کے ساتھ مجہول الکیفیت نسبت پیدا کرلی ہے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو پھر اس عالم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یا اصل سوال کے جواب میں کہتا ہوں کہ یہ مذکورہ چاروں اعمال (فرض، واجب، سنت، اور مستحب) کا اہتمام وکمال کا بجالانا منتہی کے نصیب ہے، مبتدی اور عامی ان امور کو بہ تمام وکمال ادا کرنے کی توفیق سے دور ہیں۔ اگرچہ (ان کے لئے بھی) ممکن اور جائز ہے (لیکن ایسا کم ہوتا ہے) کیونکہ (حق تعالیٰ کا ارشاد ہے) **و انها لکبیرۃ الا علی الخشعین** (بقرہ آیت ۴۵) [خاشعین کے علاوہ دوسروں پر (نماز) بہت گراں ہے]۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ** (اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی) (مکتوبات مجددیہ دفتر اول حصہ دوم: مکتوب ۳۰۵ ص ۴۷۷)

نماز کے چند اسرار

◎ ...... مرتبہ مُقدسہ میں جس کو ہم نے ''حقیقت قرآن مجید'' کہا ہے نور کے اطلاق کی بھی گنجائش نہیں ہے اور دوسرے تمام کمالاتِ ذاتیہ کی طرح نور بھی راہ میں ہی رہ جاتا ہے، وہاں وسعتِ بیچون اور امتیاز بے چگون کے علاوہ کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے، اور آیت **قَدْ جَآءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْر** (مائدہ آیت ۱۵) (یقیناً اللہ تعالیٰ کی

طرف سے تمہارے پاس نور آیا ہے) میں اگر نور سے مراد قرآن ہو تو ممکن ہے کہ انزال و تنزل کے اعتبار سے ہو جیسا کہ کلمہ قَدْ جَآءَ کُمْ میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس مرتبہ مقدسہ کے اوپر ایک اور بہت بلند مرتبہ ہے جس کو حقیقتِ صلوۃ کہتے ہیں اور عالم شہادت میں اس کی صورت مصلیانِ اربابِ نہایت (منتہی نمازیوں) کے ساتھ قائم ہے، اور یہ جو معراج شریف کے واقعہ میں آیا ہے کہ **قف یا محمد فان الله یصلی** (اے محمد ﷺ! ٹھہر جایئے کیونکہ اللہ تعالیٰ صلوٰۃ میں ہے) ممکن ہے کہ اس میں اسی حقیقتِ صلوٰۃ کی طرف اشارہ کیا گیا ہو۔ ہاں وہ عبادت جو مرتبہ تجرد و تنزہ کے لائق ہے شاید مراتبِ وجوب سے صادر ہوتی ہو اور قِدَم کے اطوار سے ہی ظہور میں آتی ہو۔ **فالعبادة اللائقة بجناب قدسیه تعالیٰ هی الصادرة من مراتب الوجوب لا غیر فهو العابد والمعبود** (پس وہ عبادت جو اللہ تعالیٰ کی مقدس بارگاہ کے لائق ہے وہ مراتبِ وجوب ہی سے صادر ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی اور سے نہیں پس وہی عابد ہے اور وہی معبود ہے)

اس مرتبہ مقدسہ میں کمال درجہ وسعت اور امتیاز بے چون ہے کیونکہ اگر ''حقیقتِ کعبہ'' ہے تو وہ بھی اسی کا جزو ہے، اور اگر ''حقیقتِ قرآن'' ہے تو وہ بھی اسی کا حصہ ہے کیونکہ نماز مراتبِ عبادات کے ان تمام کمالات کی جامع ہے جو اصل الاصل کی نسبت سے ثابت ہیں کیونکہ معبودیتِ صِرف اسی کے لئے ثابت ہے۔ اور ''حقیقتِ صلوۃ'' جو کہ تمام عبادات کی جامع ہے اس مرتبہ میں وہ اس مرتبہ مُقدسہ کی بھی عبادت ہے جو اس سے اوپر ہے کیونکہ معبودیتِ صِرف کا استحقاق بھی اسی مرتبہ فوق کے لئے ثابت ہے جو کہ ''اصل کُل'' ہے اور سب جائے پناہ ہے، اس مقام میں وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے اور امتیاز بھی راستہ میں رہ جاتا ہے اگرچہ وہ بیچون

وبیچگون ہو۔ کامل انبیاء و اکابر اولیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اولاً و آخراً کے اقدام کا منتہا ''حقیقتِ صلوٰۃ'' کے مقام کی انتہا ہے جو کہ عابدوں کے مرتبۂ عبادت کی نہایت ہے، اور اس مقام سے اوپر معبودیتِ صِرف کا مقام ہے جہاں کسی کو کسی طرح بھی اس دولت میں شرکت نہیں ہے کہ اس سے اوپر قدم رکھ سکے۔ کیونکہ ہر وہ مقام جہاں عبادت اور عابدیت کی آمیزش ہے وہاں تک تو نظر کی طرح قدم کے لئے بھی گنجائش ہے لیکن جب معاملہ ''معبودیتِ صِرف'' تک پہنچ جاتا ہے تو قدم بھی کوتاہی کرتا ہے اور سیر بھی انجام کو پہنچ جاتی ہے۔ لیکن اللہ سبحانہ کا شکر ہے کہ نظر کو اس جگہ سے منع نہیں فرمایا اور اس کی استعداد کے مطابق گنجائش بخشی ہے۔

بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے (مصیبت تھی اگر یہ بھی نہ ہوتا)

ہوسکتا ہے کہ قف یا محمد ﷺ (اے محمدؐ! ٹھہر جائیں اور قدم آگے نہ رکھیں) کیونکہ یہاں مرتبہ صلوٰۃ سے بلند مرتبہ جو کہ مرتبہ وجوب سے صادر ہے وہ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کا مرتبہ تجرد و تنزہ ہے جہاں نہ قدم کی جولانگاہ ہے اور نہ گنجائش ہے البتہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام میں متحقق ہو جاتی ہے۔ اور غیر مستحق معبودوں کی عبادت کی نفی میں صورت اختیار کرتی ہے اور معبودِ حقیقی کا اثبات یعنی اس (حق تعالیٰ) کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، اس مقام میں حاصل ہو جاتا ہے اور عابدیت اور معبودیت کے درمیان کمال درجہ کا امتیاز اس جگہ ظاہر ہوتا ہے اور عابد معبود سے کما حقہ جدا ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے معنی منتہیوں کے حال کی نسبت سے لاموجود و لا وجود و لامقصود کہنا ابتدائی اور درمیانی نسبت سے ہے اور لامقصود کا مرتبہ لاموجود اور لا وجود کے مرتبہ سے بلند ہے کیونکہ وہ لامعبود الا اللہ کا دریچہ (کھڑکی) ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اس مقام میں نظر کی ترقی اور نگاہ میں تیزی صلوٰۃ (نماز) کی عبادت پر وابستہ ہے جو منتہیوں کا کام ہے دوسری عبادات بھی اس صلوٰۃ کی تکمیل میں شاید مدد فرمائیں اور اس کے نقصان کی تلافی کریں۔ اسی لئے نماز کو بھی ایمان کی طرح حَسَن لذاتہ (یعنی اصل اور ذات میں خوب اور بہتر) کہتے ہیں اور دوسری عبادتیں حُسن لذواتہا (اپنی ذات میں حسن) نہیں ہیں۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر سوم: مکتوب ۷۷ص ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵)

◎ ......**سوال**: نماز روزہ کی حقیقت کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ نماز و روزہ مخصوص افعال ہیں اگر ان افعال کو (شارع علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق) ادا کیا جائے تو ان کی حقیقت ادا ہو جائے گی۔ اس کی صورت کیا ہے اور اس سے زیادہ حقیقت کیا ہے؟

جواب: مبتدی کا نفس چونکہ امارہ ہے لہٰذا بالذات آسمانی احکام کا منکر ہے۔ اور اس سے احکام شرعیہ کی بجا آوری ظاہری صورت کے اعتبار سے اور منتہی کا نفس چونکہ مطمئنہ ہو گیا ہے اور اس میں احکام شرعیہ کے قبول کرنے کی رضا و رغبت پیدا ہو گئی ہے لہٰذا اس سے احکام کی بجا آوری حقیقت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ مثلاً منافق اور مسلمان دونوں نماز ادا کرتے ہیں لیکن منافق چونکہ باطن میں انکار رکھتا ہے اس لئے وہ نماز کی صرف ظاہر صورت ادا کرتا ہے اور مسلمان باطنی فرمانبرداری کے باعث نماز کی حقیقت سے مزین ہے لہٰذا صورت اور حقیقت کا اعتبار باطنی انکار و اقرار پر ہے۔ یہ درجہ یعنی اطمینان نفس اور اعمال صالحہ کی حقیقت کا درجہ ولایت خاصہ کے کمالات کے حصول کے بعد جو درجہ سوم سے متعلق ہے حاصل ہو جاتا ہے۔

(مکتوبات مجددیہ دفتر دوم مکتوب ۴۵ص ۱۹۲)

نماز کی فضیلت

◉ ......اور سب سے بہتر عبادت اور سب سے معتبر طاعت نماز ہے جو کہ دین کا ستون اور مسلمان و کافر میں واضح طور پر فرق کرنے والی ہے۔ اور جو قرب الٰہی اس کے ادا کرتے وقت حاصل ہوتا ہے اس (نماز) کے باہر وہ نادر (بہت کم) ہے۔ پس نماز کو پانچوں وقت جماعت و جمعیت و تعدیل ارکان اور کامل وضو کے ساتھ مستحب اوقات میں ادا کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس بندے اور اس کے پروردگار کے درمیان حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اور جب تک وہ ناک کی رینٹ نہ ڈالے حورِ عین اس کے سامنے رہتی ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ نماز پڑھنے والا بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ جو شخص ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹاتا رہتا ہے قریب ہے کہ وہ اس کے لئے کھول دیا جائے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی جاری نہر کی مانند ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس سے گزرتی ہے کہ وہ شخص اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے پس اس سے (اس پر) کچھ بھی میل باقی نہیں رہے گا اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بے شک جس شخص نے ان پانچ فرض نمازوں پر جماعت (سے ادا کرنے) میں حفاظت کی وہ ان لوگوں میں سے سب سے پہلا شخص ہوگا جو پل صراط پر چمکنے والی بجلی کی مانند (تیزی سے) گزریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو

سابقین کے پہلے گروہ میں حشر فرمائے گا۔ اور ہر دن اور رات میں ان نمازوں پر حفاظت کرنے والے کو ایک ہزار ایسے شہیدوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ہوں۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱، ص ۴۰)

◉ ...... حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز میں ہمارے پاس آنے میں تاخیر کی (یعنی روز مرہ کے وقت پر تشریف نہ لائے) حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہم آفتاب کے قرص کو دیکھ لیں۔ پھر آپ ﷺ جلدی سے نکل کر تشریف لائے۔ پس نماز کے لئے تکبیرا قامت کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور نماز میں تخفیف کی۔ پھر جب سلام پھیرا تو اپنی بلند آواز کے ساتھ ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی صفوں میں اسی طرح بیٹھے رہو جیسا کہ بیٹھے ہو۔ پھر ہماری طرف مڑے اور فرمایا اے لوگو! آگاہ رہو بے شک ابھی میں تم کو اس چیز کی خبر دوں گا جس نے مجھ کو آج کی صبح تم سے روکا (وہ یہ ہے کہ) میں رات کو (نماز تہجد کے لئے) اٹھا۔ پس میں نے وضو کیا اور جس قدر نماز میرے لئے مقدر تھی پڑھی۔ پھر مجھے اپنی نماز میں اونگھ آ گئی، یہاں تک کہ میں بھاری ہو گیا (یعنی مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میرا بدن وزنی ہو گیا)۔ پس ناگہاں میں نے اپنے پروردگار تبارک وتعالیٰ کو اچھی صورت (صفت) میں دیکھا پس اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا، اے محمد! میں نے عرض کیا، اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ پروردگار نے فرمایا کہ فرشتوں کی جماعت کس چیز کے بارے میں گفتگو کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار یہی فرمایا، (اور میں نے ہر بار یہی جواب دیا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ

اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، پس میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان پائی۔ پس میرے لئے ہر چیز ظاہر و روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔ پھر فرمایا، اے محمد! میں نے عرض کیا، اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا، فرشتوں کی جماعت کس چیز کے بارے میں گفتگو کرتی ہے۔ میں نے عرض کیا، کفارات میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا، (نماز کی) جماعتوں کی طرف چل کر آنا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور ناخوشگواریوں کے وقت (بھی) وضو کو پورا کرنا۔ فرمایا، پھر کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں؟ میں نے کہا، درجات کے بارے میں۔ فرمایا، وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا، کھانا کھلانا اور نرم کلامی کرنا اور رات کے کسی حصے میں نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا (جو کچھ چاہے) مانگ۔ میں نے یہ دعا کی۔

اللھم انی اسئلک فعل الخیرات و ترک المنکرات و حب المساکین و ان تغفرلی و ترحمنی و اذا اردت فتنۃ فی قوم فتوفنی غیر مفتون و اسئلک حبک و حب من یحبک و حب عمل یقربی الی حبک

(اے اللہ! بے شک میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے ترک کرنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم میں فتنہ (آزمائش) کا ارادہ فرمائے پس تو مجھ کو فتنہ میں مبتلا کئے بغیر وفات دے اور میں تجھ سے تیری محبت اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے نزدیک کردے)

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ حق ہے پس اس کو یاد رکھو پھر اس کو لوگوں کو سکھاؤ۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۵۶ ص ۱۱۴-۱۱۳)

◉ ......میرے مخدوم! نماز جو کہ مومن کی معراج ہے اصل کے ظہور کا مقام اور حالت معراجیہ کا نمونہ ہے۔ حدیث **الساجد یسجد علی قدمی اللہ فلیسأل و لیرغب** (سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب و شوق کرنا چاہئے) آپ نے سنا ہوگا اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس (بندہ) کو اپنا چہرہ خاک آلود کر کے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ اپنی نماز میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ پس اس (بندہ) سے رخ نہیں پھیرتا یہاں تک کہ وہ بندہ اپنا رخ پھیر لے یا کوئی بری بات کہے۔ پھر فرض نمازوں کی خصوصیت تو علیحدہ ہے اور جماعت نور علی نور ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے جو اندھیروں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں قیامت کے روز ایک بلند نور کے ساتھ روشنی کرے گا۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اندھیروں میں مساجد کی طرف چلنے والے وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونے والے ہیں۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ جماعت میں نماز پڑھتا ہے پھر وہ کسی حاجت کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے کہ وہ بے (مراد) واپس لوٹے یہاں تک کہ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک نماز کے برابر ہے اور محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس

شخص نے ان پانچ نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر محافظت کی وہ پل صراط پر سے چمکنے والی بجلی کی مانند گزرنے والوں میں سب سے پہلا شخص ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر سابقین کے پہلے گروہ میں فرمائے گا اور ہر روز و شب میں ان نمازوں پر محافظت کرنے والے کے لئے ایسے ہزار شہید کی مانند اجر ہوگا جو اللہ کے راستہ میں قتل کیئے گئے ہوں اور نیز حدیث شریف میں ہے تم میں سے جو شخص وضو کرتا ہے پس اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اس کو پوری طرح کرتا ہے پھر وہ مسجد میں آتا ہے اس کا مقصد نماز کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو خوشخبری دیتا ہے جیسا کہ ان لوگوں کو جن کا کوئی آدمی گم ہوگیا ہو اپنے غائب کے آجانے سے خوشی ہوتی ہے۔
(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب 67 ص 165-166)

آداب وسنن کی ترغیب

◉ ......میرے مخدوم! نماز مومن کی معراج ہے جو کہ اس کے ادا کرتے وقت پیش آتی ہے وہ حالت معراجیہ کے مناسب ہوگی اور تمام حالات سے ممتاز ہوگی۔ تمام حالات کو نماز کی حالت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ صورت کو حقیقت کے ساتھ ہے۔ مثلاً جو صورت کہ آئینہ میں منعکس ہے اس کو اپنی اصل کے ساتھ ظاہری مماثلت و اسمی مشارکت کے سوا اور کونسی مساوات ہے؟ کسی نے خوب کہا ہے

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید

(اگر مصور اس دلربا (محبوب کی تصویر کھینچے گا تو میں حیرت میں ہوں کہ اس کے ناز کو وہ کس طرح (تصویر میں) کھینچ سکے گا)

آپ نماز کی تکمیل میں جس قدر کوشش کریں گے اور اس کے سنن و آداب کی

رعایت میں جس قدر جد و جہد اور قرأت ورکوع وسجود کو سنت کے موافق دراز کرنے میں جتنی سعی کریں گے اس کے فیوض وبرکات اسی قدر زیادہ وارد ہوں گے اور اس کا حسن وجمال وکمال اسی قدر زیادہ ظہور فرمائے گا اور ترقیات رونما ہوں گی اور خاص عنایت ومہربانی اسی قدر تجلی فرمائے گی اور تعلقات سے اسی قدر زیادہ پاک صاف ہوجائے گا کہ (وہ کوڑا کرکٹ) پہلو اور پشت سے بھی زیادہ دور ہوجائے گا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم، مکتوب ۵۸، ص ۱۱۷)

◉ ...... میرے مخدوم! جو حالت کہ نماز میں پیش آتی ہے غیر حالت نماز پر فوقیت رکھتی ہے اور جو لذت کہ نماز میں حاصل ہوتی ہے خاص طور پر فرض نماز میں وہ کمال کی بشارت دینے والی ہے۔ نماز کو کامل طور پر ادا کرنے میں پوری کوشش ملحوظ رکھیں اور اس کے سنن وآداب کے حاصل کرنے میں سعی بلیغ کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو حجاب کہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے وہ نماز ادا کرتے وقت دور کردیا جاتا ہے اور اگر امام نہ ہوں تو اس کے قیام ورکوع وسجود کو طویل کرنے میں راغب ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب سے فضیلت والی نماز وہ ہے جس میں قنوت یعنی قیام طویل ہو اور قنوت (قیام طویل) سکرات موت کو ہلکا کرتا ہے اور اگر امام ہوں تو امام کے لئے جو مقدار مسنون ہے اس پر اکتفا کریں اور مقتدیوں کا لحاظ کریں۔ ایک رکعت میں سورت کے تکرار کو نوافل میں جائز کیا گیا ہے اور رکوع وسجود کی تسبیحات کی تعداد کی حد سات تک ہے اور بعض روایتوں میں نو اور گیارہ تک بھی آئی ہے اور اگر اس سے بھی طویل کرنا چاہیں تو رکوع وسجود کی جو دعائیں روایات میں آئی ہیں پڑھیں اور جس قدر بھی تکرار کریں گنجائش ہے۔ عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہوا پس جب آپ

نے رکوع کیا تو سورۂ بقرہ (پڑھنے) کے بقدر ٹھہرے رہے اور اپنے رکوع میں سبحان ذی الجبروت و الملکوت و الکبریاء کہتے رہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آپ نے سجدوں میں بھی اس کی مانند کہا اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ صحیح مسلم میں (حضرت) حذیفہؓ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے طویل رکوع میں جو کہ سورۂ بقرہ و آل عمران و نساء کی قرأت کے قریب تھا سبحان ربی العظیم پڑھا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس (رکوع) میں سبحان ربی العظیم کا تکرار فرماتے رہے۔ جیسا کہ سنن ابو داؤد وغیرہ میں واضح طور پر آیا ہے اور صحیح مسلم سے بھی ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں کاش کہ میں جان لیتا کہ اس حدیث کی اس وضاحت اور ان علماء کے قول میں تطبیق کی کیا صورت ہے جنہوں نے حکم کیا ہے کہ (رکوع و سجود میں) تسبیحات کی زیادہ سے زیادہ تعداد سات سے گیارہ تک ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ اکمل (درجہ) ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ان (علماء) کے نزدیک اس حکم میں کوئی بڑی وجہ اور معتبر سند ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۰۹ ص ۲۰۰)

نماز کے چند اسرار

◉ ...... آراستہء کمالات فرزند ارجمند شیخ عبدالاحد نے اس مسکین سے پوچھا تھا کہ سالک نماز کے دوران کس چیز کی طرف متوجہ ہو (یعنی) ذات بحت کی طرف جو کہ حقیقی مسجود و معبود ہے یا قرآن مجید کی طرف جو کہ مدار نماز ہے یا کعبہ کی طرف جو کہ مسجود الیہ ہے۔ یا خشوع و خضوع و تعدیل ارکان کی طرف کہ جن کا اس کو حکم دیا گیا ہے۔ یا ان سب امور کی طرف ایک ساتھ (مشغول ہونا چاہئے) اور لوگوں نے ان سب صورتوں میں سے ہر ایک پر شبہات (قائم) کئے ہیں۔ اے سعادت آثار!

نمازی کے لئے جو کچھ ضروری ہے اور جن امور کا اس کو حکم دیا گیا ہے وہ نماز کے ارکان وقومہ وجلسہ وطمانیت وخشوع وخضوع کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون (وہ مومنین کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) اور نماز میں خشوع مثلاً قیام میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ لگا دینا وغیرہ اور نیز قرآن پاک کی قرأت کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور اگر وہ اہل حقیقت میں سے ہے تو اس کے معانی واسرار میں غور وفکر کرنا ہے ورنہ اس قدر سمجھ کہ یہ حق جل وعلا کا کلام ہے اور ذات بحت کی طرف متوجہ ہونا نماز کے ماموارات میں سے نہیں ہے اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ ان امور کی طرف متوجہ ہونا عین ذات مسجود کی طرف متوجہ ہونا ہے کیونکہ ذات بحت اسماء وصفات کا لحاظ کئے بغیر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے توجہ ومراقبہ وتصور وتعقل سے بالاتر ہے۔ رہا وہ عارف جو کہ ذات بحت سے واصل ہے اور وصل عریانی کے ساتھ ممتاز ہے اس کا معاملہ جدا ہے۔ نماز ادا کرتے وقت خاص طور پر اس کے باطن کو اس بارگاہ عالی کے ساتھ اتصال اور ظاہر سے انقطاع پیدا ہو جاتا ہے اس کا ظاہر ارکان کی طرف متوجہ ہے اور اس کا باطن وصل عریاں میں (ہوتا) ہے اور (اس میں) کوئی تضاد نہیں ہے اور جو شخص کہ اس وصل (عریاں) کے ساتھ مشرف نہیں ہے اس کی ارکان کی طرف توجہ ہی ذات بحت کی طرف توجہ ہے اور ذات بحت کو صفات کے لحاظ کے بغیر مسجود قرار دینا محل تامل ہے۔ ذات جامع صفات مسجود کیوں نہ ہو کیونکہ ذات کو کسی وقت بھی صفات سے علیحدگی وجدائی نہیں ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۹، ص ۲۲۵، ۲۲۶)

◉......ارحنی یا بلال (اے بلال! مجھے راحت پہنچا) اسی کی طرف اشارہ ہے

اورقرۃ عینی فی الصلوٰۃ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) اسی کا ایک رمز ہے۔ دوسرے حضرات شہود کی لذت کے ساتھ لطف اندوز ہوتے ہیں اور وصال کے خیال پر فریفتہ ہیں اوران حضرات نے اس شہود سے آنکھ بند کی ہوتی ہے اور اس وصال کو خیال تصور کر کے غیب کے ساتھ جو کہ شہود پر ہزاروں درجے فضیلت رکھتا ہے مطمئن ہیں اور کم ہمت کو اس کی بندگی پر چست باندھے ہوئے ہیں۔ تحریمہء اولیٰ (تکبیر اولیٰ) کو جسے وہ امام کے ساتھ پاتے ہیں تجلیات و ظہورات سے بہتر جانتے ہیں اور خشوع (عاجزی) اور سجدہ کی جگہ پر نگاہ جمانے کو کہ حدیث شریف متع بصرک بموضع سجودک (تو اپنی نگاہ کو اپنے سجدوں کی جگہ پر رکھ) جس پر دال ہے اور آیت کریمہ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون (وہ مومنین کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں) جس کی مخبر ہے شہود و مشاہدہ سے زیادہ تصور فرماتے ہیں۔ نماز اسی (ظاہری) صورت پر موقوف نہیں ہے (بلکہ) عالم غیب الغیب میں ایک حقیقت رکھتی ہے جو کہ تمام حقیقتوں سے اوپر ایک اور مشاہدات و تجلیات سے بالاتر ہے۔ شاید کہ حدیث شریف (قدسی) قف یا محمد فان اللہ یصلی (اے محمد ﷺ! ٹھہر جایئے پس بے شک اللہ تعالیٰ نماز میں ہے) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے جس قدر اس (نماز) کی (ظاہری) صورت کی تکمیل میں کوشش کی جائے اور خشوع و آداب کو کامل طور پر ادا کرنے میں جدو جہد کی جائے اس حقیقت کے ساتھ (اسی قدر) مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اس کی برکات سے بہت زیادہ بہرہ ور ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ شہود کی بندش اور ظہورات کی قید میں ہے، اس حقیقت سے محروم و مستور ہے۔ اسی بنا پر اس کی صورت کی تکمیل جو کہ حقیقت کی

طرف ایک راستہ رکھتی ہے مشاہدات و تجلیات سے بہتر سمجھتا ہے اور بلند ہمتی کے باعث ان پر قناعت نہیں کرتا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۸۷، ص ۱۵۹۔۱۶۰)

◉ ......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کی کوئی حالت اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اس کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس بندہ کا چہرہ خاک آلود ہو اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ پس بندہ کو چاہئے کہ سجدہ کرے اور خوب رغبت سے کرے اور خوب دعا کرے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کا سجدہ اس کی پیشانی کے نیچے کی زمین کو زمین کے ساتوں طبق تک پاک کر دیتا ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اندر کوئی نقص و خامی نہ ہونے کے باوجود تواضع کی اور جس نے مانگنے کے بغیر اپنے نفس میں ذلت اختیار کی اور مال کو جو اس نے جمع کیا معصیت کے بغیر خرچ کیا اور اہل ذلت و مسکنت پر رحم کیا اور اہل فقر و حکمت سے میل جول رکھا اور اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنے زائد مال کو (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کیا اور اپنے آپ کو فضول گوئی سے روکا۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(مکتوباب معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۲، ص ۱۹۳)

◉ ......آپ جان لیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کی حالت میں وہ حجاب اٹھا دیا جاتا ہے جو نمازی اور اس کے پروردگار کے درمیان ہوتا ہے اور ہمارے حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ تعالیٰ سجانہ نے لکھا ہے کہ یہ حجاب کا دور ہونا منتہی کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے اس نعمت عظمیٰ پر اللہ عزوجل کا شکر بجالائیں اور

اس کی کیفیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں اور نماز کو آداب و شرائط اور طول قیام و قرأت کے ساتھ ادا کریں۔ جو قرب کہ اس (نماز) کی ادائیگی کے دوران ہوتا ہے وہ اس کے باہر نہیں ہے۔ **و امر اهلک بالصلوٰة و اصطبر عليها** (اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کر اور نماز کی ادائیگی پر قائم رہ)۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۲۷، ص ۲۰۰۔۲۰۱)

◎......آپ جان لیں کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی قدس سرہ) نے حقیقت صلوٰۃ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس مقام میں کمال وسعت بیچونی ہے۔ پس حقیقت قرآنی میں مبدأ وسعت ہے اور اس جگہ (حقیقت صلوٰۃ میں) کمال وسعت ہے لیکن اس کو ماننے کی صورت میں شبہ وارد ہوتا ہے کہ مبدأ شئی کو شئی پر سبقت و فوقیت ہے پس حقیقت قرآنی کو حقیقت صلوٰۃ پر مقدم ہونا چاہئے اور حالانکہ انہوں (مجدد علیہ الرحمۃ) نے حقیقت صلوٰۃ کو حقیقت قرآنی سے اوپر لکھا ہے۔ (جواب) ہوسکتا ہے کہ یہ مبدأ ہونا سالک کے عروج کی جانب ہو یعنی عروج کے مدارج میں وسعت کا شروع حقیقت قرآنی سے ہو اور اس کا کمال اوپر کی حقیقت میں ہو اور اس اعتبار سے مبدأ ہونے کو تأخر ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ تفوق دونوں جانب سے ہے (اور) دو اعتبار سے ہے۔ حقیقت قرآنی چونکہ حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہے جیسا کہ حضرت عالی (مجدد قدس سرہ) نے لکھا ہے کہ اگر حقیقت کعبہ ہے تو اس کا جزو ہے اور اگر حقیقت قرآنی ہے تو وہ بھی اس کا جزو ہے کیونکہ نماز عبادت کے تمام کمالات و مراتب کی جامع ہے کہ اصل الاصل کی نسبت کے ساتھ ثابت ہے اور (اس میں) شک نہیں ہے کہ جزو کو کل پر تقدم ہے اور کل کو فضیلت (حاصل) ہے کیونکہ کل اس جزو پر بھی مشتمل ہے اور دوسرے اجزأ پر بھی۔ پس ظاہر کے اعتبار سے جزو کو اور باطن اور

رتبے کے اعتبار سے کل کو فوقیت ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۴۰، ص ۲۲۲)

⊙ ......آپ نے لکھا تھا کہ صلوٰۃ وسطی وساعت جمعہ واسم اعظم کے تعین میں اخبار و آثار (احادیث و روایات) میں بہت تضاد ہے اور جو کچھ تیرے کشف میں آیا ہو اور جو اس سے مفہوم ہوتا ہو تو تعیین کرتا کہ خدشہ دل سے دور ہو جائے اور لوگوں کو بہت سے فوائد حاصل ہوں۔ اے عزیز! جس چیز کو کہ حق تعالیٰ نے مبہم چھوڑا ہو اور اس کے رسول ﷺ نے امت پر اس تمام شفقت اور اس کی خیر خواہی کے باوجود بیان نہ فرمایا ہو ہمیں اور تمہیں (حق) نہیں پہنچتا کہ اس بارے میں لب کشائی کریں اور اپنے خواب و خیال سے اس معما کو حل کریں۔ **ابھموا ما ابھم اللہ** (جس کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا تھا تم بھی اس کو مبہم رکھو) آپ نے سنا ہوگا بظاہر اس ابہام میں بندوں کی مصلحتیں اور ان کے فائدے منظور ہوں گے مثلاً یہ کہ لوگ اسماء (الٰہی) کی تعظیم کریں۔ یہ ابہام شب قدر اور رسول خدا ﷺ کے روز پیدائش و وفات کے ابہام کی طرح ہے اور ہر کسی سے برکات حاصل کیں اور جمعہ کے دن پورے دن کو جمعیت و حضور، تضرع و دعا کے ساتھ معمور رکھیں۔ اور تمام نمازوں کی پوری حفاظت کریں۔ بظاہر دل میں اس تردد کا قرار پکڑنا اس کے رفع سے بہتر ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض فرض کئے ہیں پس تم ان کو ضائع مت کرو اور کچھ حدیں مقرر کی ہیں پس تم ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس تم ان کا ارتکاب نہ کرو اور تم پر رحمت کی خاطر کسی بھول کے بغیر بعض چیزوں سے سکوت فرمایا ہے پس تم ان کی کرید مت کرو۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب ۱۱۹، ص ۲۲۷)

کیفیات نماز

◉ ......آپ نے لکھا تھا کہ کہ نماز فرض و نماز تہجد میں کبھی ایک گونہ حلاوت و کیفیت پیدا ہوتی ہے اور تمام اعضاء کو احاطہ کر لیتی ہے اس حال میں جی چاہتا ہے کہ نماز کو طویل ادا کرے اور صبح کے حلقہ میں بھی اکثر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اے سعادت آثار! جو حلاوت و کیفیت کہ نماز کی ادائیگی کے دوران خاص کر فرض نماز میں پیش آتی ہے بہت اعلیٰ ہے اور اس (حلاوت و کیفیت) پر جو کہ نماز سے باہر پیش آتی ہے کئی درجہ فضیلت رکھتی ہے۔ نماز کو طول قنوت (طویل قیام) کے ساتھ ادا کریں اور رکوع و سجود کو بھی طویل کریں اور کبھی زمین پر (مصلّٰی وغیرہ) کسی چیز کے حائل ہوئے بغیر نماز ادا کریں اور پیشانی کو مٹی کے ساتھ لگا دیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بندہ کی کوئی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اسے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا چہرہ خاک آلود ہو۔ اور کبھی صحرا کی طرف نکل جائیں اور جس جگہ کہ کوئی شخص نہ دیکھے خاک کے اوپر نماز کو طول اور خشوع و رغبت کے ساتھ پڑھیں اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب و رغبت کرنی چاہئے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب 146 ص 267)

◉ ......آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات نماز میں عجیب لذت حاصل (اور) خاص کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ کیوں ایسا نہ ہو جب کہ نماز مومن کی معراج اور دنیا سے آخرت میں جانا ہے۔ جو حالت کہ معراج کی رات میں پیش آئی تھی اس کا نمونہ نماز میں ہے۔ قرب کا کمال یہاں (نماز میں) ہے اور حجابات کا دور ہونا اس مقام میں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے یہ لذت یابی منتہیوں کی کیفیت ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۱۵۲، ص ۲۷۲)

◉ ......آپ نے لکھا ہے کہ اسی روز سے جو نماز کہ یہ فقیر ادا کرتا ہے (اس میں) حلاوت و محبت و خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے خاص طور پر فرض نماز میں اور کبھی کبھی ایسی حالت پیش آتی ہے کہ بیان میں نہیں آ سکتی۔ بہت عمدہ اور بلند حالت ہے۔ نماز کی حالت کو غیر نماز کی حالت پر فوقیت ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے اور اس کی حالت معراج کی حالت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان کے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں (الحدیث)

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۹۴، ص ۱۷۰)

◉ ......آپ نے لکھا تھا کہ جو لذت و حضور و جمعیت کہ فرض نماز میں ہے وہ فرض کے علاوہ میں نہیں ہے۔ خاص طور پر سجدوں میں کہ ان سے سر اٹھانا اچھا نہیں لگتا۔ بے شک نماز مومن کی معراج اور کمال قرب کا مقام ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اپنی راحت کو نماز میں تلاش کیا ہے اور **قرۃ عینی فی الصلوٰۃ** (میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے) فرمایا ہے اور جو لذت کہ فرض نماز میں پیش آتی ہے غیر فرض پر کامل فضیلت رکھتی ہے۔ سجدہ کے بارے میں کیا لکھے سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے پس اس کی طلب کرنا اور اس پر حریص ہونا چاہئے اور نیز آیا ہے کہ بندہ کی کوئی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ وہ اسے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے اور اس کا چہرہ خاک آلود ہو۔ اور نیز وارد ہوا ہے کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کبھی کبھی چاہئے کہ نماز مٹی پر کسی واسطہ (مصلّٰی وغیرہ) کے بغیر ادا کی جائے اور سجدہ کیا جائے اور نماز میں طویل

قیام، طویل رکوع اور طویل سجدوں پر راغب رہیں اور نوافل میں اگر چاہیں تو رکوع و سجود و قومہ کی ماثورہ دعائیں پڑھیں۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۱۵۴، ص ۲۷۵)

◉ ...... جو خط آپ نے بھیجا تھا اس نے پہنچ کر خوش وقت کیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض اوقات فرض نماز کے اندر خصوصاً امامت کی حالت میں ایک کیفیت رونما ہوتی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ شانہ کی عظمت کے خوف سے جسم پگھل جاتا ہے اور سجدے کے وقت میں جی نہیں چاہتا کہ سر سجدہ سے اٹھایا جائے۔ اس کے مطالعہ نے محظوظ و مسرور کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ اس (نماز) کے کمالات سے اکمل حصہ عطا فرمائے اور اس کی حقیقت سے پردہ کھول دے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ حالت معراجیہ کا نمونہ نماز میں ظاہر ہوتا ہے۔ سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دونوں قدموں پر سجدہ کرتا ہے۔ پس سجدہ کرنا چاہئے اور خوب رغبت سے کرنا چاہئے۔ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کو اس (نماز) کے آداب و شرائط کے ادا کرنے کی توفیق دی گئی اور اس نے اس کے ارکان اور اس کے طویل سجدوں اور اس کے قیام اور اس کی صورتوں سے اس کے حقائق کی طرف عروج سے کچھ حصہ حاصل کیا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۹۶، ص ۲۷۶)

◉ ...... آپ نے نماز میں دلجمعی ذکر اور دوستوں کے حلقہ میں سرگرمی کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کا شکر بجا لائیں اور اس کی جمعیت کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں۔ میرے مخدوم! جو لذت کہ نماز میں خاص طور پر فرض نماز میں پیش آتی ہے نسبت کے اصل ہونے کا پتہ دینے والی اور کام کے انجام پانے کی خبر دینے والی ہے۔ آپ نے لکھا تھا کہ جو نوافل فرائض کی تکمیل کی نیت سے

ادا کیئے جاتے ہیں وہی لذت بخشتے ہیں اس کے بعد ہر چند چاہتا ہوں کہ یہ نیت نوافل میں حاصل نہیں ہوتی اور اگر تکلف کے ساتھ نیت کو حاضر کرتا ہوں تو بے لذتی کے ساتھ انجام پاتی ہے۔ آپ جان لیں کہ کام کا مدار فرائض پر ہے۔ اگر چہ نوافل میں وہ نیت میسر نہیں ہوئی کوئی فکر نہ کریں اور نسبت فرائض اور ان کی لذت کی تکمیل میں کوشش کریں۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۲۲۸، ص ۳۱۰)

◉ ...... وہ حالت جو (آپ کو) نماز میں میسر ہوتی ہے اور اس کا حضور و لذت نسبت کے اصلی ہونے کی خبر دیتا ہے اور کام کے انجام کا پتہ دینے والا ہے۔ اس نعمت کا شکر بجالائیں اور اس کی کیفیت و کمیت (مقدار) کے زیادہ ہونے میں کوشش کریں اور نماز کو طویل قیام اور اس کے آداب و شرائط کے ساتھ بجالائیں اور اس نعمت عظمٰی کے حاصل ہونے پر شکر گزار رہیں اور تمام مافات (فوت شدہ امور) کا عوض اس کو جانیں اور زمانہ کی تلخیوں (تکلیفوں اور سختیوں) کا علاج اس شیرینی کے ساتھ کریں۔

بر شکر غلطید اے صفراویاں
از برائے کورئی سودائیاں

(اے صفراوی مزاج والو! تم سوادی مزاج والوں کے اندھے پن کے لئے یعنی ان کی طبیعت کے برخلاف شکر پر لوٹو یعنی خوب استعمال کرو)

و امر اهلک بالصلوٰة و اصطبر علیها لا نسئلک رزقا نحن نرزقک و العاقبة للتقویٰ

(اپنے اہل وعیال کو (بھی) نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے ہم آپ سے رزق نہیں مانگتے ہم ہی آپ کو رزق دیتے ہیں اور

عاقبت (اچھا انجام) پرہیزگاروں کے لئے ہے)

(مکتوبات معصومیہ دفتر دوم: مکتوب ۴۲، ص ۸۴)

مشاہدات ومکاشفات

◎ ......آپ نے لکھا تھا کہ نماز کے خشوع میں بھی اکثر جمعیت رونما ہوتی ہے اکثر اوقات جب اپنے آپ میں مقید ہو جاتا ہوں تو آفتاب و ماہتاب کے شعلہ کی طرح نظر آتا ہے۔فقیر اس کے ادراک سے عاجز ہے۔'' آپ جان لیں کہ جو حالت نماز میں حاصل ہوتی ہے بہت عمدہ ہے اور یہ جو آپ خود کو آفتاب کا شعلہ پاتے ہیں ہو سکتا ہے بقا کے آثار ہوں اور یہ نورحیات کا ہو جو کہ موت پر مترتب ہوتی ہے۔جیسا کہ آیۃ کریمہ او من کان میتا فا حیینه و جعلنا له نورا (کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور اس کے لئے ہم نے نور بنا دیا) اس کی خبر دینے والی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۲۶، ص ۴۷)

◎ ......آپ نے لکھا تھا کہ بعض نمازوں میں ایسی حالت پیش آتی ہے کہ گویا فقیر حضرت صمدیت جل جلالہ سے (اس طرح) کلام کرتا ہے کہ کوئی حجاب و پردہ درمیان میں نہیں رہا ہے اور مست و بے خود ہو جاتا ہے کہ نماز کو بھول جاتا ہے اور نظر حیرت سے اپنے آپ کو اور اپنے غیر کو نور کے بغیر نہیں دیکھتا اسی اثنا میں خود پر قابو پا کر ہوش میں آتا ہے۔اچانک رقت و عاجزی غالب آ جاتی ہے اور یہی حالت قرآن مجید کی تلاوت اور دوسری عبادات میں پیش آتی ہے۔اے سعادت آثار! یہ کیفیت جو آپ کو پیش آتی ہے ایک اعلیٰ کیفیت اور مبارک حالت ہے۔(ایسا) کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی معراج ہے جو کیف و ذوق کہ نماز سے پیدا ہوتا ہے وہ تمام اذواق و کیفیات سے ممتاز ہے اور چونکہ نماز میں قرآن مجید کی تلاوت بھی

شامل ہے اور حدیث شریف میں من اراد ان یحدث ربہ فلیقر القران (جو شخص یہ چاہے کہ اپنے رب سے کلام کرے تو اس کو چاہئے کہ قرآن مجید پڑھے) کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرنا (گویا) اپنے پروردگار کے ساتھ بات کرنا ہے۔ خاص طور پر جو تلاوت کہ نماز میں واقع ہو وہ اور ہی درجہ رکھتی ہے اور بہتر ثمرہ لاتی ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے قران فی صلوٰۃ خیر من قران فی غیر صلوٰۃ (الحدیث) (نماز میں قرآن کا پڑھنا نماز کے علاوہ قرآن پڑھنے سے بہتر ہے) پس اگر یہ حقیقت (جو آپ نے بیان کی ہے) نماز میں جلوہ گر ہو جس کی شان میں (حدیث شریف میں) آیا ہے اقرب ما یکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ (نماز میں بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے) اور تکلم کی کیفیت ظاہر ہو تو گنجائش ہے اور نیز اگر نماز میں حجاب کا رفع ہونا محسوس کرے تو مناسب ہے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نماز میں وہ حجاب اٹھا لیا جاتا ہے جو بندہ اور پروردگار کے درمیان ہے۔ نماز ایک دلربا محبوب ہے جب نماز کے باطن پر اس کے جمال باکمال کا پرتو پڑتا ہے اور اس کے حسن و خوبی کا ظہور ہوتا ہے تو قریب ہے کہ اس (نمازی) کو مست و بے خود کر دے اور اس کو از خود رفتہ بنا دے اور جب اس کے انوار سے متصف اور اس کے زیور سے آراستہ ہو جاتا ہے تو اپنے آپ کو نور پاتا ہے اور جامعیت انسان کے حکم کے مطابق اپنے غیر کو بھی نور دیکھتا ہے اور اپنے وصف کے ساتھ موصوف جانتا ہے۔ گویا تمام اشیاء میں عارف جلوہ گر ہے۔ جیسا کہ ابتداء میں اپنے آپ کو اور تمام اشیاء کو ذاکر پاتا ہے۔ وہاں (ان اشیاء میں) بھی ذاکر وہ (عارف) ہے کہ وہ (اپنے آپ کو) اشیاء میں مشاہدہ کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ امام اجل حضرت امام جعفر صادقؓ ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ بے ہوش ہو

کر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو ان سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں قرآن مجید کی ایک آیت کو بار بار پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے اس آیت کو اس کے متکلم (اللہ تعالیٰ) سے سنا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۹۳، ص ۱۶۰۔۱۶۱)

⊙ ...... آپ نے لکھا تھا کہ اکثر اوقات فرض و نفل نماز میں قسم قسم کے انوار اور طرح طرح کے فیوض اس حد تک ظاہر ہوتے ہیں کہ (یہ عاجز نماز کے ارکان میں سے) جس رکن میں پہنچتا ہے اسی میں محو ہو جاتا ہے اور تمام صفات و حرکات و سکنات کو نماز وغیرہ میں دیکھنے والا (راقم) اپنی طرف منسوب نہیں پاتا اور لفظ انا کسی وقت خیال میں نہیں آتا۔'' میرے مخدوم! یہ تمام احوال سنجیدہ اور کیفیات پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازوں کو ہمیشہ کھلا رکھے اور یہ جو آپ نے اس کے بعد لکھا ہے کہ بعض واردات جو پیش آتی ہیں تقریر و تحریر میں نہیں سماتیں'' شاید کہ یہ واردات مرتبہ مقدسہ غیب ذات سے پیدا ہوئی ہیں کہ اس مرتبہ سے حصہ جہل و عدم تمیز ہے کیونکہ جس جگہ علم و تمیز کی گفتگو ہے وہ صفات شیون و اعتبارات سے پیدا ہوتی ہے اور جب معاملہ غیب الغیب سے پڑتا ہے اور اصول و شیون کی تمیز نہیں رہتی تو جہل و حیرت بڑھ جاتی ہے۔ من عرف اللہ کل لسانہ (جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی) (یہ مقولہ) اس مقام کے حال کی خبر دیتا ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۵۴، ص ۱۰۴)

⊙ ...... یہ جو حال آپ نے دیکھا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا اور آپ تنہا ہیں آپ چاہتے ہیں کہ نماز ادا کریں۔ اوّل آپ نے ارادہ کیا کہ امامت کی نیت کر لیں پھر خیال آیا کہ مقتدی نہیں ہیں تو امامت کی کیا ضرورت ہے۔ اسی اثنا میں غیبی الہام

سنائی دیا کہ ملائکہ کا ایک گروہ جماعت میں داخل ہو جائے چنانچہ فرشتے آنے لگے۔ سب نے سفید لباس میں میرے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔ جب سلام (پھیرنے) کا وقت آیا سب نے میرے ساتھ سلام پھیرا۔ میں نے دائیں طرف نظر کی تقریباً چار سو اور پانچ سو آدمی نظر آئے اور بائیں طرف بھی اسی کی مانند (نظر آئے) اس کے بعد جب میں نے پھر نظر کی تو گویا کوئی شخص نہیں تھا۔

''میرے مخدوم! چونکہ آپ امام کے سلام کے بعد پہنچے جیسا کہ آپ نے لکھا تھا اور یہ آپ کی آزردگی کا باعث ہوا (اس لئے) آپ کی تسلی کے لئے یہ کرامت آپ کے لئے ظاہر کی گئی اللہ جل شانہ کا شکر بجالائیں کہ آپ کو اس کرامت اور اس الہام اور اس دید کے ساتھ ممتاز کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص نے زمین کی فضا میں اذان دی اور اقامت کہی اور اکیلے نماز پڑھی تو فرشتے اس کے پیچھے صفیں بنا کر نماز پڑھتے ہیں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہ (تنہا) ہو اور وہ نماز کے لئے (تکبیر) اقامت کہے تو اس کے پیچھے دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر وہ اذان دے اور اقامت کہے تو اس کے پیچھے اس قدر فرشتے نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے دونوں طرف کے سرے نظر نہیں آتے وہ اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے ہیں اور اس کے سجدہ کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۶۱، ص ۱۲۱)

◎ ...... آپ نے لکھا ہوا تھا کہ حقیقت صلوٰۃ اس طرح منکشف ہوئی کہ نور کا ایک درخت ہے اور اس درخت کی شاخ قبلہ کے سامنے واقع ہے اور فقیر اس درخت کو اپنے دائیں بائیں جانب دیکھتا ہے۔ شاید کہ اس حقیقت کی مناسبت درخت کے ساتھ یہ ہے کہ درخت وسعت و تفصیل کی خبر دیتا ہے۔ کیونکہ درخت بیج کی تفصیل

ہے اور نماز بھی حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کی وسعت بیچون کا مرتبہ ہے اور چونکہ اس (نمازی) کی توجہ کعبہ مقصود کی طرف ہے جو کہ مرتبہ معبودیت صرف ہے (اس لئے) اس درخت کی توجہ قبلہ کی سمت میں متمثل ہوئی اور یہ جو آپ درخت کو دائیں جانب دیکھتے ہیں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ آپ کے لئے اس درخت کی طرف سیدھا راستہ ہے۔ امید ہے کہ مطلب تک پہنچا دے گا اور اس حقیقت سے کچھ حصہ حاصل ہو جائے گا۔

ما تماشا کنان و کوتہ دست
تو درخت بلند و بالائی

[ہم (صرف) سیر کرنے والے اور کوتاہ دست ہیں (اور) تو بلند و بالا درخت ہے]

آپ نے لکھا تھا کہ ایک روز کسی نماز میں اپنے آپ کو آسمان کے اوپر دیکھا اور ایک نور دیکھا کہ نماز کے الفاظ اس نور میں متصور ہوتے تھے اور نماز کی ادائیگی کے دوران رکوع و سجود میں ایک ایسا حظ و لطف ہوتا تھا جو تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ نماز مومن کی معراج ہے اور نہایت قرب کا مقام اور دوری حجاب کا وقت ہے۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر سوم مکتوب ۱۳۱، ص ۲۰۹۔۲۱۰)

◉ ...... اور یہ جو آپ نے دوسرے حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عالی (مجدد الف ثانی) قدسنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے آپ کو حقیقت صلوٰۃ کا خلعت عطا ہوا ہے پھر اس فقیر نے وہ خلعت آپ کو پہنایا ہے۔ اس کی تعبیر وہی ہے کہ آخری توجہ میں اس حقیر نے آپ کو اس نسبت عالیہ کے حصول کی بشارت دی تھی۔ اور آپ نے اس کا کچھ حصہ محسوس کیا تھا۔ اور یہ جو آپ نماز کی صف میں قعدہ میں شامل ہوئے ہیں

اور کہہ رہے ہیں کہ یہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات والبرکات کی صف ہے، عمدہ و مبارک ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کی برکات سے اس عجیب مقام سے بہرہ ور فرمائے اور ان (حضرات انبیاء علیہم السلام) کی نماز کی خوشبوؤں سے کچھ حصہ ہم جیسے پسماندگان کے دماغ میں پہنچائے خواہ نماز کے آخری جزو ہی سے حصہ مل جائے اور ان کے قعدہ ہی سے کچھ نصیب ہو جائے۔ و رضوان من الله اکبر (اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بڑی چیز ہے) اور یہ جو وہ (انبیاء علیہم السلام) فرماتے ہیں کہ آپ کو حقیقۃ الحقائق سے حصہ ہے ایک عجیب بشارت ہے آپ امیدوار ہیں۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۱۴۴، ص ۲۲۸)

◉ ...... یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد ایک کیفیت ظاہر ہوئی (کہ) اپنی ماہیت کو خشوع والی نماز کے ارکان کی ماہیت پایا اور مذکورہ ارکان اور خشوع کو اپنی ماہیت کے ارکان محسوس کیا یہ دید اور یہ یافت بہت ہی غالب ہے۔ اس کے مطالعہ نے بہت ہی مسرور کیا امید ہے کہ یہ فنا و بقا جو کہ نماز کے ارکان کے ساتھ حاصل ہوئی ہے اس کی حقیقت تک وصول کا وسیلہ ہو جائے اور صورت کے ساتھ متصف ہونا حقیقت کی ہم آغوشی تک پہنچا دے۔ نماز ایک دلربا معشوق ہے (جو) عالم غیب الغیب میں ایک ایسی حقیقت رکھتی ہے جو کہ تمام حقائق سے اوپر ہے۔ حدیث شریف (قدسی) قف یا محمد علیه الصلوٰۃ و السلام فان الله یصلی (اے محمد ﷺ! ٹھہر جایئے پس بے شک اللہ تعالیٰ نماز میں ہے) اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر سوم: مکتوب ۲۲۴، ص ۳۰۵)

پہلے خط میں لکھا ہوا تھا کہ ''ظہر کی نماز میں چند مرتبہ کوئی چیز جو کہ ہنسی کی مانند ہوگی اس جانب سے اپنے باطن میں پاتا تھا۔ فرض نماز میں خاص طور پر امامت کی حالت

میں ایک ایسی لذت وفنا پیش آتی ہے کہ کیا عرض کرے۔اے سعادت آثار! ہنسی کا ظاہر ہونا کمال رضامندی کی خبر دینے والا ہے۔خاص طور پر وہ جو کہ نماز میں پیش آتی ہے کہ وہ اصل سے تعلق رکھتی ہے۔اور سب سے بڑا حجاب انسان کا نفس ہے۔ اور یہ جو آپ خود کو عورتوں اور بے ریش لڑکوں کے لباس سے مزین پاتے ہیں۔یہ دیدۂ ایمان و اعمال صالحہ کی زینت ہے اور قبولیت کے آثار اور محبت کی نشانی رکھتی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ: مکتوب ۱۲۱، ص ۱۶۷)

مکتبۃ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

- دارالعلوم جھنگ، پاکستان 0471-622832,625707
- مدرسہ تعلیم الاسلام، سنت پورہ فیصل آباد 041-618003
- معہد الفقیر، گلشن بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور 042-5426246
- جامعہ دارالہدیٰ، جدید آبادی، بنوں 0928-621966
- دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0696-42059
- ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255
- مکتبہ مجددیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبہ قاسمیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی
- عبدالوہاب، پنجاب کالونی، نزد رضوان مسجد کراچی 021-5877306
- مکتبہ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد مدظلہ العالی مین بازار، سرائے نورنگ PP 09261-350364
- حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956
- جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ راولپنڈی

مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد